یخ ملکِ عراق

پروفیسر محمود بریلوی

فیروز سنز

پرنٹرز، پبلشرز، بک سیلرز اینڈ اسٹیشنرز

لاہور ۶۰ دی مال | کراچی میکلوڈ روڈ | پشاور ۳۵ دی مال

58965

Marfat.com

1169

مصنف کی دیگر اردو تصانیف

۱ - فلسطین اور مسئلۂ یہود ۔
۲ - سوویٹ روس اور اشتراکی انقلاب ۔
۳ - تاریخ شام و فلسطین ۔ (مع شرق اردن و لبنان) ۔
۴ - فیضان اسلام و عربستان ۔
۵ - تاریخ اسلامی سندھ ۔
۶ - تاریخ ملک عرب ۔
۷ - دنیا کی خفیہ انجمنیں ۔
۸ - تاریخ زبان و ادب آردو (متعدد جلدوں میں)

Marfat.com

Marfat.com

تمہید

دنیا کی سب سے بڑی اسلامی حکومت، پاکستان، کے قیام کے بعد وقت آگیا ہے کہ پاکستانی مسلمان دنیائے اسلام سے بیش از پیش واقف ہوں، اسلام کی تاریخ اور گذشتہ روایات سے آگاہی حاصل کریں، اور اپنے شاندار ماضی کے علم سے اپنے حال کو کامیاب اور مستقبل کو باوقار بنانے کا عزم بالجزم کریں۔ اسلامی زبانوں (عربی و فارسی) سے ناواقفیت کے باعث، تعلیم یافتہ مسلمان طبقہ زیادہ تر انگریزی کتابوں کی مدد سے تاریخ اسلامی کا مطالعہ کرتا رہا ہے جو بالعموم غیر مسلموں کی تصنیف کردہ ہیں اور جن میں سے اکثر، خاص مصالح کے ماتحت، اسلام کو حقیر اور مسلمانوں کو نیم وحشی ثابت کرنے کیلئے لکھی گئی ہیں۔ پھر اسلامی علوم و تعلیمات سے ناواقف محض ہونیکے باعث یہ طبقہ ان گمراہ کن کتابوں کے مضامین کو آمنا و صدقنا کہکر تسلیم کر لیتا ہے اور انہیں کے اثرات کے ماتحت اپنے عقاید و دلایل کی بنیاد قائم کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو علم اسطرح حاصل کیا جائے وہ استحکام و ترقیٔ قوم کے لئے کسقدر مضر ثابت ہو سکتا ہے۔ آردو زبان میں اب تک جو معدودے چند کتابیں تاریخ اسلام پر لکھی گئی ہیں، وہ یاتو قدیم انداز پر تحریر ہوئی ہیں، جنمیں دلچسپی کا مکمل فقدان ہے، یا پھر وہ ضخیم اور غیر معمولی طور پر قیمتی اور کمیاب ہیں۔ ان امور کے پیش نظر، اسلام کی شاندار تاریخ ٹکڑے ٹکڑے کر کے مختلف حصوں میں شایع کی جارہی ہے، تاکہ وہ سیر حاصل، جامع، دلچسپ اور کم قیمت ہو۔

اس سلسلہ کی ایک جلد کا نام ”تاریخ ملک عرب“ ہے جو نہ صرف سعودی عرب پر بلکہ جنوبی عرب کی چھوٹی چھوٹی تمام ریاستوں، یمن، عدن، حضر موت، عمان و مسقط، قطر،

Marfat.com

بحرین اور قویت پر مشتمل ہے۔ اسی میں سیرۃالنبی صلے اللہ علیہ وسلم اور خلافت راشدہ کا تذکرہ ہے، جسے فی الحقیقت اسلام کی پہلی جمہوریت صحیحہ بولنا چاہیئے۔ ائمہ اہل بیت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان کے علاوہ، اس میں ایک اور جدت یہ کی گئی ہے کہ ان بزرگان دین اور صوفیائے کرام کا بھی ذکر کیا گیا ہے، جنکی مساعی سے اسلام دنیا کے چپہ چپہ میں پھیلا تھا، مگر جنہیں مؤرخین اسلام اکثر نظر انداز کر جاتے ہیں.

دوسری جلد ''تاریخ شام و فلسطین،، ہے، جسمیں ان دو ممالک کے علاوہ جمہوریۂ لبنان اور شرق اردن کی ہاشمی بادشاہت کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا ہر دو جلدوں میں متعلقہ اسلامی ممالک کا حال قبل از اسلام سے شروع کر کے ۱۹۵۰ء تک کے سیاسی واقعات پر ختم کیا گیا ہے۔

موجودہ جلد محض ''ملک عراق،، پر حاوی ہے۔ اسے چار ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا باب قبل از اسلام کی عراقی تاریخ سے متعلق ہے جسے سات مضامین میں بانٹا گیا ہے۔ دوسرے باب سے عراق کی اسلامی تاریخ کا آغاز ہوتا ہے۔ اس اہم باب کو تین مضامین پر پھیلایا گیا ہے۔ تیسرا باب دراصل عراق کی تباہی کے دور کے بیان پر مشتمل ہے اور چوتھا باب موجودہ صدی کے ابتدائی پچاس سال کے تازہ ترین واقعات پر مبنی ہے۔ کتاب کے آخر میں تین مفید ضمیمے بھی درج کئے گئے ہیں۔

اس کتاب میں کم و بیش ایک درجن نقشے، تقریباً اتنے ہی خاندانی شجرے اور متعدد تصاویر شامل کی گئی ہیں، اور اس امر کی انتہائی کوشش کی گئی ہے کہ اردو میں یہ تاریخ عراق بلحاظ دلچسپی نیز واقعات کی صداقت، جامعیت و افادیت کے معاملے میں کسی انگریزی تاریخ عراق سے کم نہ ہو. اگر مغرب زدہ

Marfat.com

طبقہ میں سے کسی صاحب کو بھی یہ کوشش کامیاب نظر آئی تو میں اسے اپنی محنت کا پھل سمجھونگا۔

یہ کتاب صرف ملک عراق کی تاریخ ہی نہیں بلکہ تاریخ اسلامی کے معتدبہ بیان پر حاوی ہے اور مجاہد اسلام سلطان صلاح الدین اعظم کے حالات اور صلیبی جنگوں پر کافی روشنی ڈالتی ہے۔

میری ایک اور آردو کتاب جو تاریخ اسلام پر ''فیضان اسلام و عربستان،، کے نام سے لکھی گئی ہے، اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ تہذیب و ثقافت اسلامی اس کا خاص موضوع ہے۔

میری آردو کتابوں میں یہ پہلی کتاب ہےجو ٹائپ میں طبع ہو کر شایع ہو رہی ہے۔ آمید ہےکہ لتھو شناس نگاھوں پر ٹائپ کا وزن غیر معمولی ثابت نہ ہوگا۔ نقشے اس کتاب کا مخصوص عنصر ہیں۔

آخر میں، میں ڈاکٹر وحید، پی۔ ایچ۔ ڈی،۔ ڈائریکٹر فیروز سنز، کا شکریہ ادا کرنا چاھتاھوں جنکی علم پروری فی زماننا مغتنمات میں سے ہے۔ اسی علم پروری کا مظاھرہ ''تاریخ ملک عراق،، ہے۔

فیروز سنز پریس، کراچی، اور ان کتابوں کے مصنفین بھی میرے دلی شکریہ کے مستحق ھیں جن سے میں نے اس کتاب کی تدوین میں استفادہ کیا ہے اور جن کی فہرست اس کتاب میں شامل ہے۔

ہیچ مداں

محمود بریلوی

کراچی

جنوری ۱۹۵۱ء

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

باب اول

عراق قبل از اسلام

نمبر مضمون	نام مضمون	صفحات
۱ -	حفریات عراق	۱
۲ -	سمیری و عکادی زمانہ	۹
۳ -	بابلی و اشوری سلطنتیں	۱۷
۴ -	کیانی ایرانی خاندان	۲۲
۵ -	سکندر اور یونانی عہد حکومت ...	۲۵
۶ -	پارتھی ایرانی حکومت	۳۰
۷ -	ساسانی ایرانی سلطنت	۳۴

باب دوم

عراق پر اسلامی حکومت

۸ -	از آغاز اسلام تا اختتام خلافت بنی آمیہ ...	۴۴
۹ -	عہد خلافت بنی عباس، بغداد	۵۴
۱۰ -	تبصرہ برخلافت عباسیہ، بغداد	۲۴۳

باب سوم

عراق کا دور انتشار

۱۱ -	تاتاری، صفوی ایرانی اور عثمانی ترک ...	۲۶۵

باب چہارم

۱۲ -	عراق کی آزادی (بیسویں صدی عیسوی مطابق چودھویں صدی ھجری)	۲۷۵

ضمیمہ جات

۱ -	موجودہ عراق مشاہیر	۲۹۷
۲ -	عرب مقامات کے انگریزی نام	۲۹۹
۳ -	شجرہ متعلق بہ باب سوم ... ... (عراق پر تاتاریوں، صفوی ایرانیوں اور عثمانی ترکوں کا تسلط)	۳۰۱

Marfat.com

تصاویر

نمبر شمار	نام تصویر	مقابل صفحہ
۱-	امیر عبدالالہ ، ریجنٹ عراق	ن
۲-	ملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف ایوبی اعظم	۲۰۰
۳-	شاہ فیصل ثانی	۲۷۴

Marfat.com

نقشے

نمبرشمار	نام نقشہ	مقابل صفحہ
۱ -	عراق مع ہمسایہ ممالک کے	ن
۲ -	مشرق عہد عتیق میں (۱۵۰۰ سال قبل مسیح)	۱۶
۳ -	سکندر اعظم اور اسکے جانشینوں کی سلطنت	۲۴
۴ -	سلطنت رومتہ الکبریٰ (از ۹۸ء تا ۱۱۷ء)	۳۲
۵ -	خلافت عباسیہ بغداد کے صوبے	۵۴
۶ -	صوبۂ خوارزم	۶۲
۷ -	صوبۂ ماوراءالنہر	۶۴
۸ -	خلیفۂ مامون الرشید کی ہمسایہ سلطنتیں (۸۱۳—۸۳۳ء)	۱۰۰
۹ -	بحر روم کے ممالک، پہلی صلیبی جنگ کے وقت (۱۱۰۰ء)	۱۷۶
۱۰ -	سلطان صلاح الدین غازی رحمۃ اللہ علیہ کی سلطنت (۱۱۹۰ء)	۲۱۰
۱۱ -	شام کی لاطینی ریاستیں (۱۲۲۹ء)	۲۱۸
۱۲ -	ایشیا قبلئی خان کی موت کے وقت	۲۲۴
۱۳ -	بحر روم کے ممالک تقریباً ۱۳۶۰ء میں	۲۶۴

Marfat.com

خاندانی شجرے

نمبرشمار	نام شجرہ	مقابل صفحہ
۱ -	شجرۂ نسب خلفائے بنی عباس، بغداد (از ۷۵۰ء تا ۱۲۵۸ء)	۸۰
۲ -	عراق اھواز اور کرمان کے بویہی فرمانروا	۱۵۲
۳ -	سلاجقۂ عظمی	۱۶۳
۴ -	سلاجقۂ عراق و کردستان	۱۶۶
۵ -	مغربی ایشیا کی حکمراں نسلیں (الف :- مصر، موصل، بغداد، آرمینیا، اور ایشیائے کوچک کا یونانی خاندان)	۱۶۸
۶ -	مغربی ایشیا کی حکمراں نسلیں (ب :- سلجوق سلاطین دمشق، حلب، ایران، قونیہ، اور آرتغی فرمانروائے دیار بکر)	۱۷۲
۷ -	اتابکۂ موصل	۱۹۳
۸ -	ملک‌الناصر سلطان صلاح الدین یوسف ایوبی کا خاندان	۲۰۸
۹ -	عراق پر تاتاریوں، صفوی ایرانیوں اور عثمانی ترکوں کا تسلط۔	۳۰۰

Marfat.com

نقشہ عراق (مع ہمسایہ ممالک کے)

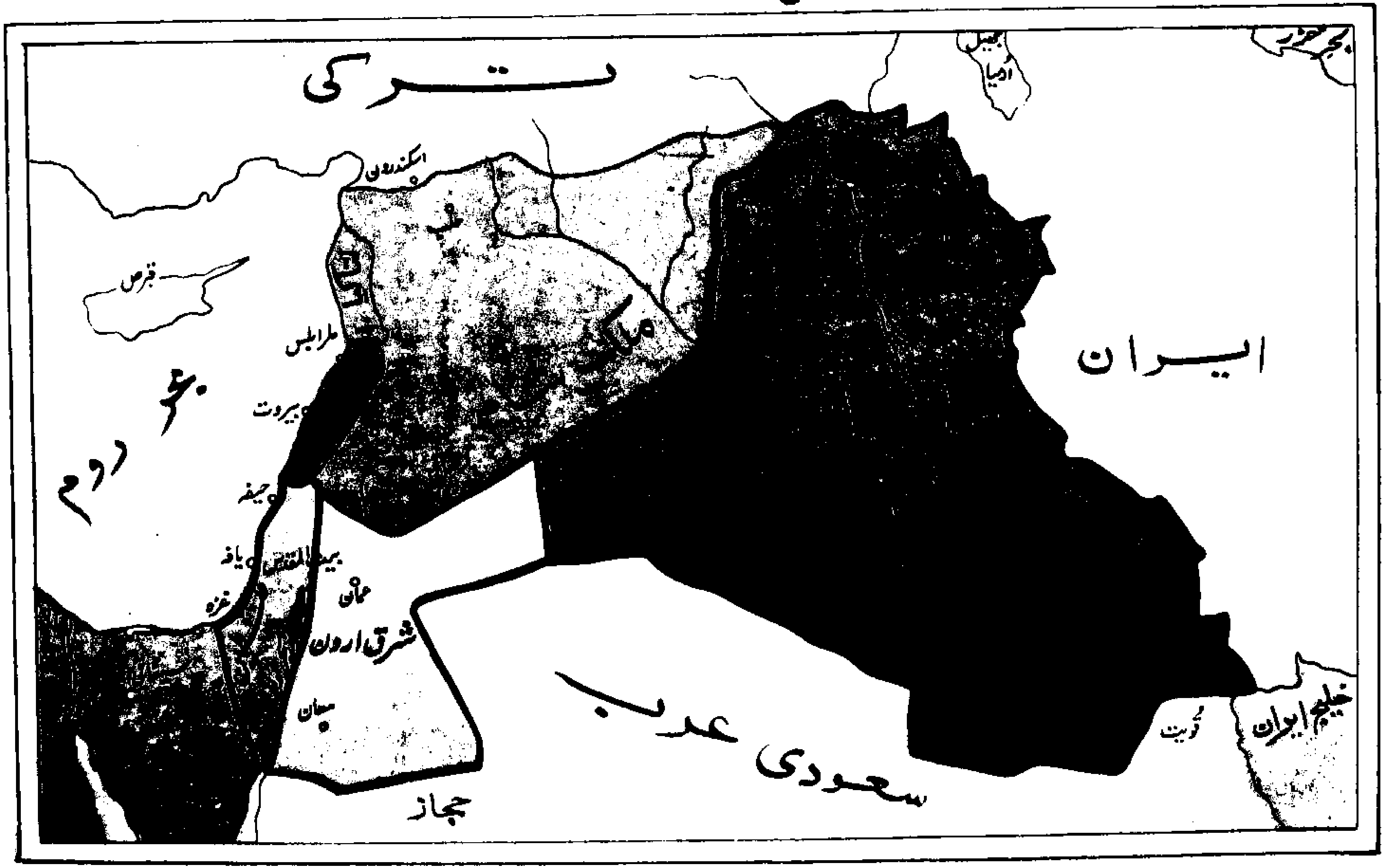

Marfat.com

Marfat.com

اسمائے کتب

(جن سے اس کتاب کی تدوین میں خاص طور سے مدد لی گئی ہے)

اردو

۱- ھماری بادشاھی از مولوی عبدالسلام قدوائی ندوی، اعظم گڑھ، ۱۳۵۵ ھجری۔

۲- عرب و ھند کے تعلقات از مولانا سید سلیمان ندوی، الہ آباد، ۱۹۳۰ء۔

۳- تاریخ افکار و سیاسیات اسلامی از مولوی عبدالوحید خان، لکھنؤ ۱۹۳۲ء۔

۴- عربوں کی جہازرانی از مولانا سید سلیمان ندوی، اعظم گڑھ، ۱۹۳۵ء۔

۵- مسلمانوں کا عروج و زوال از مولوی سعید احمد، دھلی ۱۳۶۱ھ۔

۶- تمدن عرب مترجمہ سید علی بلگرامی، حیدرآباد (دکن) ۱۹۳۶ء۔

ENGLISH

1. A Short History of the Saracens, by Syed Ameer Ali, London, 1949.
2. Saladin, by Stanley Lane-Poole, London, 1926.
3. The Decline and Fall of the Roman Empire, Book III. The Muhammadan World, by Gibbon, London, 1925.
4. The Lands of the Eastern Caliphate, by G. Le Strange, London, 1905.
5. Persia, Afghanistan and Baluchistan, by J. B. Fraser, Edinburgh, 1834.
6. History of the Muslim World, by K.B. Ehsanullah, Calcutta, 1931.

Marfat.com

7. Encyclopædia Britannica, New York, 1947 Edition.
8. Twin Rivers, by Seton Lloyd, London, 1947.
9. History of the Arabs, by P. K. Hitti, London, 1949.
10. A Short History of the Middle East, by G. E. Kirk, London, 1948.
11. The Encyclopædia of Islam, 4 vols., Leyden and London, 1913-35.
12. The Middle East, Europa Publications Ltd., London, 1948.
13. History of the Islamic Peoples, by Carl Brockelmann, London, 1949.
14. Western Civilisation in the Near East, by Hans Kohn, London, 1936.
15. The Arabs, Oil and History, by Kermit Roosevelt, London, 1949.
16. Land and Poverty in the Middle East, by Doreen Warriner, London, 1948.
17. ABC of the Arab World, by Margaret Pope, London, 1946.
18. The Arab Awakening, by George Antonius, London, 1945.

Marfat.com

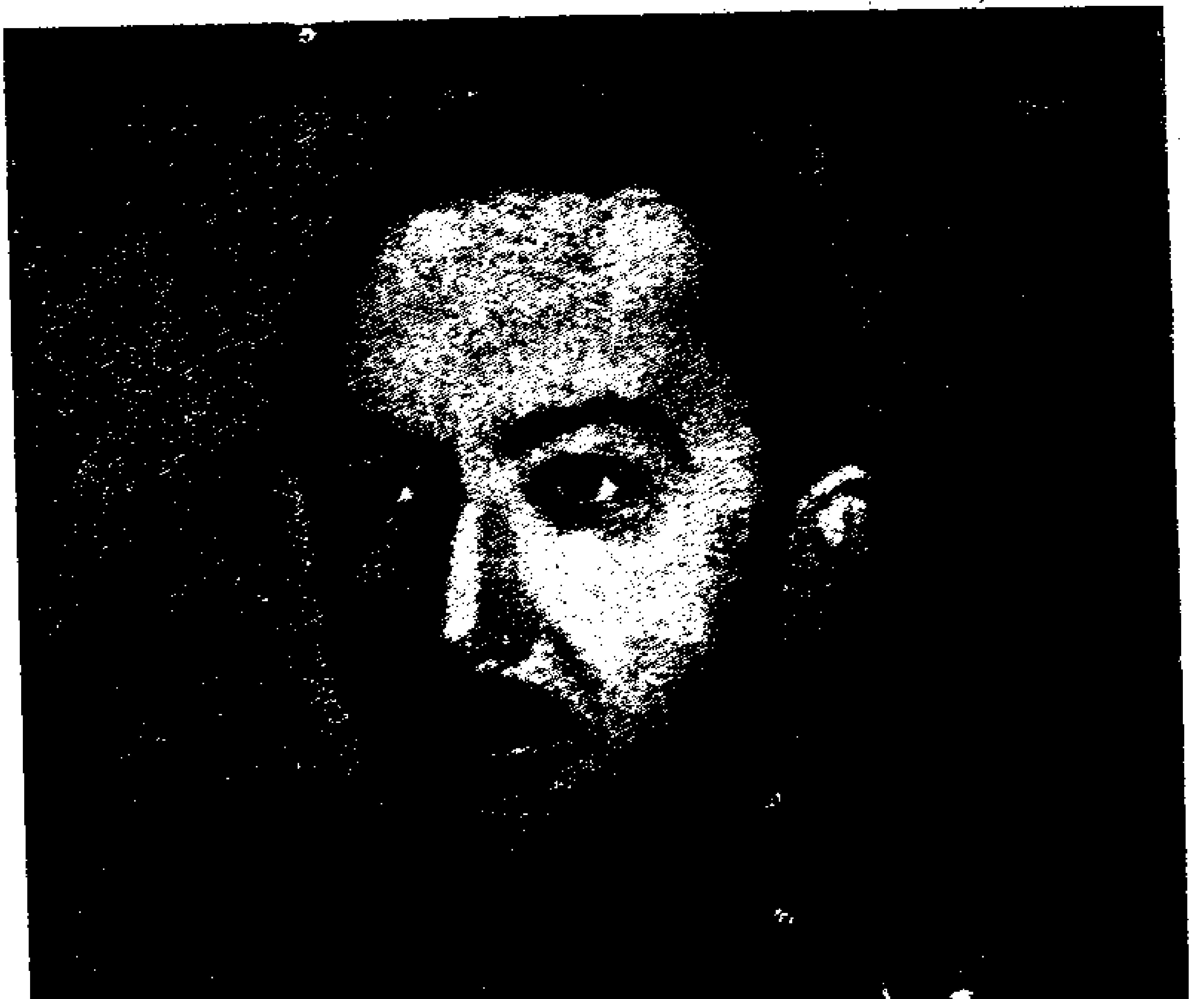

ہز رائل ہائی نس پرنس عبدالالٰہ، ریجنٹ عراق

Marfat.com

Marfat.com

باب اول

عراق قبل از اسلام

(۱)

حفریات عراق

یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ تاریخی عہد، یعنی وہ زمانہ جبکہ ملکوں پر ایسے بادشاہ فرماں روائی کرتے تھے، جنکے ناموں سے ہم واقف ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی پیدائش سے تین ہزار سال قبل سے شروع ہوتا ہے۔ عراق میں سمیری بادشاہوں کی پہلی نسل کا آغاز پہلی مصری نسل کے پہلے فرعون سے، زمانہ کے لحاظ سے، کم و بیش، مطابقت رکھتا ہے۔ اس سے پہلے کے تاریخی شواہد حفریات پر مبنی ہیں۔ گذشتہ چند سال کے اندر عراق حفریات نے ظاہر کیا ہے کہ تاریخی عہد کے انسانوں کے اسلاف اگر ہزاروں نہیں تو سینکڑوں برس پیشتر سے مکانات میں رہتے اور مٹی کے برتن استعمال کیا کرتے تھے۔

جدید حفریات عراق کا آغاز گذشتہ صدی عیسوی کے وسط میں لیارڈ Layard نے قدیم شہر نینہوا کے آثار کھود کر کیا تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے آغاز کے وقت تک بابلی بادشاہوں سے پہلے میسوپٹیمیا کی تاریخ پر مکمل پردہ پڑا ہوا تھا اور سمیری قوم کا وجود صرف میخی طرز تحریر Cuneiform کے کتبوں سے معلوم ہوا تھا۔ آخرکار ۱۹۳۱ء میں محققین آثار قدیمہ کی ایک کانفرنس ہالینڈ میں لیڈن Leiden کے مقام پر منعقد ہوئی، جسنے عراق میں اُن تین خاص قدیم تہذیبی و ثقافتی ادوار کو معین کیا، جو بلحاظ زمانہ مذکورہ بالا کتبوں کی بتائی ہوئی سمیری

Marfat.com

نسلوں کے آغاز سے مقدم تھیں - یہ ہر سہ قدیم عراق تہذیبیں اپنے محال وقوع کے اعتبار سے موسوم کی گئی تھیں - ان میں سے قدیم ترین کا نام ''العبید'' ہے، دوسری کا ''آروک'' اور تیسری کا ''جمدیت نصر'' -

پہلی جنگ عظیم کے بعد، شروع کے چند ماہ کے اندر ہی برطانی نوادر خانے نے ''العبید'' کے نام سے ایک مٹی کا ڈھیر دریافت کیا تھا، اور جب اسکا نمائندہ، ڈاکٹر ہال، وہاں ایک سمیری معبد کو کھدوا کر نمودار کر رہا تھا، تو اسے وہیں ایک ناشناسانوس قسم کے گلی ظروف ملے تھے - ان کا رنگ گہرا سبز تھا، وہ بہت زیادہ پکے ہوئے تھے اور ان پر سیاہ رنگ کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے بعد ازاں، سر لیو نارڈ وولی نے اسی مقام کو کھود کر ان لوگوں کی جائے سکونت کے نشانات بھی دریافت کر لئے جو ان گلی ظروف کو استعمال کیا کرتے تھے- وولی نے ''آر'' کے مقام پر عراق کے سمیریوں کے اسلاف کی قبریں اور معابد دریافت کئے، اور آخر کار ۱۹۳۰ء تک یہ امر بھی محقق ہو گیا کہ عراق کے سمیریوں کے اسلاف ایرانی کوہساروں سے یہاں وارد ہوئے تھے -

سر لیو نارڈ وولی نے ''العبید'' کے مقام پر جو سمیری مکانات کے نشانات دریافت کئے تھے وہ پھوس کے بنے ہوئے تھے اور انپر اندر اور باھر کی طرفسے چکنی مٹی لگی ہوئی تھی - ''العبید'' کے زمانے ھی سے متعلق، بغداد کے قریب ''عقیر'' نامی مقام پر کھدائی سے جو گاؤں دستیاب ہوا اسکی دیواریں کچی مٹی کی بنی ہوئی تھیں، جنکی قدامت آج سے چھ ہزار سال ہے - ''العبید'' اور ''عقیر'' ہر دو مقامات پر ایسی اشیاء دستیاب ہوئی ھیں جنسے ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ ماھی گیری کرتے اور شکاری بھی تھے - ''آر'' کے مقام پر جو آثار قدیمہ دستیاب ہوئے ھیں آنسے معلوم ہوا ہے کہ یہاں کے قدیم باشندے اپنے بدن گدوایا کرتے تھے -

Marfat.com

دوسرے ثقافتی زمانے کا انکشاف ورقہ کے مقام پر دریائے فرات کے مشرق میں ہوا، جہاں کئی سال سے جرمن آثاریئین زمینیں کھود رہے تھے - ورقہ اُس مقام کا نام ہے جہاں قدیم ترین سمیری شہر، ''آرک،، نامی آباد تھا - ورقہ کے آثار نے ''العبید،، کے بعد کے دور کا پتہ دیا- اور یہاں بھی مٹی کے بہت سے قدیم برتن دستیاب ہوئے - آرک کے بہت سے شاندار محل اور منادر زمین کے نیچے سے بر آمد ہوئے، جسے آرک کے باشندوں کا العبید کے باشندوں سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ ہونا ثابت ہوا -

آرک کے زمانے کا ایک مندر ۱۹۴۰ء میں ''عقیر،، کے مقام پر دریافت ہوا، جو بہت بلندی پر تعمیر کیا گیا تھا - چونکہ ورقہ کی عمارات خوش قطع ہیں لہذا کہا جا سکتا ہے کہ عراق میں آرک کے زمانہ کے لوگ غالباً دنیا کے قدیم ترین معماران میں سے تھے - وہی لوگ شاید دنیا میں فن تحریر کے بھی بانی ہیں - یہ بات تحقیق ہو چکی ہے کہ لکھنے کا آغاز سب سے پہلے عراق میں ہوا اور اسکے بعد یہ فن مصر میں رائج ہوا - عراق میں اسکی ابتدا اسطرح ہوئی کہ سینٹھے یا نرکل کی نوک سے مٹی کی گیلی تختیوں پر معنی آفریں نشانات بنائے گئے - پہلے پہل تو ان پر روز مرہ زندگی کی ضروریات کی معمولی اور موٹی موٹی باتیں درج کی گئیں اور پھر بڑے بڑے خیالات کی ترجمانی بھی ہونے لگی -

آرک کے زمانے کے گلی ظروف کی، ساخت کے اعتبار سے، یہ بات ظاہر ہوئی کہ عراق میں اجنبیوں کی یہ تازہ یورش تھی - تحقیق ہوا ہے کہ یہ لوگ عراق میں وسطی ترکی یا اناطولیہ سے وارد ہوئے تھے - ۱۹۳۹ء میں حکومت عراق نے سرکاری طور پر موصل کے شمال و مغرب میں، سنجار کی پہاڑیوں کے دامن میں، جو کھدائیاں کی ہیں اُن سے بھی اسکی تصدیق ہوئی ہے- یہاں جو کھدائی کی گئی ہے اُسمیں پہلے تو آرک کے زمانے کے بھورے رنگ کے گلی ظروف بر آمد ہوئے، اور پھر زیادہ گہرائی

Marfat.com

میں ''العبید'' کے عہد کے منقش ظروف ملے۔ یہیں ''العبید'' سے کہیں زیادہ تانبے کی اشیاء بھی دستیاب ہوئیں جو اُس قدیم عہد میں کمیاب اور قیمتی دھات تھی۔ یہ حفری انکشافات ۳,۵۰۰ سال قبل مسیح سے تعلق رکھتے ہیں۔

عراق میں حکمران نسلوں کی فرماں روائی کے آغاز سے قبل، تیسرے یا ''جمدیت نصر'' کے عہد کے آثار پہلے پہل عظیم الشان قدیم شہر کش کے قریب ایک چھوٹے سے ٹیلے میں سے بر آمد ہوئے تھے، جہاں پروفیسر لینگڈن ۲۹ - ۱۹۲۷ء میں کھدائیاں کروا رہا تھا۔ یہاں جو ظروف گلی بر آمد ہوئے وہ منقش تھے اور اُن کا رنگ سرخ، زرد اور سیاہ تھا۔ جنگ عظیم ثانی کے آغاز (۱۹۳۹ء) سے چند ماہ قبل، جو جرمن آثاریئین ورقہ کے مقام پر زمینیں کھدوا رہے تھے اُنہیں سنگ مرمر کے مجسمہ کا انسانی سر کے برابر ایک خوبصورت سر ملا، جو دو وجوہات سے آج نوادر خانۂ عراق میں قدیم آرٹ کا ایک عجیب و غریب شاہکار ہے۔ اولاً اسوجہ سے کہ یہ فن بت تراشی کا دنیا میں قدیم ترین کارنامہ ہے، اور ثانیاً اس لحاظ سے کہ اسکے نقش و نگار نہایت با وقار ہیں۔ ورقہ ھی کی کھدائیوں سے جمدیت نصر کے زمانے کا ایک چار فٹ اونچا سنگی ظرف بھی دستیاب ہوا ہے، جو آج عراق عجائب خانے کی ایک اور بیش بہا اور قدیم ترین شے ہے۔ اس ظرف پر اُس زمانے کے مردوں اور عورتوں کے جو نقوش کندہ ھیں اُنسے ابتدائی سمیری قوم کی شکل و شباھت کا اندازہ ہوتا ہے۔

تین ہزار سال قبل مسیح سے کچھ پہلے، عراق کے قدیم باشندوں کی تہذیب و ترقی کا حال بیشتر انکے دھاتوں کے اوزاروں اور مٹی کے برتنوں کی بر آمد سے ھی معلوم ہوا ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ سمیری نسلوں کا باقاعدہ آغاز ہونے ھی والا تھا۔ یہ دریافت شمالی عراق میں، موصل کے کوہساروں میں، برطانی اور امریکی آثاریئین کے باعث ہوئی، اور جس سے

Marfat.com

یہ بھی ظاہر ہوا کہ یہ شمالی عراق باشندے جنوبی عراق میں ''العبید،، کے عہد کے لوگوں سے بہت پہلے انسے نسبتاً کہیں زیادہ ترقی یافتہ تھے۔

موصل کے شمال میں دو ٹیلوں کے نیچے سے ''العبید،، کے زمانے سے بھی پیشتر کے یہ جدید، نہایت خوبصورت، رنگین اور منقش گلی ظروف بر آمد ہوئے۔ ۱۹۱۴ء سے قبل، بیرن فان اوپین ہیم نے ترکی شامی سرحد پر ناسبین کے قریب ''تیل ہلاف،، کے مقام پر جو کھدائیاں کی تھیں، انسے بھی ان ظروف کا انکشاف ہوا تھا، مگر اسوقت یہ امر متعین نہو سکا تھا کہ ان کا تعلق عہد عتیق کے کس دور سے ھے۔ لیکن ۱۹۳۱ء میں جب امریکی یونیورسٹی پین سلوانیا کے نمایندوں نے ''تیپے غورا،، کے مقام پر اور اسکے فوراً بعد برطانی نوادر خانے کے آثاریئین نے ''ارپکیا،، کے مقام پر کھدائیاں کرکے ان ظروف کو بر آمد کیا تو ''تیل ہلافی،، ظروف کا زمانہ ''العبید،، سے پہلے محقق و مقرر ہو گیا۔ اور یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ گئی کہ شمالی عراق کی یہ قدیم تہذیب جنوبی عراق کی ''ارک،، تہذیب سے بھی پرانی اور میسو پٹیمیا کی قدیم ترین تہذیب تھی۔

برطانی عجایب خانے کے آثار یئین نے نینوا کے مقام پر، (اشتر کے مندر کے نیچے) بہت عمیق کھدائی کرکے، ''تیل ہلاف،، کے آثار کی سطح سے بھی نیچے، بہت قدیم ظروف گلی بر آمد کئے تھے، لیکن اس نوعیت کے ظروف عراق میں کسی اور جگہ نہ نکلے اور نہ انکے مثل همسایہ ممالک سے دستیاب ہوئے۔تیل ہلافی ظروف ۱۹۳۰ ء تک، ترکی اور شمالی شام میں دریائے دجلہ سے لیکر ساحل بحر روم تک، متعدد مقامات پر بر آمد ہوئے۔ چنانچہ یہ فیصلہ ہوا کہ تیل ہلافی عہد سے پیشتر کے زمانۂ قبل مسیح کے آثار کا رقبہ ترکی سلسلۂ کوہ کے جنوبی دامنوں اور میدانوں میں واقع ھے۔ بنا بر ایں ترکی میں ''سکجیے گیوزو،، کے مقام پر ایک برطانی جماعت آثاریئین نے اور امریکنوں نے ملک

Marfat.com

شام میں انطاکیہ کے قریب کامیابی کے ساتھ ایسے ظروف گلی برآمد کئیے ، جنکی بابت یقین کیا گیا کہ وہ تیل ہلاف عہد سے پہلے کے زمانے سے متعلق ہیں۔ پھر ۱۹۳۶ ء کے موسم سرما میں پروفیسر گرسٹانگ (لور پول یونیورسٹی) نے سلیسیا کے میدان میں مرسین کے مقام پر (تورس اور امانس پہاڑوں کے درمیان) ایک ٹیلے کے نیچے سے تہذیب قدیم کے جدید آثار دریافت کئے جنھوں نے انسانی ثقافت کے گہوارے کو میسو پٹیمیا کے قدیم مسکن سے منتقل کرکے بحر روم کے شمال و مشرق ساحل پر قائم کردیا۔

۱۹۴۳ ء کے موسم بہار میں، عراق آثار قدیمہ کے ماہر، سید فواد سفار نے موصل کے جنوب میں ایک ٹیلہ ''حسونہ'' نامی دریافت کیا ، جسکی سطح پر اسی قسم کے ظروف گلی پڑے ہوئے نظر آئے جیسے کہ نینھوا کے مقام پر زمین کے نیچے تقریباً سو فٹ کی گہرائی میں سے بر آمد ہوئے تھے۔ چنانچہ عراق حکومت نے اسے ۱۹۴۴ ء کے موسم بہار تک کھدوایا ، جسنے قطعی طور پر عراق میں انسانی تہذیب کے آغاز کی مدت کو متعین کردیا اس لئے کے نیچے سے تلے اوپر قدیم مواضعات کے آثار کے پرت کے پرت بر آمد ہوئے۔ سب سے نیچے کی تہ پر اس قدیم ترین قوم کے آثار دریافت ہوئے ، جو ''جدید حجری عہد'' سے متعلق تھی اور جسکا زمانہ چھ ہزار سال قبل مسیح کے لگ بھگ سمجھا جاتا ہے۔

انکے گھر نہ تھے بلکہ وہ جھونپڑوں میں رہا کرتے تھے۔ انکے چولھے دستیاب ہوئے جنکے گرد انکے بھونڈے اور بد وضع کھانے اور پینے کے برتن بھی ملے اور جنگلی جانوروں کو مارنے کے لئے گوپھن اور انکے پتھر ، نیز شکاری چاقو اور بھالوں کے پھل اور پتھروں اور ہڈیوں کے بنے ہوئے دیگر اوزار بر آمد ہوئے۔ ان تمام اشیاء اور ادھر ادھر بکھری ہوئی جانوروں کی بہت سی ہڈیوں سے ظاہر ہوا کہ یہ قدیم عراق باشندے

Marfat.com

تو گلے بان تھے یا شکاری ، جو پہاڑوں پر سے آکر پہلی بار میدان میں بسے تھے - وہ زراعت کے فن سے واقف نہ تھے - جب انھوں نے اس مقام کو چھوڑا تو ان کا ایک آدمی یہاں باقی رہ گیا ، جو غالباً بیمار ہوگا ، کیونکہ ایک انسان کا ڈھانچہ بھی وہاں پایا گیا -

اس سے اوپر کی تہوں میں مکانات پائے گئے اور جو اشیاء دستیاب ہوئیں انسے ثابت ہوا کہ یہ لوگ زراعت پیشہ اور اپنے اسلاف سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ تھے - انکے مٹی کے برتن بھی بر آمد ہوئے -

اوپر کی تہوں سے جو آثار بر آمد ہوئے ان میں رنگین و منقش ظروف تھے - بعض بڑے برتنوں کے اندر سے انسانی بچوں کے ڈھانچے بر آمد ہوئے - جو دفن کئیے گئے ہونگے - ظروف پر جو نقش و نگار پائے گئے ان سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ اس عہد کے لوگ خصوصاً عورتیں اپنے سر کے بال درمیان میں سے کاڑھتی اور گالوں اور ٹھوڑیوں کو گدواتی تھیں - وہ نتھنی پہنا کرتی اور آنکھوں میں کاجل لگایا کرتی تھیں - ان عراق عورتوں کا زمانہ پانچ ہزار سال قبل مسیح تھا - اور " حسونہ " کے جدید گاؤں کے قریب جس قدیم ترین عراق تہذیب انسانی کے آثار دریافت ہوئے آسکا زمانہ چھ ہزار سال قبل مسیح سمجھنا چاہئے -

مندرجہ بالا تمام عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ شمالی شام اور جنوبی ترکی کے کوھستانی علاقوں کی ایک ترقی یافتہ قوم دریائے دجلہ کی وادی تک عراق کے طول و عرض میں بس گئی تھی - یہ " تیل ھلاف " قوم تھی اور عراق کی قدیم تر آبادی کی نسبت کہیں زیادہ مہذب تھی - انکے بعد عراق میں ایرانی کوھستانوں کی جانب سے نوواردوں کی ایک اور جماعت داخل ہوئی - یہ جماعت بھی تیل ھلافیوں کی طرح مہذب تھی مگر اسکے گلی ظروف اتنے عمدہ نہ تھے جتنے کہ تیل ھلافیوں کے تھے - ان

Marfat.com

ظروف کلی کی ساخت ، رنگ و روغن ، اور نقش و نگار سے ہی عراق باشندگان قدیم کی عمرانی زندگی ، اور تہذیب و تمدن کی ترقی کے مدارج اور زمانوں کا تخمینہ کیا گیا ہے۔

یہ تخمینہ ''تیپے غورا'' کے ظروف سے بہت کچھ کیا گیا۔ اسی سے یہ معلوم کیا گیا کہ تیل ہلافی قوم کو نو وارد کافی مدت کے بعد زیر کرسکے ، کیونکہ خالص ''العبیدی'' ظروف کئی صدیوں کے بعد رونما ہوسکے تھے ۔ اس دوران میں خلیج ایران پیچھے ہٹتی گئی اور جنوبی عراق کو آبادی کے قابل بناتی گئی ، اور ''العبیدی'' دور کے لوگ سب سے پہلے یہاں آ کر بس گئے ۔ لیکن شمال وجنوب ہر دو مقامات پر، پہلے تو '' آرک '' قوم نے اناطولیا کے پہاڑوں پر سے آ کر، اور پھر ''جمدیت نصر'' جماعت نے ان کو زیر کرلیا ۔ ''جمدیت'' کے زمانے کے اختتام پر، جبکہ تحریری تاریخ کا آغاز ہوا، عراق باشندے ''سمیری'' کہلائے ۔

Marfat.com

(۲)

سمیری و عکادی زمانہ

(از ۳٫۰۰۰ تا ۱٫۹۷۰ سال ق‌م)

ابتک عراق تاریخ کا دار و مدار آثاریئین کی تحقیقات اور انکے قایم کردہ نتایج پر تھا - لیکن تین ہزار کچھ سو سال قبل مسیح سے بعد کے تحریری شواھد دستیاب ھونے لگے - گذشتہ ۵۰ سال سے قبل جبکہ سمیری آثار کے ٹیلوں کی باقاعدہ کھدائی شروع ھوئی ، یہ تحریری شواھد قدیم سمیری قوم کے واحد ذریعۂ تاریخ شمار کئے جاتے تھے - یہی وجہ ھے کہ انیسویں صدی عیسوی کے اختتام تک سمیری تاریخ افسانوں سے زیادہ اھمیت نہ رکھتی تھی - سمیری عہد کے اپنے ابتدائی تحریری شواھد تو دستیاب نہوسکے لیکن سمیری کتبے بابلی میخی طرز تحریر میں ملے ھیں - تقریباً دو ھزار سال ق م میں پہلی بار سمیر میں یہ کوشش کی گئی کہ وہ اپنے شاندار ماضی اپنی سیاسی تاریخ اور مذھبی روایات کو ضبط تحریر میں لائیں - یہ تحریریں تو آج باقی نہیں ھیں مگر انکے جستہ جستہ حصے سینکڑوں برس کے بعد بابلی اور اشوری تواریخ میں درج کئے گئے ، اور انکے کچھ حصے ھم تک پہنچ سکے ھیں - ان تاریخی شواھد میں تازہ ترین ایک بابلی محرر بیروسس نامی کا کارنامہ تھا ، جو سکندر اعظم کے عہد میں زندہ تھا - اسنے سمیر اور عکاد کے بادشاھوں کے ناموں کی فہرست بھی لکھی تھی -

ایک واقعہ جسپر مع بیروسس کے تمام مؤرخین کا اتفاق معلوم ھوتا ھے سیلاب عظیم ھے - عراق بادشاھوں کے ناموں کی فہرستیں عام طور پر دو حصوں میں منقسم ھیں ، اور پہلا حصہ سیلاب عظیم کی آمد پر ختم ھوتا اور دوسرا اسکے بعد شروع

Marfat.com

ہوتا ہے۔ پہلے حصے میں بادشاہوں کے نام فرضی ہیرو اور دیوتاؤں کے ناموں میں مخلوط ہو گئے ہیں - اس سیلاب عظیم کا ذکر عبرانی اور سمیری دونوں روایات میں موجود ہے۔ زیرین عراق ایک ایسا ملک ہے جہاں سیلاب معمولی چیز ہے۔ اسکے چار قدیم شہروں (آر، ورقه، کشن اور فرح) کے مقامات پر جو کھدائیاں ہوئی ہیں آنسے سیلاب کا ثبوت ملا ہے، یعنی انکے آثار میں چکنی صاف مٹی کا وجود پایا گیا اور اسکے نیچے اور اوپر دونوں جانب انسانی آبادی کے نشانات ملے ہیں - لیکن انکے زمانوں میں بڑا فرق ہے۔ گمان غالب ہے کہ انہیں سیلابوں میں سے کوئی ایک سیلاب ایسا ہوگا جسکا ذکر مائیں اپنے بچوں سے پانچ ہزار سال سے کرتی چلی آئی ہیں - اسکے ذکر نے تمام تاریخی حوادث کو اپنی رو میں لپیٹ لیا، گویا وہ سیلاب عراق کی نہیں بلکه صفحۂ عالم کی تباہی کا باعث ہوا - سمیری ادب میں اسکا تذکرہ سب سے پہلی اہم چیز ہے۔ آنیسویں صدی کے وسط میں اسکے انکشاف نے یورپ میں بڑی دلچسپی پیدا کی کیونکہ انجیل و توریت میں جس طوفان کا ذکر ہے آسکی اس سیلاب سے تصدیق ہوتی ہے۔

۱۸۵۰ء میں سر ہنری لیارڈ نے نینہوا کے کھنڈروں کو کھودتے ہوئے اشوری بادشاہ سینا چیرب Senna Cherib کے محل میں دو ایسے کمرے پائے جنکے فرش ایک فٹ کی ضخامت کی چکنی مٹی کی تختیوں سے ڈھکے ہوئے تھے اور جن پر عبارت کھدی ہوئی تھی - تین سال کے بعد، بادشاہ اشر بنی پال کے محل میں بھی سر ہنری کے اسسٹنٹ، رسام، کو ایسی ہی منقوش گلی تختیاں ملیں - آنکی مجموعی تعداد ۲۰,۰۷۳ ہو گی، جو دو مکمل شاہی کتب خانوں پر مشتمل تھیں - یہ تختیاں برطانی نوادر خانۂ لندن کو بھیجی گئیں - پندرہ سال کے بعد، جارج اسمتھ، مشرق آثار قدیمه کے نائب محافظ، نے انمیں اپنی زبردست دریافت کا انکشاف کیا - اسکے فرائض میں ایک تھا

کام بھی تھا کہ وہ نینھوا کے آثار کے مجموعہ کو انتخاب کے بعد ترتیب دیا کرتا ۔

چنانچہ ایک دن آنکے مطالعہ اور لوٹ بدل کے دوران میں اسکی نظر ایک ایسی نامکمل تختی پر پڑی جسپر یہ عبارت کندہ تھی کہ ''کشتی نضر کے پہاڑوں کی چوٹی پر ٹھر گئی'' جسکے بعد ایک فاختہ کے اڑائے جانے اور سلامتی و قیام کا کوئی مقام نہ پانیکے باعث اسکے واپس آنیکا ذکر تھا ۔ اسمتھ کا بیان ھے کہ ''اسکے پڑھتے ھی مجھے فوراً یقین ھو گیا کہ میں نے طوفان عظیم کی کالدی عبارت کے ایک حصے کو منکشف کر لیا ھے'' اس واقعہ سے لندن میں بڑی سنسناھٹ پھیل گئی اور اخبار ''ڈیلی ٹیلیگراف'' نے ایک ہزار پونڈ کا عطیہ اس غرض سے پیش کیا کہ اسمتھ سفر کر کے نینھوا جائے اور وھاں باقی ماندہ تختیوں کو تلاش کر کے اس کہانی کو مکمل کرے ۔ چنانچہ ایسا ھی ھوا اور آخر کار اس کالدی عبارت کے متعلق یہ طوفان عظیم کی سترہ سطریں مکمل ھو گئیں ۔

یہ عبارت حرف بحرف طوفان نوح کے واقعہ سے ملتی جلتی ھے ۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بجائے اسمیں ایک مقدس ہستی آتو نپشتم کا نام ملتا ھے، جو دریائے فرات پر شروپک نامی مقام کی رھنے والی تھی ۔ دیوتا ایا نے اسے طوفان کی آمد کی خبر دی تھی اور اسی نے کشتی تیار کرنے اور اسمیں تمام جانداروں کو جمع کرنے کی ھدایت کی تھی ۔ اس کشتی کی ناخدائی ایک فرشتہ نے کی تھی ۔ طوفان اتنا شدید تھا کہ تمام دیوتا گھبرا کر انو دیوتا کے پاس آسمانوں میں جا چھپے تھے ۔ اور دیوتاؤں کی محبوبہ دیوی اشتر کمزور عورت کی طرح رو رھی تھی ۔ چھ روز تک دن اور رات آندھی اور طوفان بارش جاری رھے ۔ ساتویں دن اسکو سکون ھوا تو کشتی نضر پہاڑ پر جا کر ٹھیری ۔ کالدی روایت کے بموجب یہ طوفان انیلل دیوتا کے قہر و غضب سے جاری ھوا تھا اور وہ کسی متنفس کو زندہ چھوڑنا نہیں چاھتا تھا ۔

Marfat.com

اس طوفان عظیم کے بعد، جب دنیا دوبارہ آباد ہوئی تو پہلی بادشاہت قدیم عراق شہر کش میں قائم ہوئی۔ کش میں ستر بادشاہ ہوئے، جو چودہ نسلوں میں تقسیم کئے گئے ہیں اور انکی مجموعی حکومت کا زمانہ تیس ہزار سال کہا جاتا ہے۔ ان بادشاہوں کی انفرادی حکومتوں کا زمانہ ناقابل اعتبار حد تک طویل بتایا گیا ہے، مثلاً ان میں سے ایک بادشاہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اسنے پندرہ سو برس تک حکومت کی۔ مگر تحقیق آثار قدیمہ نے اسکی بہت کچھ اصلاح کر دی ہے۔ مثلاً اب معلوم ہوا ہے کہ ان کا آخری زمانہ سمیر کی عکادی فتح سے ضرور متصادم ہوا ہوگا، جسکی قریب ترین تاریخ ۲,۸۰۰ سال قبل مسیح کہی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے سمیری بادشاہوں کی فہرست قابل اعتبار نہیں ہے۔ کش کی پہلی نسل کے حکمرانوں میں ایک بادشاہ اٹانہ نامی بھی تھا جو قدیم ترین اوہامی غیر تاریخی سمیری کہانیوں کا ایک ہیرو کہا جاتا ہے اور جسکے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ عقاب کی پیٹھ پر بیٹھکر آسمانوں کی بلندیوں پر گیا تھا۔

اریچ (آرک، ورقہ) کی پہلی شاہی نسل کی فہرست میں شاہ اریچ گلگامیش (کلاب کا مالک) کا نام بھی ملتا ہے، جو سمیری ادب کی اوہامی کہانیوں میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ جرمن آثاریئین کی بدولت اسکے مافوق الفطرت اور حیرت انگیز کارناموں اور مہمات پر مشتمل ایک طویل رزمیہ نظم صحیح سالم مل گئی ہے، جسکا انگریزی ترجمہ ڈاکٹر آر کیمپبیل تھامسن آنجہانی نے کیا تھا۔ گلگامیش کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ دو تہائی دیوتا تھا اور ایک تہائی انسان۔ یہ سمیری نظم دنیا کا قدیم ترین ادبی کارنامہ سمجھی جاتی ہے۔

آر کے بادشاہوں کی پہلی نسل میں ایک نام میسانی پدا ملتا ہے۔ سمیری بادشاہوں میں یہ پہلا بادشاہ ہے، جسکے وجود کی تصدیق حفریات کے ذریعہ سے ہو سکی ہے۔ جنگ عظیم

Marfat.com

ثانی کے بعد ، جب سر لیو نارڈ وولی ''العبید'' کے مقام پر عراق میں ایک سمیری معبد کے آثار کو کھدوا رہے تھے ، تو انہیں وهاں پتھر کی ایک تختی ملی تھی ، جو آجکل برطانی نوادر خانه لندن میں محفوظ ہے ۔ اسپر یه الفاظ منقوش تھے که ''ننکھرساگ کے لئے میسانی پدا کے بیٹے آنی پدا ، آر کے بادشاہ، نے ایک عبادت گه تعمیر کرائی ہے۔''

دو آخری نسلیں اکشک اور ماری کے قدیم شہروں سے نسبت دی جاتی ہیں ، اور وہ دونوں کم و بیش ہم عصر تھیں ۔ ۱۹۳۲ء میں شکاگو یونیورسٹی (امریکه) کے آثاریئین نے دریائے دجله پر ایک ٹیله کھودا جسے ''خفاجے'' کہا جاتا تھا ۔ اسکے اندر سے آخری سمیری عہد کے جو مجسمے بر آمد ہوئے وہ اسی قدیم شہر اکشک کے تسلیم کئے گئے ۔ اسی سال فرانسیسی آثاریئین نے دریائے فرات پر شامی سرحد کے متصل تیل‌حریری نامی مقام کو کھودا اور فوراً ثابت ہو گیا که وہاں دوسرے قدیم شہر ماری کے کھنڈر تھے ۔ خفاجے اور تیل‌حریری کے سمیری مجسمے ایک ہی عہد کے سمجھے گئے ۔ بعض آثاریئین کا خیال ہے که اکشک ، قدیم سلوسیا اور تیل عمر تینوں ایک ہی جگه واقع تھے ۔

زیرین عراق (انجیل کا ''میدان شنعار'') خلیج ایران سے لیکر شمال میں دریائے دجله پر جدید شہر بلید تک وسیع ہے۔ یہاں تک کا علاقه زرخیز چکنی مٹی سے ڈھکا ہوا ہے ، اسکے اوپر شمالی عراق کی مرتفع چراگاہیں شروع ہوتی ہیں ۔ قدیم زمانے میں جنوبی حصهٔ عراق کو ''سمیر'' اور شمالی کو ''عکاد'' کہا جاتا تھا ۔ بعد ازاں ، شمالی عراق کا نام ''اشوریا'' ہو گیا (جسے 'شبرتو' بھی کہا گیا) ، ایران ''ایلم'' کے نام سے معروف ہوا، اور مغربی ریگستان 'مرتو' کے نام سے پکارا گیا ۔

سمیریوں کے بے شمار دیوتا اور دیویاں تھیں ۔ قدیم مصریوں کی طرح انکے بھی عناصر کے دیوتا تھے ، جنکے نام ان ، اینلل ،

Marfat.com

اور انیکی تھے - ننکھر ساگ ، ننگل ، باؤ اور ننسون دیویوں کے نام تھے - دموزی خدائے آفرینش تھا ، جو موت اور دوبارہ زندہ کرنے پر قادر تھا - سورج کے دیوتا کا نام 'شمس' تھا اور چاند کا ننار یا سن - سمیری علم الا صنام میں 'عمدو گد' نام کا ایک پرندہ تھا جسکا سر شیر کا سا تھا اور دوسرا 'زو' نامی طوفان پر قادر تھا - سمیری آسمانوں میں بڑی آبادی اور چھل پہل تھی -

ہر نیا سمیری سال نئی فصل کی آمد کے ساتھ شروع ہوا کرتا تھا - اسوقت ایک بہت بڑا میلہ لگا کرتا جو سال کا سب سے بڑا تیوھار شمار ہوتا تھا - یہ تیوھار خدائے آفرینش کے اعزاز میں منایا جاتا تھا - اس دن ایک نوجوان پجاری اور ایک حسین دوشیزہ پجارن کا جوڑا منتخب کیا جاتا - ان کا جلوس شہر میں بڑی دھوم دھام سے نکالا جاتا اور غروب آفتاب کے وقت یہ جوڑا بڑے مندر کے صحن میں، بڑے پجاری کی موجودگی میں ، داد مواصلت دیتا اور پھر ان دونوں کو بڑے ذوق و شوق سے مارڈالا جاتا - اور انکے ساتھ انواع و اقسام کی بیش بہا اشیا زیر زمین دفن کردی جاتیں - اسطرح گویا آئیندہ سال کی عمدہ فصل کا قابل اطمینان انتظام ہوجاتا -

حفریات عراق کے باعث، زمین کے نیچے سے اس زمانے کے جو سمیری زیورات ، جواھر اور دیگر قدیم قیمتی اشیا بر آمد ہوئی ہیں وہ نوادر خانۂ عراق اور نوادر خانۂ برطانیہ کے مابین تقسیم کرلی گئی ہیں - ننکھر ساگ دیوی کا جو معبد بادشاہ آنی پدا نے العبید کے مقام پر تعمیر کرایا تھا، وہ کئی منزل بلند تھا - مشہور یونانی مورخ ھردوط نے کئی سو برس کے بعد ایک ایسے ھی کلدانی معبد کا ذکر کیا ھے جو بابل مین تھا - اسنے لکھا ھے کہ اس معبد کی چوٹی کی منزل میں ایک کوٹھری تھی جسمیں ایک دوشیزہ رہا کرتی تھی - مشہور تھا کہ خدائے حیات اسکے پاس آکر شب باشی ہوا کرتا تھا -

Marfat.com

فرانسیسی آثار یئین نے تلوہ کے مقام پر جو کھدائی کی تھی اسکے باعث زمین کے نیچے سے "لگاش" کے تہذیبی آثار بر آمد ہوئے تھے جس سے ہمسایہ "آمہ" نامی ریاست کا تنازعہ مسلسل قایم رہا کرتا تھا۔ اس سے آخری سمیری بادشاہان 'لگاش' میں سے ایک بادشاہ ای ناتم نامی کا بھی پتہ چلتا ہے، جسنے مشہور قدیمی شہروں آر، ایرچ، کشش اور اوپس کو فتح کرلیا تھا۔

عکادی لوگ جو جدید بغداد کے ارد گرد آ کر آباد ہوگئے تھے سامی النسل تھے اور مغرب یا شمال و مغرب سے عراق میں وارد ہوئے تھے۔ پہلا عکادی بادشاہ سرگون نامی تھا، جسنے پہلے توماری، اشر، کرکک اور اربیل کے شہر فتح کئے، پھر تمام شمالی عراق پر مسلط ہوگیا۔ اسکے بعد اسنے زگروس پہاڑ کے باشندوں کو زیر کیا اور پھر جنوب میں ریاست سمیر پر حملہ کرکے لگاش پر قبضہ کرلیا۔ آہستہ آہستہ اسنے تمام سمیری بادشاہت پر تسلط کرکے آخری سمیری بادشاہ لگل زگیسی کو ملک چھوڑ کر بھاگ جانے پر مجبور کردیا۔ عکادیوں نے بھی سمیری مذہب قبول کرلیا اور سمیری دیوتاؤں کو مان لیا۔

اسکے بعد سرگون نے ایلم (ایران) کو فتح کیا اور شمال و مغرب میں اسکی فوجیں بحر روم تک پہنچ گئیں۔ اسنے جزیرۂ قبرص پر بھی حملہ کیا اور سلیسیا اور لبنان کے علاقوں میں عکادی نو آبادیاں قایم کیں۔ تمام اناطولیا پر اس کا دور دورہ تھا اور مصر تک اسکی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ زبردست عکادی فاتح بادشاہ سمیری باغیوں کے ھاتھ سے مارا گیا۔ اسکے لایق بیٹے نرام سین نے پچاس سال سے زیادہ مدت تک حکمرانی کی اور سمیری بغاوت کو فرو کیا۔ نرام سین اپنی موت سے پیشتر ھی دیوتا مان لیا گیا تھا۔ نینھوا کے کھنڈروں میں اشتر کے مندر کے نیچے سے ایک عکادی بادشاہ کا جو شاندار برنجی سر بر آمد ہوا ہے، وہ عراقی عجایب خانے میں

Marfat.com

محفوظ ہے۔ نرام سین کے مرتے ہی عکادی سلطنت متزلزل ہوگئی۔ شمالی عراق کی وحشی گوتی قوم نے یورش کرکے عکادی تہذیب کا خاتمہ کردیا۔

اس وحشی گوتی قوم کے آخری سردار تریگن نامی کو ایک سمیری سردار آتو خیگل نے شکست دی اور مردہ سمیری حکومت کو دوبارہ زندہ کیا۔ آتو خیگل آروک کا بادشاہ تھا۔ مگر اسے أر کے گورنر ' آرنامو ' نے شکست دی اور خود تمام سمیر اور عکاد کا بادشاہ بن بیٹھا۔ آر نامو ہی جدید شاندار سمیری سلطنت کا بانی ہوا۔ یہ نہایت زبردست سمیری بادشاہ تھا، جسنے متعدد نئے شہر بسائے اور بے شمار منادر تعمیر کرائے۔ اسکے بعد اسکا بیٹا دنگی نامی آر کا بادشاہ ہوا۔ روایتاً اریدو سلطنت سمیر کا قدیم ترین شہر تھا اور اسمیں پانی کے دیوتا ایا کا مندر تمام جنوبی عراق میں مقدس ترین شمار ہوتا تھا۔ دنگی نے عکادی مذہبی مرکز کو جو بابل میں " ای سگیلا " نامی مندر کی جگہ مانا جاتا تھا برباد کر دیا تھا۔ دنگی کی طویل حکومت کا عہد جنوبی عراق کی انتہائی خوشحالی کا دور تھا۔ اس جدید سمیری نسل میں دنگی کے بعد تین بادشاہ اور ہوئے۔

اسکے بعد سمیری نسل کا کلیتاً خاتمہ ہوگیا۔ آخری سمیری بادشاہ کا نام ابی سن تھا، جسکے زمانے میں شمال میں ماری سے عموری قوم نے اور مشرق میں ایلم کی فوجوں نے سمیر کو بالکل پامال کرڈالا۔ سمیری عکادی سلطنت و تہذیب کی وارث اور جانشین بابلی اور اشوری نسلیں ہوئیں۔ دنیا کی قدیم ترین سلطنتیں سمیری اور عکادی ہی تھیں اور انکی تہذیب قدیم ترین انسانی تہذیب شمار کی جاتی ہے۔ سمیری و عکادی عہد کا خاتمہ ۱,۹۷۰ سال قبل مسیح میں ہوا۔

Marfat.com

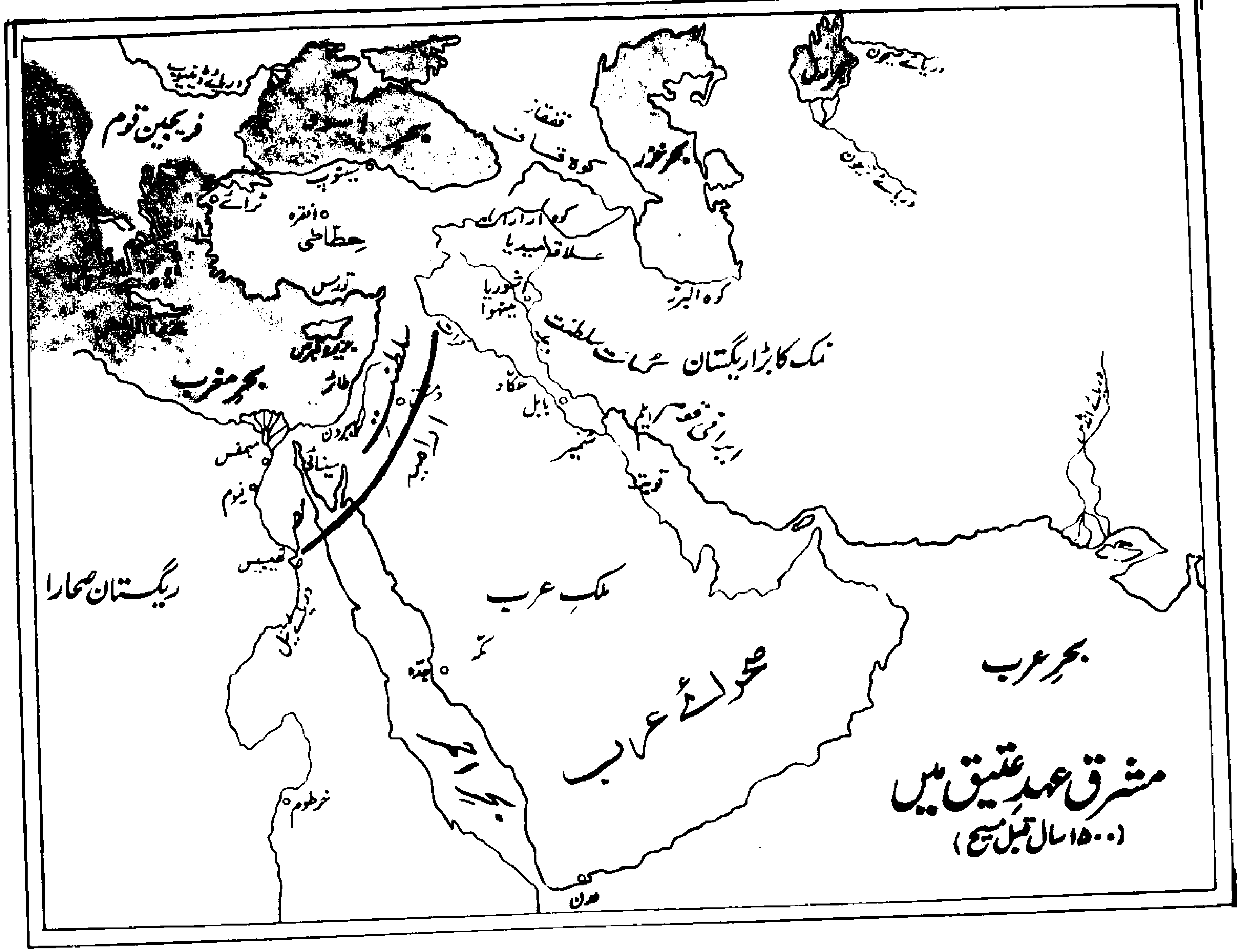
مشرق عہدِ عتیق میں
(۱۵۰۰ سال قبل مسیح)
صحرائے عرب
ملکِ عرب
بحرِ عرب
بحرِ احمر
بحرِ مغرب
ریگستان صحارا
فریجین قوم
بحرِ خزر
نمک کا بڑا ریگستان
کوہ قاف
کوہ البرز
حطاطی
جزیرہ قبرص
مکہ
جدہ
عدن
خرطوم
بابل
کویت
قفقاز
انقرہ
سینوپ
ترسس
سینائی
منفس

Marfat.com

Marfat.com

(۳)

بابلی و اشوری سلطنتیں

(از ۱۹۷۰ تا ۵۳۹ سال ق م)

سائرس کے ھاتھ سے بابل کی فتح (۵۳۹ سال ق م) - بابل کے نئے بادشاہ عموری نسل سے تعلق رکھتے تھے، بہ الفاظ دیگر وہ یا تو جنوبی شامی عرب تھے، یا "عمورو" (یعنی، مغرب،) کے فلسطینی - انکے پہلے چھ بادشاھوں نے بابل کی چھوٹی سی حکومت کو ایک زبردست سلطنت میں تبدیل کردیا - حمورابی ساتواں بابلی فرماں روا تھا جسنے سلطنت بابل کو اتنا وسیع کردیا تھا کہ اسکی حدود قدیم عکادی سلطنت سے بھی بڑھ گئی تھیں - اسنے ھی شہر اشور کو فتح کیا جو بابل کے شمال میں دو سو میل کے فاصلے پر دریائے دجلہ پر واقع اور عظیم‌الشان اشوری قوم کا مولد تھا - یہ وہ زمانہ تھا جبکہ حضرت ابراھیم خلیل اللہ زندہ تھے، اور ایلم (ایران) میں کدور لوگمار کی حکومت قایم تھی اور اناطولیا پر حطاطی تہذیب کا دور دورہ تھا -

حمورابی کو شاہ شنحار بھی کہا جاتا تھا - وہ نہایت کامیاب فاتح اور زیرک مدبر تھا - بابلی سلطنت اسکے عہد میں بام عروج پر پہنچ گئی تھی - حمورابی نے قدیم سمیری قوانین کو مناسب رد و بدل کے بعد بابلی قوانین کی صورت میں قبول کرلیا تھا - ایلم کا ایک بادشاہ مال غنیمت میں بابل سے سوس کو آٹھ فٹ کا ایک ستون لے گیا تھا - جس پر حمورابی نے بابلی میخی زبان میں ان قوانین کو منقوش کرایا تھا - فرانسیسی آثاریئین کو یہ دستیاب ھوا اور وہ اسے لوور (پیرس) کو لے گئے جہاں وہ اب تک محفوظ ھے - اسکے علاوہ برطانی نوادر خانۂ لندن میں حمورابی کے پچپن سرکاری خطوط بھی محفوظ ھیں - یہ خطوط

Marfat.com

مٹی کی پکی تختیوں پر کھدے ہوئے ہیں۔ حمورابی کے زمانے میں میخی رسم‌الخط کو بڑی ترقی ہوئی اور سامی عکادی زبان تمام مشرق وسطیٰ میں تجارتی کار و بار کا واسطہ بن گئی۔

بیالیس سال کی حکمرانی کے بعد حمورابی فوت ہوا۔ اس کے بعد خلیج ایران کے سواحل پر ایک آزاد و خود مختار جدید حکمران نسل کی بنیاد پڑی جس نے آئیندہ ایک ہزار سال تک بابلی اور اشوری سلطنتوں کے خلاف سر تابی جاری رکھی۔ حمورابی کی نسل کے گیارھویں اور آخری بادشاہ کے زمانے میں اناطولیا کے کوھستانوں سے خونخوار حطاطی حملہ آوروں نے آ کر شہر بابل کو برباد کر ڈالا۔ اس کے بعد چھ سو سال تک کسائت بادشاھوں نے بابل پر حکمرانی کی۔ کسائت لوگ ھندی ایرانی نسل سے تعلق رکھتے تھے اور جنوبی عراق میں مشرق سے وارد ہوئے تھے۔ جنوبی عراق میں ان کی حکومت کے وسطی زمانے کے قریب عراق کی شمال و مغربی سرحد پر ایک نئی حکومت ''متنی'' کے نام سے قائم ہوئی۔ ۱۹۴۳ء میں عراق محکمۂ آثار قدیمہ نے ''عقر قوف'' کے مقام پر کھدائی کی اور کسائت سلطنت کے صدر مقام ''در کریگلزو'' کے مدفون آثار کو نمایاں کیا۔

متنی لوگ بھی ھندی ایرانی نسل سے تھے۔ کہا جاتا ھے کہ وہ در اصل ''ھریان'' قوم کی ایک شاخ تھے، جو نہائت جنگجو تھی اور موصل کے شمالی کوھستانوں میں آ کر آباد ھو گئی تھی۔ متنی قوم نے اس علاقے پر قبضہ کیا جہاں اب سنجار کا علاقہ اور خابر ندی کی بالائی وادی ھے۔ ان کے قدیم شہروں کی گول لمبوتری فصیلوں کے کھنڈر آج تک وھاں باقی ھیں۔ اسی زمانے میں، ان کے مغرب میں، حطاطی قوم نے اناطولیا سے خروج کر کے جنوب کی طرف یورش کی تھی اور حلب اسکندرونہ رقبہ اور لبنان کے قریب طاقتور حطاطی نو آبادیاں قائم کر لی تھیں۔ لیکن بعد ازاں، متنی قوم نے دریائے فرات کو عبور کر کے ان شمالی شامی حطاطیوں پر غلبہ

Marfat.com

پالیا۔ چند ہی سال گزرے ہیں کہ سر لیونارڈ وولی نے انطاکیہ کے علاقے میں جو کھدائیاں کی تھیں ان سے متنی تاریخ کے متعلق بیش قیمت مواد فراہم ہوا ہے۔ اور شمالی عراق میں امریکی آثاریئین نے کرکک کے متصل جو زمین کھودی تھی اس میں سے بھی متنی یا ہریانی عہد کے اہم آثار بر آمد ہوئے ہیں۔ پندرہ سو سال قبل مسیح کے قریب متنی قوم عراق میں مشرق کی طرف پھیلی، اور گمان غالب ہے کہ انہوں نے کسائٹ قوم سے جو علاقے چھینے تھے ان میں سے ایک بالائی دجلہ پر نئی اشوری بادشاہت بھی تھی به ایں همه، متنی اور کسائٹ دونوں قومیں بالکل غیر متمدن تھیں اور انہوں نے جو کچھ تہذیب سیکھی وہ اپنی مفتوحہ اقوام سے ہی سیکھی۔بابل اس تمام زمانے میں بدستور سامی رہا اور اس پر ان اجنبی نسلوں کا کوئی اثر قائم نہ ہو سکا۔

چار ہزار سال قبل مسیح سے پیشتر موجودہ جنوبی عراق تہ سمندر تھا۔ اس کے بعد آھستہ آھستہ سمندر خلیج ایران کی طرف ہٹتا گیا۔ پہلے شمالی عراق اپنی قدرتی آبیاری و شادابی کے باعث انسانی آبادی کا مسکن بنا، مگر پھر انسانی تہذیب و تمدن کی ترقی کی وراثت جنوبی عراق کو منتقل ہوگئی۔ اور آئندہ دو ہزار سال تک شمالی عراق محض گلہ بانوں اور کسانوں کا آماجگاہ بنا رہا۔ مگر بابل میں کسائٹ نسل کے ختم ہو جانے کے بعد، ایک نئی قوم ابھری اور عراق تاریخ کا میلاب پھر شمال کی جانب رجوع ہوا۔ شہر اشور، جہاں اشوری سلطنت پیدا ہوئی، دریائے دجلہ پر موجودہ شرقات کے نزدیک واقع تھا۔ اس کے شمال میں وہ سرسبز وادیاں اور شاداب میدان تھے جہاں اشوری سلطنت پھلی پھولی۔

تقریباً تین ہزار سال قبل مسیح میں مغربی صحراؤں سے سامی بدوی آ کر اشور میں آباد ہوگئے، جیسے کہ ان کے دوسرے هم قوم ”عکادی،، جنوبی عراق کے شہروں میں آباد ہو گئے تھے۔ انہوں نے وہاں ایک بادشاہت کی بنیاد رکھی اور سمیری اصول ثقافت اختیار کر لئے۔ چونکہ اشور شمالی عراق کی خونخوار اقوام

Marfat.com

اور جنوبی عراق کی طاقتور سمیری و عکادی سلطنتوں کے درمیان واقع تھا لہذا دو ہزار چند سو سال کے زمانے میں اسے ان حطاطی، سمیری، عکادی و بابلی حملوں سے نجات نہ ملی۔

عراق میں گھوڑے کے استعمال کا تعارف کسائت قوم نے کیا تھا مگر اشوریوں نے سب سے پہلے اس کی سواری سے اپنی لڑائیوں میں کام لیا۔ اشوری تاریخ کا معلومہ تسلسل ایک ہزار سال قبل مسیح سے شروع ہوتا ہے، جو اشور اور اشوریا کے بعد کے دارالحکومتوں کے کھنڈروں سے متعین کیا گیا ہے۔ ایک اشوری کتبے کی عبارت سے معلوم ہوا ہے کہ اشوریا کی بادشاہت پیلبنی نے قائم کی تھی، جس کا زمانہ اٹھارہ سو صدی قبل مسیح کے وسط میں تھا۔ قدیم حطاطی سلطنت کا مستقر اناطولیا میں شہر ''بوغاز کیوئی،، نامی تھا، اور پہلا حطاطی بادشاہ مرشی لش اول تھا، جس نے حلب اور بابل کو برباد کیا تھا۔ اشور کے کھنڈر موجودہ صدی کے شروع میں جرمن آثاریئین نے کھودے تھے۔ متنی سلطنت کا پایہ تخت ''وشں شک کنی،، نامی شہر تھا، جو موجودہ ترکی شامی سرحد پر خابر ندی کی بالائی وادی میں کہیں واقع تھا مگر جس کے کھنڈر اب تک محقق نہیں ہوسکے ہیں۔ فراعینؔ مصر نے ایک یا دو مرتبہ اشوریا کو فتح کیا تھا۔ مگر متنی سلطنت کے تعلقات مصر سے خوشگوار تھے۔ متنی سلطنت مصر اور اشوریا کے درمیان حد فاصل تھی۔ ایک ہزار سال قبل مسیح میں اشوری بادشاہوں نے بابل کو شکست دی اور اپنے نام کے ساتھ ''شاہ سمیر و عکاد،، کا اضافہ کیا۔ اسی زمانے میں فونیقی بحری تاجروں نے طائر اور سرون اور فلسطین اور شام کے سواحل پر متعدد دیگر شہر بسائے۔ شمال میں ارامی قوم آباد تھی جو بعد ازاں شامی کہلائی۔ انہوں نے ھی شہر دمشق آباد کیا تھا۔

ایک ہزار سال قبل مسیح میں ھی ارامی قوم نے سب سے پہلے حروف تہجی استعمال کئے جو انہوں نے فونیقیوں سے سیکھے تھے اور جنہوں نے بابلی میخی رسم الخط کی جگہ لی۔ یہ حروف

Marfat.com

مصری قلم اور روشنائی کی مدد سے بہت جلد مصر، مغربی ایشیا، ایران، جنوبی ایشیا اور ہندوستان کی حدود تک پہنچ گئے۔

سلطنت اشوریا کے زبردست ترین بادشاہ اشور نسرپال نے شہر اشور کو چھوڑ کر دجلہ اور زاب کے اتصال پر کلاخ یا نِم رود کے نام سے نیا دارالسلطنت بسایا۔ گذشتہ صدی کے وسط میں ایک انگریز آسٹن ہنری لیارڈ نے اس مقام کو کھود کر اشوری محلات اور مجسموں کا انکشاف کیا تھا۔ اشور نسرپال کے بیٹے شالمنیصر نے بابل فتح کر لیا۔ مگر بابل کی تجارت پھر بھی قایم رہی کیونکہ اشوری قوم تجارت پیشہ نہ تھی۔ سینا چرب کے زمانے میں اشوریا کی طاقت کی شہرت اطراف و اکناف عالم میں پھیل گئی اسی نے شہر نِنیوا کو آباد کر کے اسے سلطنت اشوریا کا دارالحکومت بنایا۔ اس کا انتقال ۶۸۱ سال ق م میں ہوا۔ سلطنت اشوریا کے آخر عہد کا سب سے زبردست بادشاہ اشر بنی پال تھا۔ اسی طرح بابلی سلطنت کے عروج کے دور کا سب سے بڑا بادشاہ بنو چڈ نضر تھا، جس نے بابل میں چالیس سال تک بڑی کامیابی اور شان و شوکت کے ساتھ سلطنت کی ــــ وہ تاریخ انسانی کا نہایت مشہور بادشاہ تھا۔ اس کا انتقال ۱۱۲۳ سال ق م میں ہوا تھا۔ عراق میں پہلی بابلی سلطنت کا زمانہ ۱۹۷۰ سے ۷۵۰ سال قبل مسیح تک رہا۔ پھر اشوری سلطنت ۷۵۰ سے ۶۰۶ سال ق م تک قائم رہی۔ دوسری بابلی سلطنت ۶۲۵ سے ۵۳۹ سال ق م تک قائم رہی۔ اس زمانے میں سلطنت اشوریا بابلی اور میدی سلطنتوں کے درمیان تقسیم ہو گئی تھی۔ ۵۳۸ سال ق م میں سائرس نے بابل فتح کر لیا اور اس کے بعد بابل ایرانی سلطنت کا ایک غیر معروف صوبہ بن کے رہ گیا۔

Marfat.com

(۴)

کیانی ایرانی خاندان

(از ۵۳۹ تا ۳۳۰ سال ق م)

سائرس اس خاندان کا پہلا بادشاہ تھا جسنے ۵۵۸ سے ۵۲۸ سال قبل مسیح تک حکومت کی ۔ اس نے پہلی ایرانی سلطنت کی بنیاد ڈالی اور عراق پر قبضہ کیا ۔ اسکے بعد کیمبی سس نے ۵۲۸ سے ۵۲۱ سال ق م تک سلطنت کی ۔ اسنے کیانی سلطنت بحر متوسط سے لیکر دریائے جیحون تک وسیع کر لی تھی ۔ سمردس اس خاندان کا تیسرا بادشاہ تھا اور دارا اول (از ۵۲۱ تا ۴۸۵ سال ق م) چوتھا ۔ پانچویں کیانی بادشاہ کیخسرو اول نے ۴۸۵ سے ۴۶۵ سال ق م تک حکومت کی ۔ اسکے بعد اس خاندان میں سات بادشاہ اور ہوئے ، اور بارھویں اور آخری بادشاہ ، دارا ثانی ، (از ۳۳۶ تا ۳۳۰ سال ق م) کے عہد میں سکندر مقدونی نے عراق و ایران کو فتح کر لیا ۔

شمالی عراق سے میدیوں نے آ کر نینھوا کو برباد کر دیا تھا ۔ سامی النسل عکادیوں اور اشوریوں نے مغرب سے ، ایلمیوں نے ایران سے ، اور آریائی نسل کے کسائت لوگوں نے شمالی ممالک سے آ کر میسو پٹیمیا پر قبضہ کیا مگر پھر خود اسکے قدیم باشندوں میں آھستہ آھستہ مدغم ہو گئے اور ایک عراق قوم بن گئے ۔ لیکن نینھوا کی بربادی ، اور اسکے ستر سال کے بعد بابل کے زوال نے عراق تاریخ کے تسلسل کو توڑ دیا ، اور یہ ملک ایک غیر ملکی سلطنت کا ایک صوبہ بنکے رہ گیا ۔ شمالی عراق میں میدیا کا علاقہ تھا ، جو صوبہ اشوریا سے ملا ھوا تھا ۔ میدیا کا صدر مقام قدیم روایتی شہر ایکبتانہ

58965

Marfat.com

نامی تھا ۔ بابل کا علاقہ سوسیانہ کے متصل واقع تھا ، جسکا مستقر سوس ایران کا قدیم ترین دارالحکومت تھا ۔ ایران اور پارتھیا کے درمیان ایک وسیع ریگستان حایل تھا ۔ پارتھیا کا علاقہ میدیا اور بحر خزر کے مشرق میں واقع تھا ۔ علاقۂ بختیار اُس رقبہ کا نام تھا جو جدید افغانستان کے شمالی صوبوں پر مشتمل ہے ۔ بختیار کا یہ علاقہ شمال میں دریائے جیحون تک چلا گیا تھا اور مشرق میں اسکی حدود دریائے انڈس کی مغربی پہاڑیوں تک وسیع تھیں ۔ مشرق وسطیٰ کی یہ آخری مشرقی حد اُس زمانے میں دنیا کی جغرافیائی معلومات کے لحاظ سے براعظم ایشیا کی گویا مشرق ترین بری حد تھی ، اور قبل از پیدایش مسیح تاریخ عراق کو ان حدود سے پار کے ممالک سے کوئی واسطہ بھی نہ تھا ۔

ساتویں صدی قبل مسیح کے آخری سالوں میں عراق پر میدیوں نے قبضہ کیا ۔ پہلے انھوں نے اشوریا پر اور پھر بابل پر بھی قبضہ کرلیا ۔ میدیوں سے عراق کی حکومت ایک ایرانی فرماں روا سائرس نے چھین لی جو قدیم پرسی پولس کا باشندہ تھا ۔ سائرس نے قدیم شہر سوس کو اپنا پایۂ تخت بنایا ۔ اُسی نے سب سے پہلے ایرانی سلطنت کی بنا ڈالی ۔

سائرس نے اپنی فتوحات کا آغاز بابل کی فتح کے ساتھ کیا ۔ اسکے بعد اُسنے سمیر ، عکاد اور اشوریا کے تمام علاقے فتح کرلئے ۔ اسطرح عراق پہلے پہل ایک غیر حکومت کا صوبہ بنا ۔ سائرس میدیا کے علاقے میں وحشی سیتھین باغیوں کے ھاتھ سے مارا گیا اور اُسکا بیٹا کیمبی سس اُسکا جانشین ھوا ۔ اُسنے شام اور مصر دونوں ممالک فتح کرلئے ۔ اسطرح تاریخ میں پہلی مرتبہ ، تمام مشرق وسطیٰ ، بحر اسود سے لیکر دریائے نیل تک اور بحر روم (متوسط) سے لیکر دریائے جیحون تک ایک عظیم الشان مرکزی حکومت میں مربوط ھوا ۔ سائرس نے جس ایرانی حکمران خاندان کی بنا ڈالی وہ تاریخ میں " کیانی " کہلایا ، جو خالص

Marfat.com

آریائی نسل سے تعلق رکھتا تھا ۔ کیانی سلطنت کا انتہائی عروج دارا اول کے عہد حکومت میں ہوا جسنے اناطولیا کے یونانی شہر اور بحرایجین (بحر اخضر) اور بحر اسود کے بلقانی سواحل پر تمام علاقوں کو فتح کرلیا تھا ۔ اسنے مقدونیا کو پامال کیا اور بحر ایجین (بحر اخضر) میں متعدد جزیروں پر قبضہ کرلیا تھا ۔ مگر پھر ایرانیوں کو یونانیوں نے پے بہ پے شکستیں دیں ۔

Marfat.com

سکندرِ اعظم اور اُس کے جانشینوں کی سلطنت

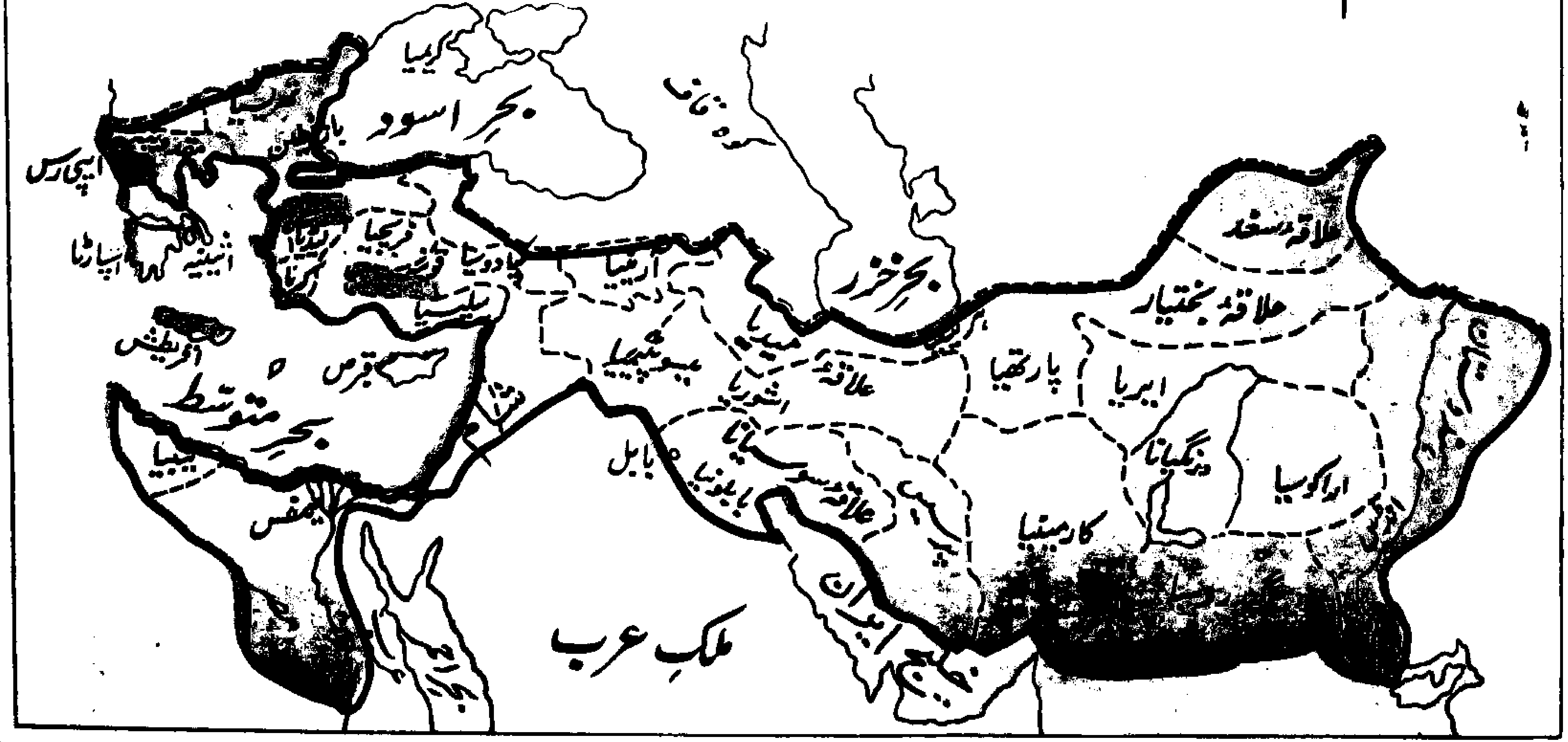

Marfat.com

Marfat.com

(۵)

سکندر اور یونانی عہد حکومت

(از ۳۳۱ تا ۱۲۹ سال ق م)

یونانی سیلیوسی خاندان نے عراق پر ۳۳۱ سال ق م سے لیکر ۱۲۹ سال ق م تک حکومت کی۔ سکندر کا انتقال بابل کے مقام پر ۳۲۳ سال ق م میں ہوا۔ نکیطر سیلوکس اول، سکندر کے ایک فوجی جنرل، نے سیلیوسی نسل کی بنا ڈالی اور خود ۲۸۰ سال ق م تک حکومت کی۔ اسکے بعد سوطر انطیاکس اول نے ۲۶۱ سال ق م تک سلطنت کی۔ اسی کے عہد میں سکندر کی عظیم الشان سلطنت کے حصے بخرے ہونے شروع ہوئے۔ اسکے بعد ۲۲۳ سال ق م تک تین فرماں روا ہوئے انکے بعد اس خاندان کے نہایت مشہور بادشاہ انطیاکس اعظم ثالث کا زمانہ شروع ہوا، جسنے ۱۸۷ سال ق م تک بڑی شان و شوکت سے حکمرانی کی اور اکثر باغی صوبوں پر دوبارہ قبضہ کیا۔

اسکے بعد سات سیلوسی بادشاہوں نے ۱۴۱ سال ق م تک سیلوسی سلطنت پر فرماں روائی کی۔ انکے بعد انطیاکس ھفتم نے ۱۲۹ سال ق م تک سلطنت کی۔ اسے پارتھی بادشاہ فریطس ثانی نے شکست دی۔ اب چار مزید سیلوسی فرماں روا ہوئے مگر انہوں نے محض شام پر حکومت کی۔ انکے نام یہ تھے۔ دیمطریس ثانی، قلوبطرہ، انطیاکس ہشتم (قلوبطرہ کا شوہر)، اور انطیاکس نہم۔ مؤخرالذکر نے ۹۵ سال ق م تک حکومت کی اور اسی پر اس خاندان کا خاتمہ ہوا۔ اسطرح اس خاندان میں کل اٹھارہ فرمانروا ہوئے۔

معلومہ تاریخ کے کل دور میں مقدونیا میں دو عظیم المرتبت ہستیاں پیدا ہوئیں، ایک سکندراعظم اور دوسری کمال اتاترک۔

Marfat.com

سکندر کا باپ، فلپ، عرصے تک مختلف یونانی ریاستوں سے لڑتا رہا اور آخر میں کل یونانی قوم نے اسے اپنا کپتان جنرل تسلیم کرلیا اور ایران پر حملہ آور ہونیکے لئے اسکے پرچم کے نیچے جمع ہوگئے۔ سکندر کی ماں کا نام اولمپیاز تھا جسے فلپ نے اپنے ایک جنرل کی نوجوان بیٹی سے شادی کرنیکے لئے طلاق دیدی تھی۔ لیکن فلپ ایران کی مہم پر روانہ ہونیسے قبل ہی مارڈالا گیا۔ جب سکندر اپنے باپ کا جانشین ہوا تو اسنے فلپ کے ادھورے کام کو اپنے ھاتھ میں لیا اور ایران کی فتح کے لئے روانہ ہوگیا۔

شام کے شمال اور اناطولیا کے جنوب میں اسس کے مقام پر سکندر کا شاہ ایران، دارا، سے مقابلہ ہوا، مگر مؤخرالذکر شکست کھاکر واپس ایران چلا گیا۔ اسکے بعد سکندر نے فونیقیہ اور مصر کو فتح کیا۔ اور اسکندریہ کی بنا ڈالی۔ وہاں سے واپسی پر اسنے بابل کو فتح کیا۔ شاہ ایران، دارا، سے سکندر نے دوسری جنگ عراق میں لڑی جسمیں یونانیوں کو ایرانیوں پر مکمل فتح ہوئی۔ شہر اربیل میں سکندر نے ایرانی مال غنیمت کو جمع کرایا اور بابل کی طرف بڑھا۔ جسطرح سکندر نے مصر میں مصری دیوتاؤں پر چڑھاوے چڑھائے تھے اسی طرح بابل میں بھی اسنے بابلی اصنام کی پرستش کی۔

سکندر بابل سے ایرانی بادشاہوں کی تفریح گاہ، سوس، پہنچا۔ جہاں موسم گرما میں ایرانی دربار آراستہ ہوا کرتا تھا، اور جو بصرے کے شمال میں ایکسویس میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ تمام ایران میں سب سے زیادہ خوبصورت اور شاندار شہر پرسی پولس تھا، جسے کیانی بادشاہوں نے ہر حیثیت سے سجا کر دولہن بنا رکھا تھا۔ یہاں سکندر اور اسکی یونانی فوج چار ماہ رہی۔ اس درمیان میں یونانی فوجیوں نے ایرانی دوشیزاؤں کے ساتھ جی کھولکر داد نشاط دی۔

پرسی پولس سے سکندر حکومت میدیا کے پایہ تخت ایکبتانہ

Marfat.com

پہنچا ، جہاں دارا نے پناہ لی تھی۔ دارا وہاں سے بھاگ کر بختیار پہنچا، مگر راہ ھی میں اسے اسکے ہمراھیوں نے مار ڈالا اور اسطرح کیانی خاندان کا چراغ ہمیشہ کے لئے بجھ گیا۔ ایکبتانہ سے سکندر وسطی ایشیا میں ماوراُلنہر تک پہنچا اور وہاں سے موجودہ مغربی پاکستان کے شمالی حصے میں داخل ہوا مگر انڈس تک پہنچ کر واپس ہو گیا۔ واپسی پر خلیج ایران کی راہ سے دریائے دجلہ میں جہاز رانی کے ذریعہ سے وہ بابل پہنچا اور یہاں، جبکہ وہ ملک عرب پر حملہ کرنیکی تیاری کر رہا تھا، چھ دن بخار میں مبتلا رہ کر فوت ہو گیا۔ بتیس سال کی مختصر سی عمر میں اس عجیب و غریب مقدونی نوجوان نے بہت سی زندگیوں کی جولانیاں اور تجربے ضم کر رکھے تھے۔ اسکی شمع زندگی کی لو جس تیزی سے بلند ہوئی تھی اسکا فطری تقاضہ تھا کہ وہ اسی سرعت سے بجھ بھی جائے۔

سکندر کے بعد اسکے سیلیوسی جانشین اسکی یونانی مقدونی سلطنت پر کم و بیش دو صدیوں تک قابض رہے۔ سکندر کی موت کے فوراً بعد اسکا کم عقل نوجوان چھوٹا بھائی تخت و تاج کا وارث ہوا، یا پھر سکندر کا وہ بیٹا اسکا جانشیں ہونا چاہئیے تھا جو ہنوز اپنی ماں روکسانہ کے بطن میں تھا۔ مگر کچھ روز کے بعد ھی سکندر کی سلطنت صحیح معنی میں اسکے دو جنرلوں بطلیموس اور سیلیوکس میں تقسیم ہو گئی۔

چوتھی صدی قبل مسیح کے آخر میں بطلیموس نے مصر میں مقدونی فراعنہ کی ایک نسل قایم کی۔ سیلیوکس نے بابل میں یونانی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اور عراق اور شام کو اپنی حکومت میں شامل کیا۔ مگر سیلیوکس نے شہر بابل کو اپنا دارالسلطنت نہیں بنایا بلکہ جدید شہر بغداد سے بیس میل نیچے سیلیوسیا کے نام سے دریائے دجلہ کے دائیں کنارے پر ایک نئے دارالحکومت کی بنیاد رکھی۔ بعد ازاں اسنے اپنے بیٹے انطیاکس کے لئے

Marfat.com

شمالی شام میں دریائے اورونتیز پر شہر انطاکیہ آباد کیا جو فوراً یونانی زندگی و معاشرت کا مرکز بن گیا اور بعد کو دنیا بھر میں سب سے زیادہ مالدار شہر سمجھا گیا۔ سیلیوکس نے آخر عمر میں ایک جوان عورت استرا تونیس نامی سے شادی کی تھی مگر اسکا بیٹا انطیاکس اسپر بری طرح فریفتہ ہو گیا۔ سیلیوکس بلا کا سیر چشم انسان تھا ۔ اس نے بیٹے کی خوشی کے لئے استراتونیس کو طلاق دیکر اسے انطیاکس کی بیوی بنا دیا۔ سیلیوکس مصری بطلیموس کے ایک نوجوان بیٹے کے ھاتھ سے مارا گیا۔

اسطرح انطیاکس اول جس سلطنت پر حکمران ھوا وہ شروع ھی سے کمزور و زوال پذیر تھی۔ انطیاکس ثانی اور سیلیوکس ثانی و ثالث کے زمانے اس سے بھی بدتر ثابت ھوئے۔ انکے بعد انطیاکس ثالث اعظم کے دور میں یونانیوں کا کھویا ھوا وقار کسی قدر واپس آیا۔ اسنے ایران و شام کو فتح کیا اور ایشیائے کوچک پر یونانی عظمت کا سکہ دوبارہ بٹھادیا 'نیز علاقہ میڈیا کو پامال کیا۔ انطیاکس ثالث اعظم نے پہلے تو مصر فتح کرنے کی ناکام کوشش کی، پھر اپنی بیٹی قلوبطرہ* کی شادی مصری بادشاہ بطلیموس ایپی فینس سے کر دی۔

اسی یونانی بادشاہ کے زمانے میں رومی طاقت کا خروج ھوا، جسنے بالاخر یونانیوں کی جگہ لیلی ۔ انطیاکس طائر میں مشہور فونیقی جنرل ھنی بال سے ملا ، جو روم اور قرطاخبہ (موجودہ تیونس کے قریب شمالی افریقہ کا قدیم شہر) کے درمیان طویل لڑائیوں کے اختتام پر یہاں مقیم تھا۔ چند سال کے بعد انطیاکس ثالث اعظم نے یونان پر حملہ کیا جو اسوقت روم کے ماتحت تھا مگر شکست کھائی۔ واپسی پر دوسری شکست اسنے اناطولیا میں میگنیسیا کےمقام پر کھائی۔ اسطرح تمام ایشیائے کوچک پر رومیوں کا تسلط ھو گیا۔ اسکے

* اکثر بطلیموس بادشاھوں کی بیویاں قلو بطرہ کہلائیں مگر مصر کی مشہور ملکہ قلو بطرہ اس زمانیکے دو سو سال بعد ھوئی تھی۔

Marfat.com

تین سال کے بعد وہ لورستان میں ایک شہر پر حملہ کرتے ہوئے مارا گیا۔

اسکے بعد انطیاکس چہارم بھی اس نسل کا مشہور بادشاہ ہوا، جسنے مصر اور ایران پر کامیاب حملے کئے اور اپنی موت سے قبل ھی دیوتا مان لیا گیا تھا۔ اس تمام زمانے میں سیلیوکسی سلطنت کا پایہ تخت شہر انطاکیہ رہا۔

انطیاکس ہفتم کے عہد میں سیلیوسی یونانی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ اسوقت شمالی ایران میں ایک پارتھی نسل کی طاقتور حکومت قایم ہو چکی تھی، جسکی فتوحات کا دائرہ علاقۂ بختیار سے لیکر دریائے فرات تک وسیع ہو گیا تھا۔ حالانکہ انطیاکس علاقۂ بابل پر دوبارہ قابض ہونے میں کامیاب ہوگیا مگر علاقۂ میدیا میں اسنے پارتھی بادشاہ فریطس ثانی سے شکست کھائی، اور وہ خود کشی کرکے مر گیا۔

Marfat.com

(۶)

پارتھی ایرانی حکومت

(از ۲۴۷ ق م تا ۲۲۶ ء)

اس نسل میں ایسے کل چھبیس بادشاہ ہوئے جنکے نام معلوم ھیں اور جنھوں نے مجموعی طور پر تقریبا پونے پانچ سو برس تک حکومت کی۔ مگر کئی بادشاھوں کے نام معلوم نہ ھو سکے۔ ان میں فریطس اول، متھریدیتس ثانی اعظم، اورودس اول، فریطس چہارم، فریطس پنجم، پاکورس، اوسروز اور ارتا بینس چہارم زیادہ مشہور ھیں۔ سلطنت پارتھیا کا صحیح جغرافیائی محل وقوع ایران کے شمال و مشرق میں اس جگہ تھا جہاں جدید صوبہٴ خراسان واقع ھے۔ سکندر مقدونی کے انتقال کے بعد پارتھیا اور بختیار دونوں یونانی صوبے خود مختار حکومتوں کی صورت میں تبدیل ھو گئے۔ پہلے پہل پارتھی دارالسلطنت شہر ھکاتوم پیلوس ہوا جسے سکندر اعظم نے بسایا تھا، مگر جب پہلے پارتھی بادشاہ تریدیتس اول (یا اراسیکیز اول) نے سیلیوسی فوج کو شکست دی تو انہیں اپنے لئے کسی اور پایہٴ تخت کی ضرورت محسوس ھوئی۔ بالاخر میتھریدیتس ثانی نے علاقہٴ میدیا کو فتح کر لیا اور اسکے صدر مقام ایکبتانہ کو اپنا مستقر حکومت بنا لیا۔ اسی نے دریائے دجلہ پر شہر سیلیوسیا کو فتح کیا، اور پارتھی سلطنت کو دریائے جیحون سے لیکر دریائے فرات تک وسیع کر لیا ۔ اسطرح عراق پارتھی حکمرانی کے ماتحت آگیا۔

اس زمانے میں پارتھیوں کا مقابلہ رومیوں اور ارمنیوں سے تھا جنکی حریصانہ نگاھیں عراق کی زرخیز سر زمین پر لگی رھتی تھیں۔ شمالی شام میں دریائے اورونتیز پر انطاکیہ ایک عظیم الشان شہر بن چکا تھا جسکی دلچسپیاں اوز عیش رانیاں

Marfat.com

زبان زد خلایق تھیں۔ دولت و عشرت کا وہ گھوارہ تھا اور رومی شہنشاہ اسے فرات کے اس پار حملے کرنے کے لئے بطور پڑاؤ استعمال کیا کرتے تھے۔ موجودہ شہر انطاکیہ عظیم الشان قلعہ بند قدیم شہر کے کھنڈروں کے دسویں حصے کو بھی چھپا نہیں سکا ہے۔ پھر بھی وہ نہایت خوبصورت مقام ہے جہاں لذیذ پھلوں اور نظر فریب اور خوشبو دار پھولوں کے باغوں کی فراوانی ہے۔ اور پچھلے چند سالوں تک ساکنان انطاکیہ اپنے رنگا رنگ لباس کے باعث اطراف میں مشہور تھے۔ انطاکیہ ھی کے قریب وہ کوھستانی وادی ھے جہاں یونانی روایات کے مطابق مردانہ شجاعت کا دیوتا اپالو اپنی ارضی محبوبہ سے چھپ چھپ کر ملا کرتا تھا اور پھر رومیوں کے زمانے میں اسی وادی میں بے شمار رومی نوجوانوں نے انطاکیہ کی نو خیز دوشیزاؤں کے ساتھ اپالو کے رومانی کارنامے دوھرائے۔ آج بھی ھر نووارد سیاح جب اس وادی میں چلتا پھرتا ھے تو اسے خود بخود ایسا محسوس ہونے لگتا ھے کہ گویا وہ اپنی زندگی کے اس دور میں ایک مرتبہ پھر واپس آگیا ھے جہاں ھوس رانی اور غیر ذمہ داری کا دور دورہ ھوتا ھے۔

انطاکیہ کے مشرق اور عدیسہ کے شمال میں ھران نامی شہر تھا، جسکا جدید نام عرفہ ھوا — عراق کے شمال میں ایک اور مشہور قدیم شہر دیاربکر نامی تھا جو دریائے دجلہ کے کنارے ایک مرتفع مقام پر واقع تھا۔ اسنے اپنی بلندی پر سے صدیوں کو آتے اور جاتے اور متعدد سلطنتوں کو بنتے اور بگڑتے دیکھا ھے - مگر آج اسکے بازاروں میں مغربی لباسوں میں ملبوس کرد چلتے پھرتے رھتے ھیں۔ اور اسکے ھر اونچے مکان کی چھت پر ریڈیو کے کھمبے گڑے ھوئے ھیں۔

جس سال جولیس سیزر نے برطانیہ پر حملہ کیا، اسی سال رومیوں نے کراسس کے ماتحت پہلی مرتبہ پارتھیا پر حملہ کیا۔ اسوقت رومی سلطنت کا مشرقی صدر مقام شہر انطاکیہ تھا۔

Marfat.com

اس لڑائی میں رومیوں کو شکست فاش ہوئی اور کراسس مارا گیا۔ یہ مشہور پارتھی رومی جنگ شہر ہران کے قریب ہوئی تھی اور اس میں شامل ہونے کے لئے جولیس سیزر نے فرانس سے ''گال،، فوج بھی روانہ کی تھی مگر وہ پارتھی اورستھی جنگ آزماؤں کا مقابلہ نہ کر سکی اور ان مین سے ایک متنفس بھی زندہ نہ بچا۔ اسکے بعد رومیوں نے مارک انطونی کے ماتحت پارتھیا پر حملہ کیا مگر نتیجہ شکست ھی ہوا اور مارک انطونی کو اپنی فوج کی تباھی کے بعد واپس اسکندریہ کو لوٹ جانا پڑا۔ لیکن جب آگسٹس رومی شہنشاہ ھوا تو اسنے پارتھی بادشاہ فریطس سے صلح کرلی۔ یہ صلحنامہ حضرت عیسیٰ روح اللہ کی ولادت مبارک کے سال دریائے فرات کے اندر ایک جزیرے میں ھوا تھا۔ یہ صلحنامہ کافی طویل مدت تک قائم رہا۔ اس دوران میں ، جبکہ نیرو رومی شہنشاہ تھا، پارتھی بادشاہ تریدیتس، کا ایک بھائی آرمینیا کا بادشاہ بنایا گیا۔ پارتھی اور سیتھین سلطنتیں ایک دوسرے کی ھمسایہ اور حلیف تھیں۔

یہ پارتھی رومی صلح رومی شہنشاہ تراجن کے عہد میں ٹوٹ گئی اور رومی افواج کا ٹڈی دل لگا تار پارتھی سلطنت پر حملہ آور ھوتا رھا۔ رومی لشکر بالعموم دریائے فرات کے ساتھ جنوب کا رخ کرتا اور بابل پر یورش کرتا تھا۔ ھر سال پارتھی دارالسلطنت کو جلا کر خاکستر کیا جاتا مگر پھر بھی پارتھی حکومت مستقلاً زیر نہوتی تھی۔ تراجن کو سکندر اعظم ثانی کہلائے جانے کی بڑی تمنا تھی۔ چنانچہ اس نے سکندر کی عظیم‌الشان فتوحات کے اعادے کا آغاز کیا۔ پہلے اسنے آرمینیا فتح کیا۔ پھر دریائے فرات کے ساتھ ساتھ نسی‌بین پہنچا۔ دریائے دجلہ پار کرکے اسکی فوج نے گاگامیلہ، نینیوا اور اربیل کے شہر فتح کئے۔ ازاں بعد اسنے فرات اور دجلہ کے درمیان موصل کے جنوب اور اشور کے مغرب میں ، تقریباً تیس میل کے فاصلے پر، حطرہ کو فتح کیا۔ پھر رومیوں نے بابل فتح

Marfat.com

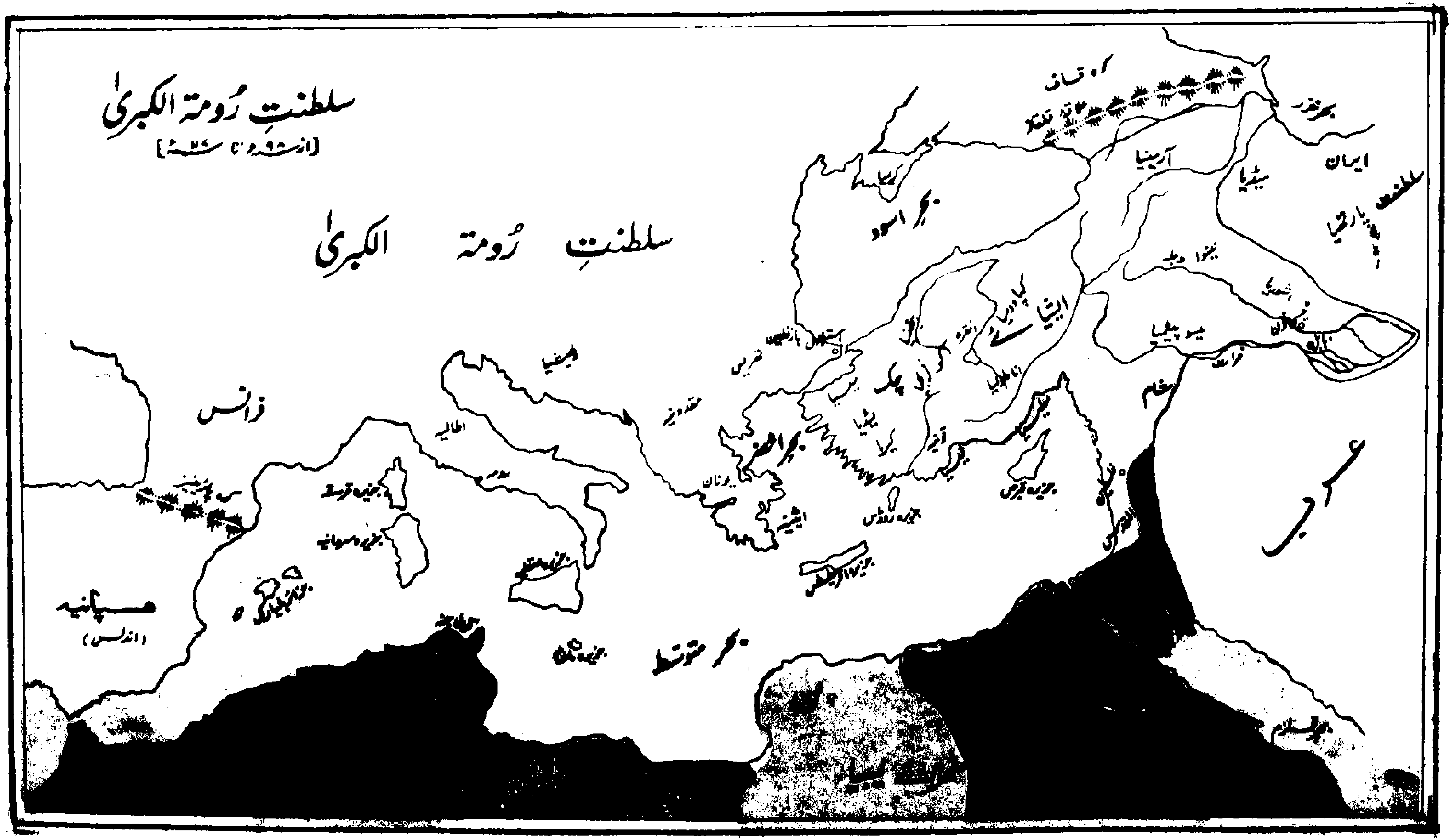
سلطنتِ رُومۃ الکبریٰ
سلطنتِ رُومۃ الکبریٰ
بحر اسود
فرانس
ہسپانیہ
(اندلس)
بحر متوسط
عرب
ایران
بحر خزر
آرمینیا
میڈیا
یونان
اطالیہ
جزیرہ قبرص
جزیرہ روڈس
شام

Marfat.com

Marfat.com

کیا۔ یہاں تک کہ تیسی فون بھی فتح ہو گیا جہاں تراجن کے قبضے میں پارتھی بادشاہ اوسروز کی بیٹی بھی آگئی۔ پارتھیا کے طلائی تخت، جواھرات، خزانہ اور شہزادی کو انطاکیہ بھیج دیا گیا اور تراجن خود دریائے دجلہ میں تفریحاً کشتی رانی کرتا ہوا خلیج ایران تک جا پہنچا۔ یہاں وہ ھندوستان پر حملہ کا تصور ھی کر رھا تھا کہ اسے خبر ملی کہ اوسروز نے تمام مفتوحہ رومی علاقے کو دوبارہ فتح کر لیا۔ چنانچہ اسے واپس جانا پڑا۔

اسکے بعد جلد ھی تراجن کا انتقال ھوگیا۔ اسکے جانشین رومی شہنشاہ ھیڈرین نے تمام پارتھی علاقہ خالی کر دیا اور فرات کے اس پار واپس چلا گیا۔ اسنے اوسروز کو اسکا تخت اور اسکی بیٹی بھی واپس کر دی۔ اسطرح پارتھیا اور روم میں دوبارہ صلح ھو گئی۔ مگر پچاس سال کے بعد رومی شہنشاہ مارکس اوریلیس کے جنرل کاسیس نے پارتھیا کو فتح کرکے تیسی فون کو جلا ڈالا۔ پھر رومی شہنشاہ سیپتی میس سیورے نے دو مرتبہ پارتھی سلطنت کو شکست دی اور نسی بس کو اپنا صدر مقام بنا کے پارتھیا کو ایک رومی صوبے کی حیثیت دی۔ پارتھیا پر آخری رومی حملہ سیورے کے بیٹے کراکلا نے کیا جو بڑا وحشی اور ظالم انسان تھا۔ آخری پارتھی رومی لڑائی ماکر نیس،، رومی شہنشاہ، اور ارتا بینس چہارم، آخری پارتھی بادشاہ، کے درمیان ھوئی تھی۔ مگر پارتھی سلطنت کا زوال حقیقتاً ایرانی ساسانیوں کے ھاتھ سے ھوا۔

Marfat.com

(۷)

ساسانی ایرانی سلطنت

(از ۲۲۶ء تا ۶۳۶ء)

ساسانی ایرانی بادشاھوں نے چار سو سال سے زیادہ مدت تک حکمرانی کی۔ ان میں کل چھبیس بادشاہ ھوئے۔ جن میں مشہور ترین حسب ذیل تھے :۔ آردیشر اول، شاپور اول، نرسیه، شاپور دویم، شاپور سویم، بہرام گور پنجم، قباد اول، خسرو اول، نوشیرواں، خسرو دویم، پرویز، قباد شیر ویه دویم، اور یزد جرد سویم۔

ساسانی نسل کا بانی آردیشر عوام کے نیچے طبقه سے تعلق رکھتا تھا۔ اسکی ماں ایک چمار کی بیٹی تھی اور باپ، ساسان، ایک معمولی سپاھی تھا۔ اپنی غیر معمولی شجاعت کے باعث ساسان اعلیٰ مدارج پر پہنچا اور اسنے پارتھی افواج کو پے به پے تین بڑی لڑائیوں میں شکستیں دیں، جنکے بعد وہ خراسان میں شاہ ایران منتخب ھوا۔ اسنے ایران کے روایتی مذھب زرتشتیت کو از سر نو زندہ کیا اور ملک کی فوجی اور سیاسی طاقت کو بڑھایا۔ اسنے ٹیسی فون کو اپنا پایه تخت اور ایکبتانه کو سرمائی صدر مقام بنایا۔ اسکے بعد آردیشر نے اپنے چار سو چیدہ نوجوان امرا پر مشتمل ایک زبردست سفارت نئے رومی شہنشاہ سکندر سیورے کے دربار میں اس پیغام کے ساتھ بھیجی که رومی اپنے تمام ایشیائی مقبوضات ساسانی حکومت کے حوالے کرکے واپس یورپ چلے جائیں۔ یه پیام گویا ایک اعلان جنگ تھا۔ چنانچه سکندر لڑائی کے لئے آمادہ ھو گیا۔ پہلے رومیوں نے ایرانی علاقوں پر حمله کیا اور اکثر مقامات فتح کر لئے۔ موسم جنگ کے اختتام کے بعد (یعنی موسم گرما کی آمد پر)

Marfat.com

رومی عساکر انطاکیہ کو واپس چلی گئیں۔ اسی زمانے میں اردیشر کا انتقال ہو گیا۔ اٹھارہ سال کی مدت حکومت میں اردیشر نے ساسانی سلطنت ایران کی بنیادیں مضبوط کر دیں۔

اسکے بعد اسکا بیٹا شاپور حکمران ہوا جو اپنے باپ سے بھی زیادہ جنگجو تھا مگر اس میں اپنے باپ کی سی دیگر صفات موجود نہ تھیں۔ بہ ایں ہمہ ساسانی افواج نے رومی سلطنت کی مشرقی حدود کو متواتر ویران و بد حال رکھا۔ عدیسہ کے قریب ایک زبر دست جنگ میں شاپور نے رومی افواج کو سخت شکست دی اور بوڑھے رومی شہنشاہ ولیرین کو گرفتار کر لیا جو کئی سال تک ساسانی محبس میں مقید رہنے کے بعد فوت ہو گیا۔ شاپور نے انطاکیہ آسانی سے فتح کر لیا اور سلیسیا میں سے گذرتے ہوئے طرسوس اور سیزاریہ کے شہروں کو برباد کر دیا۔ وہ اناطولیا کے وسط تک پہنچا اور واپسی پر بہت مال و دولت سمیٹ کر ایران لے گیا۔ لیکن واپسی کے وقت اودے نیتھس، شاہ پامیرا، نے ایرانی لشکر کو بہت حیران و پریشان کیا اور شاپور کو گھبرا کر شمالی شام سے، دریائے فرات پار کرکے، چلا جانا پڑا۔ اس گھبراہٹ میں ایرانی خزانے کا بڑا حصہ شاہ پامیرا کے ھاتھ میں آیا۔ اس قابل قدر خدمت کے صلے مین شہنشاہ روم نے اودے نیتھس کو ''مشرق کے گورنر،، کا خطاب دیا۔ پا میرا کی چھوٹی سی بادشاھت شمالی شام میں واقع تھی۔ مشہور ملکہ زینوبیہ اسی ملک کی فرماں روا اور اودے نیتھس کی بیوہ تھی

مشہور انگریز مورخ گبن نے ملکہ زینوبیہ کی غیر معمولی جنگ آزمائی کا ذکر کیا ہے۔ وہ تیر اندازی میں طاق، شمشیرزنی میں ماھر، گھوڑے کی بے مثل سوار اور بے نظیر شکاری تھی۔ وہ ہمیشہ زرہ و بکتر سے آراستہ رہتی اور اپنی پیدل اور سوار فوج کی کمان کیا کرتی تھی۔ وہ ایک حسین و جمیل عورت تھی اور لاطینی، یونانی، شامی اور مصری زبانیں بے تکان بولتی تھی۔

Marfat.com

جب اودے نیتھس کو اسکے ایک نوجوان رشتہ دار نے مار ڈالا تو زینوبیہ پامیرا کے تخت پر خود بیٹھی۔ اسنے کئی رومی صوبوں پر قبضہ کر لیا اور دو مرتبہ شاپور کی ساسانی افواج کو مار کر ٹیسی فون کے دروازوں تک پہنچا دیا۔ یقیناً یہ صورتِ حالات رومیوں کے لئے نا قابل برداشت تھی۔ چنانچہ رومی شہنشاہ اس غیر معمولی جنگجو خاتون کی تا دیب کے ارادیسے انطاکیہ پہنچا۔

پامیرا کو عرب تدمور کہتے ہیں۔ یہ مقام عراق سے طرابلس (لبنان) کو جانیوالی پٹرول لائن کے نمبر ٹی ۳ اور ٹی ۴ پمپ اسٹیشنوں کے درمیان واقع ہے۔ رومی شہنشاہ اوریلین نے محاصرہ کرکے پامیرا کو فتح کر لیا اور ملکہ زینوبیہ گرفتار ہو گئی۔

اسوقت شاپور فوت ہو گیا۔ اسکے بعد اسکے چار جانشینوں (ہر مز اول، بہرام اول، بہرام دویم، اور بہرام سویم) نے محض چند سال حکومت کی۔ ساتویں ساسانی بادشاہ نرسس نے آرمینیا کے لئے دو بڑی لڑائیاں رومیوں سے لڑیں۔ انمیں سے پہلی ہران کے مقام پر واقع ہوئی جسمیں رومیوں کو شکست ہوئی۔ مگر دوسری لڑائی میں رومی فتحیاب ہوئے۔ اسوقت رومی شہنشاہ دایوکلیشین تھا۔

ہر مز دویم کے غیر اہم دور حکومت کے بعد شاپور دویم کا زمانہ آیا۔ اسکی پہلی بڑی لڑائی رومی شہنشاہ کانسٹین ٹیس سے سنگارا کے قریب ہوئی جسمیں رومیوں کو سخت شکست ہوئی۔ اسکے بعد شاپور نے نسی‌بس پر حملہ کیا مگر التوائے جنگ کا باہمی معاہدہ ہو گیا۔ شا پور کو میدیا کی بغاوت فرو کرنی پڑی۔ چند سال اسی میں گذر گئے اور شاپور ٹیسی فون میں مقیم تھا کہ اسے پھر رومی یاد آئے۔ وہ براہ راست انطاکیہ پر حملہ کرنیکے ارادیسے روانہ ہوا۔ جب راہ میں اسے بہت سے موانعات نظر آئے تو اسنے میسو پٹیمیا کو چھوڑ کر شمال میں اناطولیا میں سے ہو کر گذرنا چاہا۔ وہ نسی‌بس کی فصیلوں کے نیچے سے

Marfat.com

خاموشی سے گذر گیا، اور اسی طرح امیدا کی فصیل کے نیچے سے بھی گذر جانا چاھتا تھا کہ فصیل پر سے ایک رومی تیر نے آکر اسکے طلائی خود کو مجروح کر دیا۔ اسپر ساسانی لشکر نے محاصرہ قایم کر دیا اور ستر دن کے محاصرے کے بعد امیدا کو فتح کرکے زمین کے برابر کر دیا گیا۔ اسکے بعد ایرانیوں نے سنگارا کی فصیلیں گرا دیں اور جزیرہ ابن عمر میں ایرانی چوکی قایم کی مگر شاپور سمرہ کے قریب، دریائے دجلہ پر، تکریت کا مضبوط قلعہ فتح نہ کر سکا۔

یہی زمانہ تھا کہ نیا رومی شہنشاہ، جولین، شام کے ملک میں داخل ھوا اور انطاکیہ میں موسم سرما بسر کرنے کے لئے ٹھہر گیا۔ سلطنت روم کا یہ مشرقی صدر مقام اخلاق لحاظ سے پستی کی انتہائی گہرائیوں میں گر چکا تھا۔ انطاکیہ کا قانون محض فیشن تھا اور انسانی کوششوں کا واحد مقصد عیش و نشاط کی تکمیل رہ گیا تھا۔ شہریوں کی توجہ کا مرکز اسکے سوا کچھ نہ تھا کہ بہترین لباس پہنا جائے اور اپنے مکانات کو بیش قیمت فرنیچر سے سجایا جائے۔ فنون عیش باعث عز و وقار تھے اور سنجیدہ و مردانہ محاسن وجہ تضحیک و تمسخر۔ بوڑھوں کی عزت اور عورتوں کی عصمت و عفت کی تحقیر عام تھی۔ چنانچہ جولین کو انطاکیہ کی معصیت کوش و سیاہ کارانہ معاشرت سے نفرت ھو گئی اور وہ وھاں سے طرسوس کو منتقل ھو گیا۔

موسم بہار میں جولین ایران پر حملہ کرنے کے لئے ایک زبردست رومی لشکر کے ساتھ روانہ ھوا۔ دریائے فرات کو پار کرنیکے بعد اسنے اپنی نصف فوج مشرق کی طرف نسی‌بس کو روانہ کر دی، اور باقی کو لیکر فرات کے ساتھ ساتھ جنوب کیطرف بڑھا۔ اسنے دجلہ کے اتصال پر خابور ندی کو عبور کیا اور عراق قلعوں کو مسمار و نذر آتش کرنا شروع کیا۔ اس یلغار میں رومی لشکر نے جو غیر انسانی و بہیمانہ مظالم بے گناہ آبادیوں پر کئے، انکے عشر عشیر بھی کبھی وحشی سے وحشی

Marfat.com

منگول و تاتار عساکر تک سے سر زد نہیں ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ یوروپی اقوام نے ازمنۂ قدیمہ سے لیکر ایٹم بم کی جدید دنیا تک ہمیشہ ایشیائی ''وحشیوں،، سے زیادہ اپنی وحشت، بربریت و غیر انسانی بہیمیت کا ثبوت دیا اور ایشیائی اقوام کو اپنے مقابلے میں انسانی درجے سے کم سمجھا۔

رومیوں نے بابل فتح کیا اور وہاں کوئی عمارت سالم اور کوئی دوشیزہ باکرہ نہ چھوڑی۔ جولین اور شاپور کا آخری مقابلہ کرکک کے قریب عراق میں ہوا جسمیں رومیوں کو شکست فاش ہوئی اور شہنشاہ جولین مارا گیا۔ جولین کے بعد جووین رومی شہنشاہ ہوا جسنے شاپور کو سنگارا، نسی بس اور آرمینیا دیکر ذلت آمیز صلح کرلی۔ اسطرح دریائے فرات ایک مرتبہ پھر رومی سلطنت کی مشرقی سر حد بن گیا۔

شاپور دویم کے بعد شاپور سویم کی یاد کر مانشاہ کے قریب ''طاق بستان،، نامی مقام پر چٹانوں میں اسکے مجسموں سے قایم ہے۔ یزد جرد نے عیسائیوں کے ساتھ بد سلوکی کی اور یزد جرد دویم کے عہد میں کرکک کے مقام پر ان کا قتل عام ہوا۔ بہرام گور عمر خیام کی رباعیات کے باعث زندہ جاوید ہے۔ قباد کے زمانے میں روم اور ایران کے درمیان پھر جنگ آزمائی کی تجدید ہوئی اور عراق کی تاریخ میں پھر زندگی پیدا ہوئی۔ قباد نے رومی سلطنت کے خلاف دو بڑی لڑائیاں لڑیں اور قلعۂ ابیدا کو بڑی خونریزی کے ساتھ فتح کیا مگر خود اسکی فوج اسقدر ماری گئی کہ اسنے ایک بڑی رقم وصول کرکے اپنے مفتوحہ علاقے شہنشاہ روم اناس تیسیس کو واپس کر دیئے، اور فریقین میں بیس سال کے لئے التوائے جنگ ہو گیا۔

اس دوران میں نئے رومی شہنشاہ جسٹینین اور اسکے لائق جنرل بیلی سیریس نے رومی سلطنت کی مشرقی حدود خوب مضبوط کر لیں۔ اس عہد کی رومی دنیا میں دو عورتیں اپنے جملہ محاسن کے لحاظ سے نہایت مشہور و معروف تھیں۔ یہ دونوں جنرل

Marfat.com

بیلی سیریس کی بیوی انطونیه اور رومی ملکه تهیوڈورا تهیں اور حیرت کی بات یه هے که هر دو اپنی کامیاب شادیوں سے پیشتر قسطنطنیه کی شاهدان بازاری تهیں۔ قباد نے جب رومی علاقے پر اپنی دستبرد کا اعاده کیا تو حالات پیشتر کی نسبت بالکل متبدل پائے اور وه جنرل بیلی سیریس کی شاطرانه چالوں کے مقابله میں بازی نه لیجا سکا۔ قباد نے جب خود کو معذور پایا تو اسنے مصالحت کی تدبیر کی۔ اسنے چاها که ایرانی ولی عهد خسرو کو جدید رومی شهنشاه جسٹن اپنا متبنیٰ کرے مگر مفاهمت کی تکمیل هونے سے پیشتر قباد کا انتقال هو گیا۔

خسرو نے تخت ایران پر بیٹھتے هی رومیوں سے صلح کرلی۔ اسکے بعد طویل امن و امان و عام خوشحالی کا دور شروع هوا۔ خسرو نہایت لایق مدبر و منتظم تها۔ اسنے ساسانی سلطنت کو ترقی کی اس منزل تک پہنچا دیا جهاں تک وه اس سے پیشتر کبھی پهنچی نه تهی۔ اسنے سوس کے قریب ایک زبردست دارالعلوم کهولا۔ خسرو هی کے عهد میں ایرانی شاعری، ادب و فلسفه نے اعلیٰ درجے کی ترقی کی۔ مشهور ترین یونانی و هندی علما و فضلا کے شاهکار ایرانی زبان میں منتقل کئے گئے اور هندوستان سے لا کر شطرنج کا کهیل ایران میں متعارف کیا گیا۔ خسرو نے ساسانی سلطنت کو چار بڑے حصوں میں تقسیم کیا تها، یعنی (۱) اشوریا (۲) میدیا (۳) ایران اور (۴) بختیار۔ هر حصه ایک وزیر کے زیر حکومت تها۔ ٹیسی فون موسم گرما میں شاهی مستقر کی طرح استعمال کیا جاتا تها، اس لئے اسے سنوار کر عروس البلاد بنا دیا گیا تها۔ شاپور کے عظیم‌الشان محل کو از سر نو تعمیر کیا گیا تها، جسکے کهنڈر آج تک عراق میں قدیم ساسانی تہذیب کی یاد گار کے طور پر موجود اور ''طاق کسریٰ'' کے نام سے مشهور هیں۔ مذکوره بالا قلعه امیدا شهر نسی‌بس کے اوپر تها، اور ٹیسی فون قدیم یونانی شهر سیلوسیه کے مقابل، دریائے دجله کے بائیں کنارے پر آباد تها۔ حضرت عیسیٰ کی ولادت

Marfat.com

سے پیشتر یہ شہر پارتھی بادشاہوں کے پڑاؤ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ ساسانیوں کی حکومت کے آغاز میں ٹیسی فون دارالحکومت رہا تھا۔

خسرو اعظم نے جسوقت رومیوں سے جنگ کا اعادہ کیا، اسوقت کوفہ کے جنوب میں، چند میل کے فاصلے پر، هیرا نامی شہر میں ایک عرب سردار المضیر رہا کرتا تھا۔ چراگاہ کے قضیہ پر اسکی چپقلش اکثر ایک قبیلہ سے رہا کرتی تھی جو صحرا کے اس حصے میں بود و باش رکھتا تھا جو پامیرا کی جانب تھا۔ خسرو نے دریائے فرات کو پار کرکے انطاکیہ پر حملہ کیا اور اسے فتح کرکے نذر آتش کر دیا۔ جو رومی قیدی وہ انطاکیہ سے واپس عراق کو لے گیا تھا انسے اسنے ٹیسی فون کے متصل ایک جدید شہر آباد کیا تاکہ بابل میں مغربی ثقافت کی داغ بیل پڑ سکے۔ خسرو نے ایشائے کوچک میں بڑی تعداد میں ایرانی عساکر جمع کیں اور بیت‌المقدس پر حملہ کرنا چاھتا تھا کہ معمر مگر جنگجو رومی جنرل بیلی سیریس مزاحم ہوا۔ جب ایرانی سفیروں نے رومی کمپ میں بے پناہ رومی فوجی طاقت کا مشاھدہ کیا اور اسکی تصویر خسرو کے سامنے کھینچی تو ساسانی لشکر پیچھے ھٹا لیا گیا اور خسرو رومیوں سے صلح کرکے ساسانی سلطنت کی شمالی حدود کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس دوران میں، مشرق اور جنوب میں، ساسانی لشکر کو نمایاں فتوحات نصیب ہوئیں، اور سلطنت ساسان خسرو اعظم کے عہد میں ماوراءالنہر سے لیکر بحر احمر تک وسیع ہو گئی۔ ٹیسی فون کے محل میں بیٹھکر خسرو دنیا بھر کے سفیروں سے بیش بہا تحایف قبول کیا کرتا اور اسکا خزانہ زر و جواھر سے بھر پور تھا۔

اسوقت صحرائے تاتار میں ایک جدید وحشی قوم نشو و نما پا رہی تھی۔ روایت ھے کہ تاتاریوں کے سردار نے ایک بھیڑئے کے بھٹے میں پرورش پائی تھی اور بھیڑئے ھی کی مادہ کا دودھ

Marfat.com

پیا تھا۔ خسرو نے اس وحشی تاتاری سردار سے صلح کر رکھی تھی۔ مگر جب رومیوں نے تاتاریوں کی بھیمیت و بربریت کے فسانے سنے تو انہوں نے بھی گھبرا کر ایک سفارت قسطنطنیہ سے تاتاری خان کی خدمت میں روانہ کی اور اس سے معاہدۂ آشتی کر لیا۔ خسرو جب اسی (۸۰) سال کا بوڑھا ہوا تو ساسانیوں اور رومیوں میں پھر جنگ چھڑ گئی۔ اس لڑائی میں ساسانی لشکر کے مقابل رومیوں اور ترکوں کی متحدہ فوج تھی۔ ساسانی اس خوفناک اتحاد کا مقابلہ نہ کر سکے اور شکست کھا کر رومی حدود سے ہٹ آئے۔ اسکے بعد ھی خسرو اعظم فوت ہو گیا۔

خسرواعظم کے بعد کے ساسانی فرمانروا نالائق ثابت ھوئے۔ البتہ خسرو ثانی اس لئے مشہور ھے کہ رومیوں نے اسکو اپنا حلیف بنا لیا اور ایک نہایت دلفریب عیسائی بیوی سیوا نامی دی، جو، ھر چند کہ اپنی عصمت و عفت کے بارے میں زیادہ محتاط نہ تھی، لیکن مخیر و دانشمند بلا کی تھی۔ مگر خسرو ثانی قسطنطنیہ کی رومی سلطنت کے روز افزوں زوال سے دیدہ دلیر ھو کر رومی مقبوضات پر حملہ آور ھوا اور چشم زدن میں عدیسہ، سنگارا، نسی‌بس، دارا، مردین، امیدا اور انطاکیہ کے بڑے بڑے رومی شہر فتح کر لئے۔ اسنے تمام ایشائے کوچک پر تسلط کر لیا اور طرابلس کے مقام پر اپنی عظیم‌الشان کامرانی کا جشن منایا۔ اسکی فوجیں باسفورس کے کنارے تک پہنچ گئی تھیں۔ ساسانی لشکر نے جنوب میں دمشق کو بھی دوسرے شامی شہروں کیطرح جلا ڈالا، بیت‌المقدس کو نذر آتش کرکے حضرت عیسیٰ کی صلیب گاہ زمین کے برابر کر دی گئی اور اصلی صلیب مقدس ایران کو بھیجدی گئی۔ ایران اور روم کے مابین یہ آخری بڑی جنگ تھی۔ بابل کو واپس آکر خسرو ثانی نے ایک نیا شہر بسایا جسکا نام اسنے ”دست جرد“ رکھا۔ اسکے کھنڈر ابتک شہر بان کے قریب

Marfat.com

بقوبہ خانقین سڑک پر موجود ہیں۔

اس شان و شوکت، عظمت و کامرانی کے درمیان ایرانی کسریٰ کو ایک حجازی عرب کی دعوت اسلام پہنچی ۔ خسرو اس "گستاخی" کی تاب نہ لا یا۔ اسنے خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں نازیبا الفاظ کہے اور دعوت نامہ چاک کرکے پھینک دیا۔ مغرور فرماں روا نہیں جانتا تھا کہ وہ پیمبر اسلام کا نامہ چاک کرکے سلطنت ایران کے پرزے پرزے کر چکا تھا۔ لیکن روم و ایران کی سات سو سالہ کشمکش کے اختتام کو ہنوز چند سال باقی تھے۔ رومی شہنشاہ ہر قل نے اپنی سابقہ مشرق سلطنت کی باز یافتگی کا قصد کیا، جسکے ساتھ رومی و ساسانی سلطنتوں کے مابین ایک آخری و فیصلہ کن جنگ کا آغاز ہو گیا۔

ہرقل کو متعدد و دور دراز محاذوں پر لڑنا پڑا، مثلاً ایک طرف اسکی فوجیں اسکندرونہ میں اور دوسری جانب ساحل بحر اسود پر مجتمع ہوئیں۔ لیکن اسنے دور بینی و تدبر سے کام لیا اور صلیب گاہ کی بربادی اور صلیب مقدس کی غارتگری کی یاد دلا کے عیسائیوں کو ایرانیوں کے خلاف کھڑا کر دیا۔ اسطرح مغرب کا ٹڈی دل باسفورس سے مشرق کو اصفہان کی فتح کے لئے روانہ ہوا۔ یہ لشکر سلیسیا سے گذرا اور تورس پہاڑوں میں سے ہوتا ہوا اناطولیا میں نمودار ہوا۔ یہاں ہر قل نے ترکوں، کے خان سے معاہدہ آشتی کیا۔ تاتاری خان نے قیصر روم سے بخوشی بھائی چارہ قایم کر لیا۔ دریائے دجلہ پار کرکے ہر قل نے ایرانی لشکر کو پہلی شکست نینہوا کے قریب دی۔ اس شکست کی خبر سنکر خسرو دست جرد چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ اور ٹیسی فون پہنچکر دم لیا۔ اور جب رومیوں نے دست جرد کو جلا کر خاکستر کر دیا تو خسرو تخت و تاج سے خود دست بردار ہو گیا۔ یہاں خسرو کی عیسائی بیوی سیوا نے ہر قل کو صلیب مقدس حوالے کر دی جسے لیکر وہ واپس

Marfat.com

بیت المقدس گیا اور اسے وہاں نصب کر دیا۔ جب ہرقل اس متبرک کام میں مشغول تھا تو اسے اطلاع ملی کہ شام کی سرحد پر عربوں نے ایک شہر فتح کر کے وہاں پرچم اسلام نصب کردیا ہے۔ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کو بھوے ہوئے خسرو کو کئی سال ہو چکے تھے مگر اسلامی جہاد کی لرزہ بر اندام آواز قریب تر ہوتی گئی اور رومی و ساسانی سلطنتوں کے ایوان متزلزل ہوتے ہوئے معلوم ہوئے۔

Marfat.com

باب دوم

عراق پر اسلامی حکومت

(۸)

از آغاز اسلام تا اختتام خلافت بنی امیہ

(از ۶۳۶ء تا ۷۵۰ء)

شارع اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ کی ولادت مبارک مکہ کے قبیلۂ قریش میں ۵۷۰ء میں ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ نے مکہ سے مدینہ کو ۶۲۲ء میں ھجرت فرمائی اور ۶۳۲ء میں مدینۂ منورہ میں رحلت فرمائی اور وھیں دفن ھوئے۔ خلافت راشدہ میں، جو اسلام کی حقیقی جمہوریت تھی، چار خلفا ھوئے۔ اس دوران میں دارالخلافہ مدینہ رہا، مگر حضرت علی کرم اللہ وجہ نے آخر میں کوفہ کو اپنی جائے سکونت بنا لیا تھا۔ پہلے خلیفۂ رسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ۶۳۲ء (۱۱ ھجری) سے ۶۳۴ء (۱۳ ھجری) تک خلافت کی۔ دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ۶۳۴ء (۱۳ ھجری) سے ۶۴۴ء (۲۳ ھجری) تک، تیسرے خلیفہ حضرت عثمان ذوالنورین (رضی اللہ عنہ) نے ۶۴۴ء (۲۳ ھجری) سے ۶۵۶ء (۳۵ ھجری) تک، اور چوتھے خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے ۶۵۶ء (۳۵ ھجری) سے ۶۶۱ء (۴۰ ھجری) تک خلافت کی۔

۱۔ بنی آمیہ کی خلافت ۶۶۱ء (۴۱ ھجری) سے لیکر ۷۵۰ء (۱۳۲ ھجری) تک دمشق (شام) میں قائم رھی۔ اس خاندان میں چودہ خلفاء ھوئے، جنکے نام حسب ذیل ھیں:-

Marfat.com

نمبر	نام	سن عیسوی	سن ھجری
۱ -	امیر معاویہ	۶۶۱ ء	۴۱ ھجری
۲ -	یزید اول	۶۸۰ ء	۶۰ ھجری
۳ -	معاویہ ثانی	۶۸۳ ء	۶۴ ھجری
۴ -	مروان اول	۶۸۳ ء	۶۴ ھجری
۵ -	عبدالملک	۶۸۵ ء	۶۵ ھجری
۶ -	الولید اول	۷۰۵ ء	۸۶ ھجری
۷ -	سلیمان	۷۱۵ ء	۹۶ ھجری
۸ -	حضرت عمر ثانی رح	۷۱۷ ء	۹۹ ھجری
۹ -	یزید ثانی	۷۲۰ ء	۱۰۱ ھجری
۱۰ -	ھشام	۷۲۴ ء	۱۰۵ ھجری
۱۱ -	الولید ثانی	۷۴۳ ء	۱۲۵ ھجری
۱۲ -	یزید ثالث	۷۴۴ ء	۱۲۶ ھجری
۱۳ -	ابراھم	۷۴۴ ء	۱۲۶ ھجری
۱۴ -	مروان ثانی	۷۴۴ ء تا ۷۵۰ ء	۱۲۷ ھجری تا ۱۳۲ ھجری

Marfat.com

شجرۂ بنی قریش

خاندان قریش

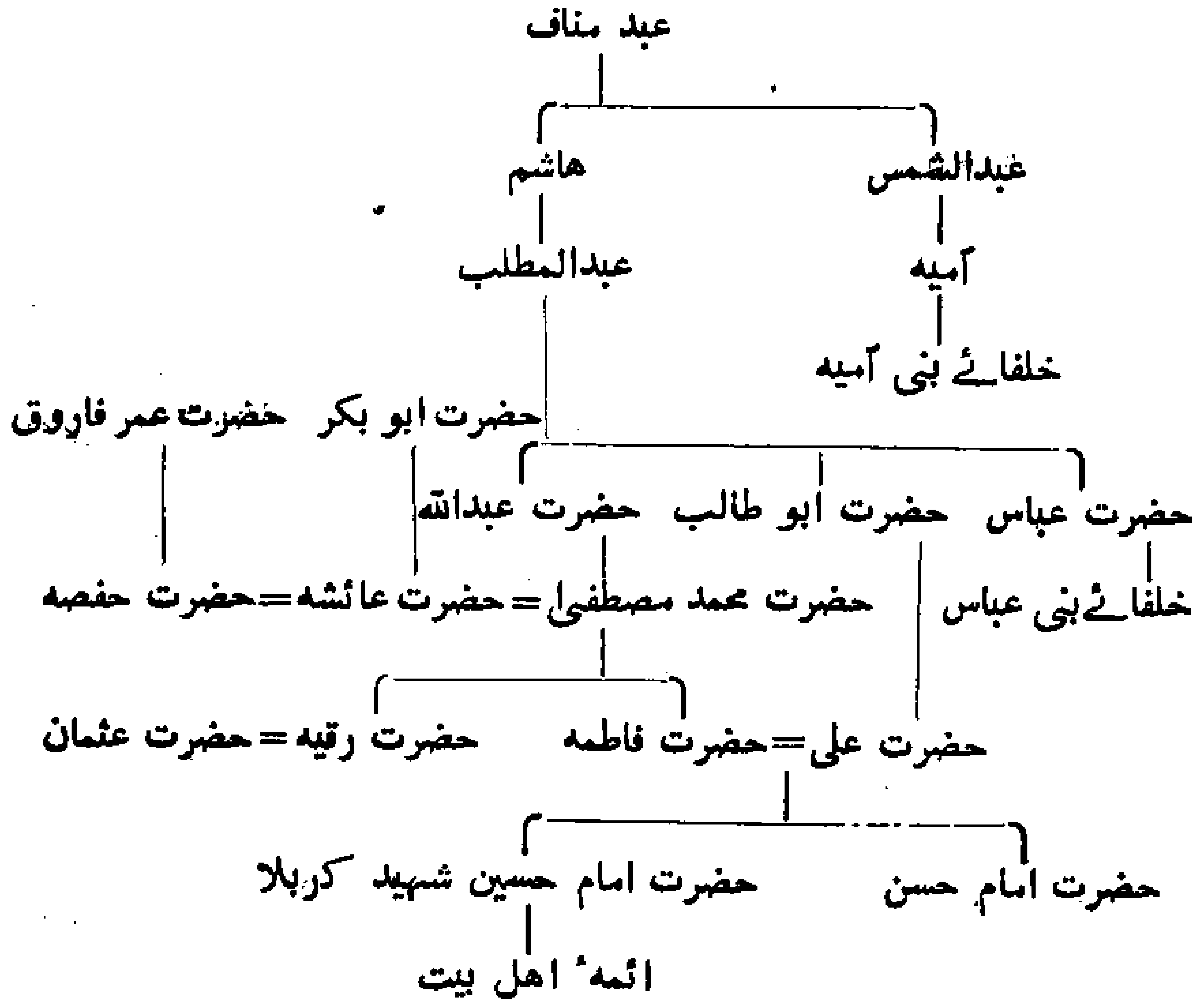

Marfat.com

شجرۂ خلفائے بنی امیہ

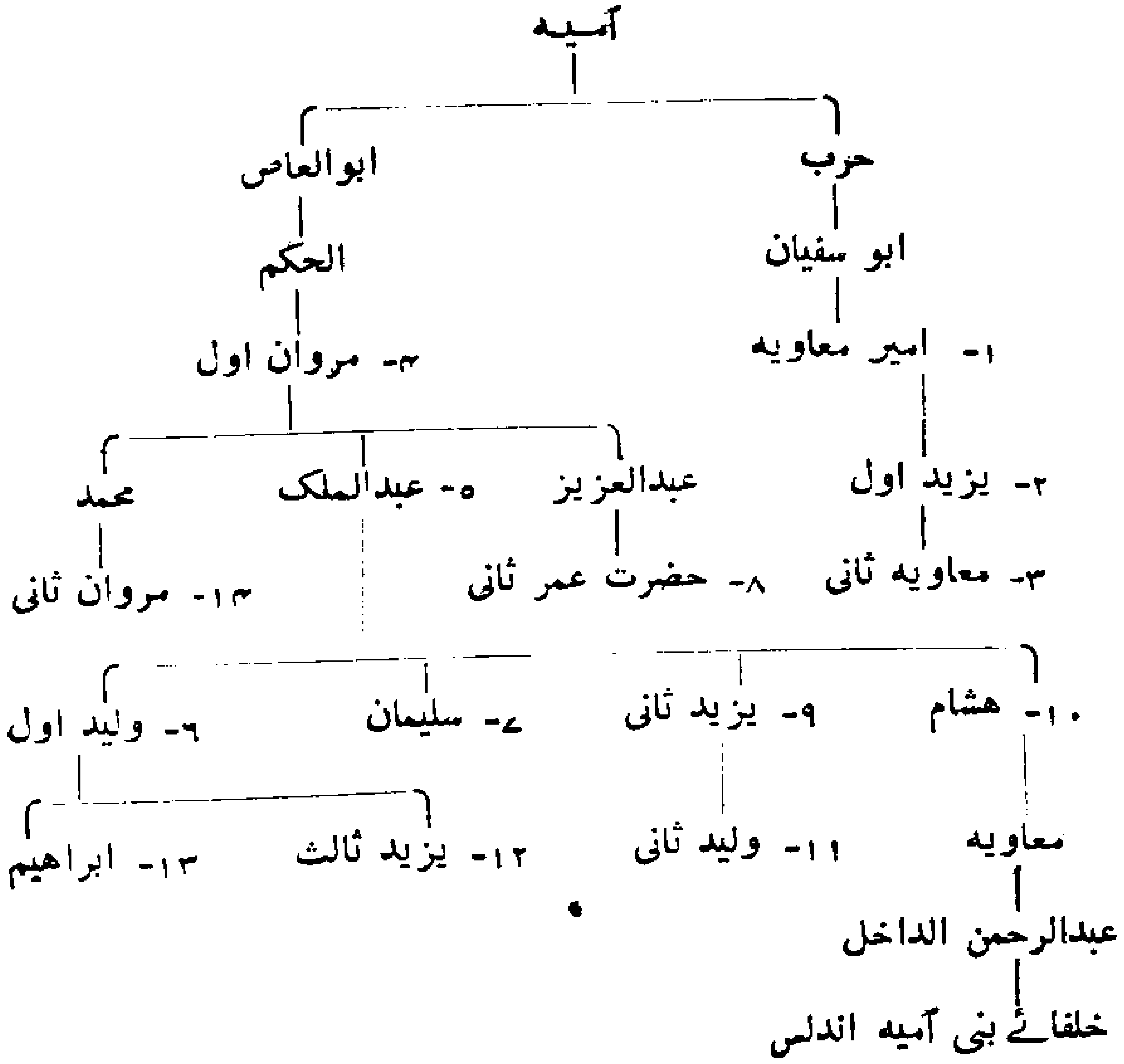

ایک ہزار سال سے زیادہ مدت تک عراق پر غیر ملکی طاقتوں نے اپنا تسلط قائم رکھا۔ شمال کی جانب سے میدیوں نے اور جنوب و مشرق سے ایرانیوں نے آ کر عراق کی اشوری اور بابلی سلطنتوں کو اپنے زیر نگیں کیا۔ مغرب سے آ کر یونانیوں اور رومیوں نے اپنا جو اقتدار قائم کیا تھا آسے ایرانیوں نے مشرق سے آ کر پھر نیست و نابود کر دیا۔ البتہ جنوبی ریگستان سے کبھی صدائے بازگشت تک نہ آئی تھی۔ جزیرہ نمائے عرب پر اسرار خموشی کے ساتھ صدیوں سے، اپنی شمالی سرحد پر، مشرق و مغرب کی تہذیبوں کے خونریز تصادم کو دیکھتا رہا

Marfat.com

تھا - لیکن تاریخ انسانی کو سمیری و عکادی، بابلی و اشوری میدی و ایرانی ، یونانی و رومی طاقتوں کے علاوہ ایک ایسی عظیم‌الشان طاقت کو بھی جگہ دینا تھی جسنے نہ صرف مادی صورت سے دنیا کو مرعوب کیا بلکہ اخلاقی و روحانی لحاظ سے بھی عالم انسانیت کا وقار بلند کر دیا - مکہ کے ایک عرب بدوی نے چند سال کے اندر وحشی عربوں کو مہذب و منظم کیا اور دنیا کی قسمت پلٹ دی -

ابتک عراق عربوں سے نابلد رہا تھا - عہد عتیق میں صرف تکریت کے قلعہ میں عربوں کا وجود پایا گیا تھا - یا پھر حطرہ میں عرب آبادی پائی جاتی تھی - نیز عراق کی مغربی سرحد پر هیرا کے لخمی حکمران سامی‌النسل تھے - ایک لخمی بادشاہ نعمان نے ساسانی بادشاہ بہرام کے ایک دایم‌المریض بیٹے کے لئے صحرا میں ایک محل بنوایا تھا ، جسکا نام " الخورنق " تھا - اسکے کھنڈر ابتک موجود ھیں -

ساتویں صدی عیسوی کی ابتدا میں ملک عرب کی سیاسی حالت حسب ذیل تھی : یمن ، عدن اور حضرموت کا جنوبی عربی ساحلی علاقہ ایران کے قبضے میں تھے - شام کی سرحدی وادی پر بازنطینی رومی شہنشاہ کا تسلط تھا - اور اندرون عرب متعدد یہودی و نصرانی نو آبادیاں قائم تھیں - چونکہ یمن کی آبادی بیشتر گاؤں اور قصبوں میں رہا کرتی تھی لہذا وہ بیرونی تہذیب سے جلد متاثر ہوئی - مگر حجاز اور نجد کے بدوی عربوں کو محض اسلام نے ھی مہذب و متمدن بنایا -

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۱۰ ء میں دعوئ‌ٰ نبوت کیا - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانیسے مکہ کی مختصر سی اسلامی جماعت کو بے پناہ تقویت پہنچی اور جب حضرت عمر فاروق‌اعظم رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ھوگئے تو مسلمانان مکہ کی کمر بہت مضبوط ھوگئی - حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام کی

Marfat.com

بقا و تقویت کے لئے جو کچھ کیا وہ تعریف سے بے نیاز ھے۔ اسلام دراصل فاروق کار ناموں ھی کا دوسرا نام ھے، کیونکہ انکے بعد کے لوگ افتراق و انشقاق کی الجھنوں میں ھی پھنسکر رہ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ھی نے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عربستان کی فتح پر آمادہ اور کل عرب قوم کو دائرۂ اسلام میں داخل کیا تھا۔ ۶۲۸ء میں شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر مکہ فتح کرلیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جسوقت عربوں نے ایرانی و بازنطینی حدود پر حملے شروع کئے اسوقت تک یہ دونوں سلطنتیں آپس میں لڑ لڑ کر نیم جاں ھو چکی تھیں، چنانچہ عربوں کی شمشیر زنی کی تاب نہ لا سکیں۔ حضرت خالد بن الولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ، نے عراق پر پہلا حملہ صرف پانچ سو عربوں کے ساتھ کیا تھا۔ اسوقت ھیرا کے عیسائیوں نے عربوں کا ساتھ دیا تھا۔ مگر حضرت خالد ھنوز کامیاب نہونے پائے تھے کہ انہیں شام کی مہم پر بلا لیا گیا۔ اسکے بعد وہ شرق اردن کی جانب متوجہ ھوئے۔ وھاں سے وہ فلسطین پہنچے اور بیت المقدس کے قریب باز نطینی لشکر کو شکست دی۔ دمشق کی فتح کے ساتھ عربوں نے شام اور فلسطین دونوں ممالک تسخیر کر لئے۔ حمص، حاما اور حلب اسی وقت فتح ھوگئے تھے۔

اسوقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ھوگیا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دوسرے خلیفہ ھوئے۔ انہوں نے لڑائی کے محاذوں پر بہ نفس نفیس تشریف لیجا کر عرب حملہ آور افواج کا دل بڑھایا، اور عربوں نے عراق کی سرحد پر ایرانیوں کو پہلی بار شکست دی۔ یہ جنگ بڑی خونریز ھوئی تھی جسمیں ایرانی سپہ سالار مشہور جنگ آزما رستم تھا اور جنگ کا محل وقوع ھیرا کے قریب قادسیہ نامی

Marfat.com

مقام تھا۔ جنگ قادسیہ میں رستم مارا گیا تھا۔ عربوں کے ہاتھ میں بے اندازہ مال غنیمت آیا اورساسانی سلطنت کا پرچم بھی عربوں نے چھین لیا تھا۔جنگ قادسیہ کے بعد ساسانی سلطنت ایران بہت جلد زوال پذیر ہوگئی۔ یزد جرد شہنشاہ ایران اپنے دارالسلطنت ٹیسی فون کو چھوڑ کے بھاگ گیا، جسے عرب افواج نے لوٹ لیا۔

دریائے دجلہ کے مغربی ساحل پر شہر سیلیوسیہ کے مضافات کو لوٹنے کے بعد عربوں نے حضرت سلمان فارسی رض کی رہ نمائی میں دریا کو پار کیا اور اسکے مشرق ساحل پر ٹیسی فون کے عظیم‌الشان شہر پر قبضہ کر کے وہاں عراق تاریخ میں پہلی بار نماز جمعہ ادا کی گئی۔ حضرت سلمان فارسی کا مزار اسی قدیم شہر کے کھنڈروں کے قریب سلمان نامی گاؤں میں بنایا گیا تھا۔ ٹیسی فون کے بعد نہاوند، پرسی پولس، اصفہان (پایہ تخت) اور ہمدان کے ساسانی شہر یکے بعد دیگرے فتح ہوگئے۔ گو ایران کو عربوں نے فوجی اور سیاسی حیثیت سے فتح کر لیا، مگر ایران نے عربوں کو بہت جلد معاشرتی اور ثقافتی حیثیت سے اپنا مطیع و منقاد بنا لیا۔ حتیٰ کہ عہد خلافت بنی عباس، بغداد، میں ادب و فلسفہ سے لیکر لباس و انداز تمدن ہر چیز میں عربی زندگی پر ایرانی اثر نمایاں نظر آنے لگا۔

مغرب میں، عرب سپہ سالار حضرت عمر بن العاص نے صرف چار ہزار عربوں کے ساتھ مصر کی فتح کا قصد کیا۔ اسی وقت بازنطینی شہنشاہ ہر قل کا قسطنطنیہ میں انتقال ہوگیا اور مصر کے عیسائی گورنر نے شہر اسکندریہ عربوں کے حوالے کر کے صلح کرلی۔ اس دوران میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ

Marfat.com

چوتھے خلیفہ منتخب ہوئے۔ مگر امیر معاویہ نے انکی اطاعت نہ کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کو عراق میں پناہ لینی پڑی۔

اسکے بعد تقریباً ایک صدی تک شام میں خلفائے بنی آمیہ نے حکومت کی اور دنیائے اسلام کا مرکز دمشق رہا۔ انکے بعد بغداد میں خلافت عباسیہ کے قیام کے ساتھ یہ مرکز عراق کو منتقل ہوگیا۔ اس اثناء میں مدینہ کی پچھلی سیاسی و روحانی حیثیت باقی نہ رہی اور اس کا بیت‌المال خالی ہوگیا۔ ''جنگ جمل،، اور ''جنگ صفین،، کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہ کوفہ میں مقیم ہوگئے اور وہیں ایک مسجد کے دروازے پر آپ شہید کر دیئے گئے۔ امیر معاویہ نے بیت‌المقدس سے اپنی خلافت کا اعلان کیا اور خاندان بنی آمیہ، دمشق، کی بنا ڈالی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ کے بعد حضرت امام حسن رضی‌اللہ‌عنہ امیر معاویہ سے مصالحت کر کے اور آموی وظیفہ قبول کر کے مدینہ کو واپس چلے گئے اور وہاں آپ نے آٹھ سال کے بعد اپنی ایک بیوی کے ہاتھ سے دھوکے سے زہر کھا کر شہادت پائی۔ مگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے آمویوں کی اطاعت قبول نہ کی۔ اہالیان کوفہ نے انہیں سبز باغ دکھا کر یزید کے مقابلے پر آکسایا اور میدان کربلا میں دسویں محرم کو شہید کروادیا مگر انکی مدد نہ کی۔ دریائے فرات پر اور خراسان میں آئمہ اہل بیت کے خوبصورت مزارات زائرین کے لئے مکہ اور مدینہ کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ نجف اشرف میں حضرت علی کرم اللہ وجہ اور کربلا مین امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقدس مزارات مرجع خلایق ہیں۔

کعبہ شریف اور مزار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مزارات حضرت علی کرم‌اللہ‌وجہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے اندر بھی کسی غیر مسلم کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ بارھویں امام اہل بیت،

Marfat.com

حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ سمرہ کے ایک کوہستانی غار میں روپوش ہوچکے ہیں۔ اسی غار پر ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے، جسکے گرد سمرہ کا جدید قصبہ آباد ہے۔ یزید اول کے سیاہ نامۂ اعمال میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہی نہیں لکھی تھی بلکہ اس کی گردن میں مزید سیاہ کاریوں کا بھی طوق لعنت پڑنا مقدر تھا۔ اس کے حکم سے شامی افواج نے مدینۂ منورہ کو جلایا، کعبہ شریف کو نقصان پہنچاتے ہوئے غلاف کعبۃ کو خاکستر بنایا، متبرک حجر اسود کو شکست اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کو شہید کیا۔

یزید کے بعد اس کا بیٹا معاویہ ثانی تخت پر بیٹھا، مگر وہ چند روز ہی زندہ رہا۔ اس کے بعد چوتھا خلیفۂ بنی امیۃ مروان اول بن الحکم ہوا۔ عبد الملک بن مروان پانچواں خلیفہ تھا۔ اس نے حجاج بن یوسف ثقفی کو جنرل بنا کر آمویوں کے خلاف ہاشمی بغاوت کو فرو کرنے کی مہم پر مامور کیا۔ حجاج نے چھہ ماہ کے محاصرہ کے بعد مکہ کو فتح کر کے ابن زبیر کو شہید کرادیا جو خلافت کے مدعی تھے۔ اس کے بعد پھر کبھی ہاشمیوں نے خلافت کے دعوائے کا خیال نہیں کیا۔ حجاج نے دو سال کی مدت میں حجاز اور یمن دونوں کو مکمل طور پر زیر کرلیا۔ اس کے بعد آسے عراقیوں کی تادیب پر مامور کیا گیا۔ اس نے کوفے میں مقیم ہو کر عراق کو پورے طور پر آموی حکومت کے ماتحت کر دیا اور اپنی سخت گیری سے عراقیوں کو اتنا خایف کیا کہ وہ سر نہ ہلا سکے۔

عبدالملک کے بعد بنی امیہ میں دو ہمہ صفت موصوف خلفا ہوئے، یعنی حضرت عمر ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور ہشام۔ دوسرے سب نالایق و نااہل تھے اور عباسی حریفوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ عباسی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت

Marfat.com

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں اور ہاشمی تھے ۔ جب ابو العباس نے آمویوں کے خلاف کھلم کھلا علم بغاوت بلند کیا تو ایرانیوں نے اس کا ساتھ دیا ۔ عباسیوں نے پہلے کوفے کو فتح کر کے اسے اپنا مستقر بنایا اور ابو العباس ''السفاح،، کے لقب سے پہلا خلیفۂ بنی عباس ہوا ۔

سنہ ۷۳۲ ء میں ، جبکہ فرانس میں تورز اور پوئیٹیرس کے درمیان چارلس مارتیل نے اسپین کی جانب سے بڑھنے والے عرب یلغار کو روک کر عربوں کے ھاتھ سے تمام یورپ کی فتح کو بچالیا تھا ، عرب سلطنت کی حدود رومی سلطنت کی انتہائی وسعت سے بھی متجاوز ہو چکی تھیں ۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال فرمائے ہنوز ایک صدی بھی نہ گذری تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائیوں نے اسلامی پرچم اور اللہ کا نام مغرب میں خلیج بسکے سے لیکر مشرق میں دریائے انڈس اور چینی سرحد تک ، اور شمال میں خلیج ارال سے لیکر جنوب میں دریائے نیل کے آبشاروں تک پہنچادیا تھا ۔ اس عظیم الشان اسلامی سلطنت کے طول و عرض میں ہزارہا مساجد کے میناروں پر سے روزانہ پانچ مرتبہ اللہ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام بہ آواز بلند پکارے جاتے تھے ۔ اس وسیع و بسیط سلطنت اسلامی کا مرکز دمشق کا مشہور شہر تھا ، جو آج بھی دنیا کے خوبصورت ترین اسلامی شہروں میں اپنا ایک خاص مقام رکھتا ھے ۔ دنیا میں ایسی وسیع سلطنت اسلامی قایم کرنے کے باعث بنی آمیہ کا نام کبھی بھلایا نہیں جا سکتا ۔ دمشق میں عظیم الشان مسجد آموی ان کی یاد تازہ رکھتی ھے ، مگر افسوس کہ عراق میں آموی آثار بڑی تعداد میں موجود نہیں ھیں ۔

Marfat.com

عہد خلافت بنی عباس، بغداد

(از ۷۵۰ء تا ۱۲۵۸ء)

خاندان بنی عباس نے برسر اقتدار ہوتے ہی بنو آمیہ کے تمام افراد کو چن چن کر قتل کرایا۔ عراق و خراسان و دیگر مقامات میں بے شمار آموی قتل کئے گئے۔ کوشش یہ تھی کہ کوئی آموی بچہ زندہ باقی نہ رہے، حتیٰ کہ بعض آموی خلفاء کی لاشیں تک قبروں میں سے کھدوا کر سولی پر چڑھا دی گئیں اور انکی ہڈیاں جلا ڈالی گئیں۔ سفاح کے چچا داؤد بن علی نے مکہ اور مدینہ میں، اور عبداللہ بن علی نے شام میں آموی خاندان، کے یا اس خاندان کے ساتھ ہمدردی رکھنے والے، جس شخص کو پایا بیدریغ قتل کر ڈالا۔ سلیمان بن علی، گورنر بصرہ، نے آمویوں کو قتل کرایا اور پھر انکے پیروں میں رسیاں بندھوا کر انکی نے گور و کفن لاشوں کو شاہراہ عام پر کتوں اور چیل کوؤں کے کھانے کے لئے ڈلوا دیا۔ عبداللہ بن علی نے امیر معاویہ، عبدالملک بن مروان اور ہشام بن عبدالملک تینوں کی قبریں کھدوائیں اور انکی لاشوں کو کوڑوں سے پٹوایا اور جلا ڈالا*۔

عباسیوں کی اس بہیمیت سے انسانیت و شرافت بھی شرما گئی۔ عباسیوں نے بنو آمیہ اور انکے طرفداروں ہی پر یہ وحشیانہ مظالم نہیں کئے بلکہ جن لوگوں پر آل علی کی حمایت و طرفداری کا شبہ تھا انکے ساتھ بھی اسی قسم کا برتاؤ کیا گیا۔ مسلمانوں کی انتہائی بدقسمتی تھی کہ آنحضرت صلعم کو دنیا سے رخصت ہوئے ہنوز پورے سوا سو سال بھی نہ ہوئے تھے کہ ایک ایسی (عباسی) حکومت قائم ہوئی جسکی بنیاد محض

---

*"تاریخ الکامل" ج ۵ ابن الاثیر الجزری۔

Marfat.com

خلافت عباسیہ بغداد کے صوبے

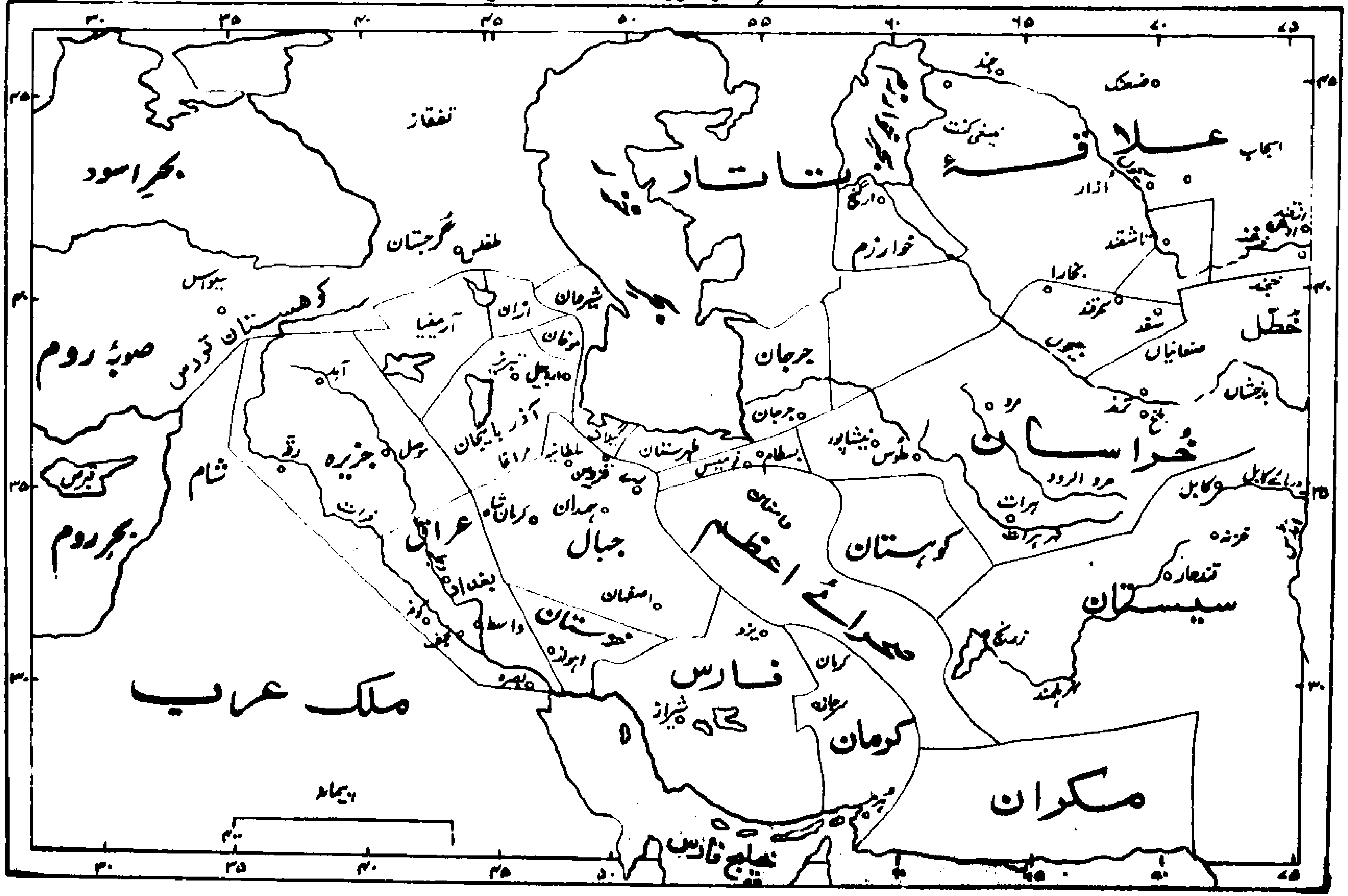

Marfat.com

Marfat.com

جوش و انتقام، عربوں سے نفرت و عداوت اور خود غرضی پر قائم تھی اور اسکو مستحکم کرنیکے لئے وہ سب کچھ کیا گیا جو اسلامی شریعت میں ناجائز و ناروا تھا ۔ عربی کی ایک مثل کے مطابق بنو آمیہ اگر ''نباش اول'' (پہلے گورکن) تھے، تو اسمیں شبہ نہیں کہ بنو عباس ''نباش ثانی'' تھے، اور اسلئے وہ اول الذکر کے مقابلے میں زیادہ قابل نفرت و ملامت تھے ۔ اسطرح اس شاندار اسلامی حکومت کا آغاز ہوا، جسکے عہد کو مسلمان مؤرخین نے اسلامی تاریخ کا ''عہد زریں'' بتایا ہے *

عبد الرحمان آموی عباسیوں سے جان بچا کر اسپین پہنچا، جہاں آسنے ایک آزاد آموی حکومت کی بنیاد ڈالی ۔ چنانچہ اسپین کبھی عباسی سلطنت میں شامل نہ رہا ۔ اسی طرح مغربی شمالی افریقہ پر بھی عباسیوں کا تسلط کبھی مکمل نہ رہ سکا ۔ ایک کو چھوڑ کر پہلے نو عباسی خلفا نہایت مدبر و لائق بادشاہ ہوئے ۔ ہر چند کہ آنکی سفاکی و بیرحمی کی مدافعت نہیں کی جا سکتی مگر آنکی یہ خصوصیات اس عہد کی روایات سے مختلف نہ تھیں ۔

عظیم الشان خلافت عباسیہ، بغداد، حسب ذیل چونتیس وسیع صوبوں میں منقسم تھی :-

(۱) العراق (زیرین میسوپٹیمیا) ۔ ساسانی اکسرہ فرماں روا میسو پٹیمیا اور ایران پر حکمران تھے ۔ ان کا آخری کسریٰ یزد جرد مسلمانوں کے ہاتھ سے شکست کھا کر مارا گیا اور ایران پر اسلام کا تسلط ہو گیا ۔ موجودہ بغداد، جو دریائے دجلہ پر آباد ہے، قدیم یونانی شہر ٹیسی فون سے چند میل اوپر بسایا گیا تھا، جو ساسانی حکمرانوں کا سرمائی صدر مقام تھا ۔ میسوپٹیمیا عراق کا یونانی نام ہے۔ عربوں نے اسکو دو حصوں میں تقسیم کیا ۔ زیرین میسو پٹیمیا کا (جہاں

---

* ''مسلمانوں کا عروج و زوال'' صفحہ ۷۵–۷۸

قدیم سلطنت بابل قائم تھی) نام آنھوں نے
''العراق'' رکھا - اسی میں بغداد ، واسط ، کوفہ اور
بصرہ نامی مشہور شہر ھیں - اور

(۲) الجزیرہ ، عربوں نے بالائی میسو پٹیمیا کا (جہاں قدیم اشوری
سلطنت قایم تھی) نام رکھا - موصل (جو قدیم شہر
ننیہوا کے کھنڈروں کے قریب آباد ھوا) اور رقہ اسکے
مشہور شہر ھیں - اسی صوبے میں وہ ''جبل جودی''
نامی پہاڑ ہے ، جسکے متعلق مشہور ہے کہ کشتئی نوح
علیہ السلام طوفان عظیم کے بعد اسپر ٹھیری تھی -

(۳) صوبۂ روم، ایشیائے کوچک میں اناطولیا کو کہتے تھے ،
کیونکہ وہ مسلمانوں کے ھاتھ میں آنے سے پہلے
پانچویں صدی ھجری مطابق گیارھویں صدی عیسوی
تک قسطنطنیہ کی یونانی بازنطینی سلطنت روم کے ماتحت
تھا - پھر سلجوقی ترکوں نے اسپر قبضہ کیا - سیواس
اسکا مشہور شہر تھا -

(۴) صوبۂ آذر بائیجان (قدیم یونانی اترو پتین) الجزیرہ کے مشرق
میں - اسی صوبے میں وہ بڑی نمکین جھیل تھی ،
جسے جھیل آرمیا کہا جاتا تھا ، اور جسکے قریب
تبریز اور مراغا نامی مشہور شہر تھے - مشرق کی طرف
بحر خزر نامی جھیل کے کنارے ارد بیل نام کا بڑا
شہر تھا - پرانی فارسی زبان میں اس صوبے کا نام
آذر بازگان تھا -

(۵) صوبۂ گیلان یا جیلان ، جو بحر خزر پر واقع تھا ، اور
جسمیں سے ھوکر سفید رود گذرتا اور بحر خزر میں
گرتا تھا - رشت اس کا صدر مقام تھا - یہ صوبہ
بحر خزر کے جنوب و مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ واقع تھا -
اسی صوبہ کے جنوب و مغرب میں علاقۂ دیلم تھا جو
دیلمی یا بویہی قبیلہ کا مسکن تھا اور جسکے سردار

Marfat.com

چوتھی صدی ہجری مطابق دسویں صدی عیسوی میں بغداد و خلافت عباسیہ کے مالک تھے ۔

(۶) صوبہ مغان، جو دو دریاؤں ارکسیز اور سائرس کے مشترکہ دھانے پر واقع تھا ۔

(۷) صوبہ اران ، مغرب کی جانب ، ان دونوں دریاؤں کی وادی میں واقع تھا ۔

(۸) صوبہ شیروان، دریائے سائرس کے شمال میں اور بحر خزر کے مغرب میں واقع تھا ۔ اسکا مشہور بندرگاہ باکو آج تک بحر خزر پر واقع ہے۔

(۹) صوبہ گرجستان، دریائے سائرس کے منبع پر واقع تھا ۔ اور طفلس اسکا خاص شہر تھا ، جو اب بھی ہے۔ آٹھویں صدی ہجری مطابق چودھویں صدی عیسوی کے آخر میں تیموری فتوحات کے باعث یہ صوبہ اسلامی علاقہ بن گیا ۔

(۱۰) مسلم آرمینیا ، دریائے ارکسیز کے منبع پر واقع تھا ۔ یہ صوبہ کوھستانی تھا اور جھیل وان کے گرد واقع تھا ۔ دابیل اسکا صدر مقام تھا ۔ ''جبل ارارات،، اسی صوبے میں ہے جسے ''جبل الحارث،، بھی کہتے تھے ۔

(۱۱) الجبال ، آذر بائیجان کے جنوب و مشرق میں ، جسے پہلے یونانی میں 'سیدیا، کہا جاتا تھا ، نہایت زرخیز و وسیع صوبہ تھا ۔ اسی صوبے کا مغربی حصہ آخر میں 'کردستان، کہلایا ۔*

---

*چھٹی صدی ہجری مطابق بارھویں صدی عیسوی میں سلجوقیوں نے صوبہ الجبال کا عراق عجم یا ایرانی عراق (عربی عراق کے مقابل جو زیرین میسو پٹیمیا میں واقع تھا) نام رکھا ۔ اس صوبے کے مشہور شہر طہران' کرما نشاہ' ھمدان (قدیم یونانی ایکتبانہ)' رے اور اصفہان تھے ۔ بعد ازاں ایرانی منگولوں نے اس صوبے کے شمال میں شہر سلطانیہ کی بنا ڈالی' جو عرصے تک' بغداد کی جگہ' منگولی سلطنت کا پایہ تخت بنا رہا ۔ منگولی سلطنت میں الخان کے ماتحت تمام

(دیکھئے فٹ نوٹ صفحہ ۵۸)

Marfat.com

(۱۲) صوبہ خزستان، میڈیا کے جنوب اور زیرین میسو پٹیمیا کے مشرق میں ایک زرخیز صوبہ تھا۔ اسکے بڑے شہر تسطر اور اھواز تھے۔

(۱۳) فارس (قدیم پرسس)، خزستان کے مشرق میں، ایرانی شہنشاھیت کا گہوارہ تھا۔ اسکے مشہور شہر شیراز (جو صدر مقام بھی تھا)، استخر (قدیم پرسی پولس)، یزد اور داراب زرد وغیرہ تھے۔ موخرالذکر کا ضلع منگولوں نے علیحدہ صوبہ بنا دیا تھا اور ساتویں صدی ھجری مطابق تیرھویں صدی عیسوی میں اسکا نام ''شبان کرا'' رکھا تھا۔

(۱۴) صوبہ کرمان، صوبہ فارس کے مشرق میں، خشک اور بنجر علاقہ ھے۔ شہر ھرمز اور کرمان اسکے خاص مقامات ھیں۔ صوبجات فارس اور کرمان کے شمال و مشرق میں ایران کا مشہور وسیع و سطی ریگستان ھے، جسکے مشرق میں خراسان اور سیستان کے صوبے ھیں۔ اس ریگستان کی لمبائی قریباً آٹھ سو میل اور چوڑائی سو اور دو سو میل کے درمیان ھے۔ عرب اسکو ''دشت لوط'' اور ''دشت کاویر'' کہتے تھے۔

(بسلسلہ فٹ نوٹ صفحہ ۵۷)

میسو پٹیمیا اور ایران کے ممالک تھے۔ یہ پہاڑی صوبہ ھے۔ اسی میں طہران کے شمال و مغرب میں قریباً سو میل کے فاصلے پر مشہور شہر قزوین ھے۔ اسی قزوین کے شمال و مغرب میں ان پہاڑوں کی چوٹیوں پر جو ضلع رودبار کے درمیان واقع ھیں (رودبار کا علاقہ صوبہ طبرستان میں دریائے شاہ رود کے کنارے واقع ھے) اسماعیلیوں کے وہ مشہور پچاس قلعے واقع تھے، جنکا دارالحکومت قلعہ 'الموت' تھا۔ مگر انمیں سب سے زیادہ مضبوط قلعہ 'میمون دیر' نامی تھا۔ قلعہ الموت شہر قزوین سے چھ فرسخ کے فاصلے پر تھا، اور پانچویں صدی ھجری مطابق گیارھویں صدی عیسوی کے دوسرے نصف حصے میں شیخ الجبال حسن بن صباح کے قبضے میں آیا تھا۔ یہ قلعہ قریباً پونے دو سو برس تک اسکے متبعین کے ھاتھ میں بڑی سیاسی طاقت کا ذریعہ بنا رہا۔ قلعہ الموت ۶۵۴ ھ (۱۲۵۶ ء) میں ھلاکو خان منگول نے فتح کرکے مسمار کر دیا۔ ان پہاڑوں پر سب سے پہلا قلعہ ایک دیلمی بادشاہ نے بنایا تھا۔

Marfat.com

(۱۵) صوبۂ مکران، ایران کے ریگستان اعظم کے جنوب میں واقع ہے، جسکے مشرق میں بلوچستان (پاکستان)، جنوب میں خلیج ایران اور مغرب میں صوبۂ کرمان ہے*۔

(۱٦) صوبۂ سحستان یا سیستان، مکران کے شمال میں، ریگستان اعظم کے اس پار ہے**۔

* اسکا صدر مقام پہلے فنذبور تھا، جہاں اب ''پنج گور'' ہے۔ اس صوبے کے مشرق میں پاکستانی سرحد پر دریائے اٹک کے ڈیلٹا پر مشہور قدیم بندرگاہ دیبل نامی تھی جو صوبۂ سندھ کے اندر واقع تھی۔ اسوقت صوبۂ سندھ کا صدر مقام منصورہ تھا، جسے ہندو پہلے برھمن آباد کہتے تھے۔ عرب لوگ دریائے اٹک کو ''نہر مہران'' کہتے اور جاٹ قوم کو ''الزط'' کہتے تھے۔ بندرگاہ دیبل کے کھنڈر ٹھٹھہ کے جنوب و مغرب میں بیس میل کے فاصلے پر اور موجودہ کراچی کے جنوب و مشرق میں پینتالیس میل دور اب تک باقی ہیں۔ منصورہ انڈس ڈیلٹا کی ایک قدیم شاخ پر واقع تھا۔ اور حیدر آباد سندھ کے شمال و مشرق میں چالیس میل پر تھا۔ موجودہ قلات کو عربوں نے 'کزکانان' یا 'کیکان' لکھا ہے۔

** اس صوبے کے مغرب میں یعنی صحرائے اعظم اور صوبۂ سیستان کے درمیان جھیل زراہ ہے، جسمیں افغانستان کا مشہور دریائے ہلمند گرتا ہے۔ شہر و علاقہ قندھار کی شادابی و زرخیزی اسی دریا کے باعث ہے۔ سیستان کا قدیم صدر مقام 'زرنج' جھیل زراہ کے کنارے دریائے ہلمند کے دھانے پر واقع تھا، جسے تیمور نے برباد کر دیا۔ سیستان کو فارسی میں 'نیم روز' بھی کہا جاتا تھا۔ ایرانی روایات میں سیستان اور زابلستان (قندھار کا علاقہ) ایران کے قومی ہیرو 'رستم' کے باپ 'زال' کے مسکن ہونیکے باعث مشہور تھے۔ سیستان کا جدید صدر مقام نصرت آباد ہے۔ خلافت عباسیہ کی ابتدا میں سیستان صفاری امراء کا وطن ہونیکے باعث مشہور ہوا، جو تیسری صدی ھجری مطابق نویں صدی عیسوی کے دوسرے نصف حصے میں جنوب و مشرق ایران کے مالک و حکمران تھے۔ قندھار بہت قدیم شہر ہے۔ اسے تیرھویں صدی عیسوی میں منگولوں نے اور چودھویں صدی عیسوی میں تیمور نے برباد کیا۔ غزنہ یا غزنین چوتھی صدی ھجری کے آخر اور گیارھویں صدی عیسوی کے شروع میں سلطان محمود غزنوی کے مستقر حکومت ہونے کے باعث مشہور ہوا۔ ایک وقت تھا کہ سلطان محمود ہندوستان سے لیکر بغداد تک حکمران تھا۔ اسنے غزنی ۴۱۵ھ (۱۰۲۴ء) میں دوبارہ تعمیر کرایا تھا۔ ۵۴۴ھ (۱۱۴۹ء) میں غوری سلطان علاؤالدین جہانسوز نے اپنے بھائی کے انتقام کے طور پر، جسے بہرام شاہ غزنوی نے مروا ڈالا تھا، غزنی کو فتح کرکے مسمار کر ڈالا۔ یہیں سلطان محمود کا مقبرہ ہے۔

Marfat.com

(۱۷) صوبۂ کوھستان، جھیل زراہ کے شمال و مغرب اور صحرائے اعظم کے مشرق میں پہاڑی علاقہ ہے۔ اسکا خاص شہر قاین تھا۔

(۱۸) صوبۂ قمیس، جسکا صدر مقام دامغان تھا، صحرائے اعظم ایران کے شمال کی کل سرحد سے شرقاً غرباً ملا ہوا چلا گیا تھا۔ اور البرز پہاڑوں کے جنوب میں واقع تھا۔ بسطام کا شہر اسی صوبے میں تھا۔ یہ صوبہ اب موجود نہیں ہے، بلکہ اس کا کچھ حصہ صوبۂ خراسان اور باقی جدید طہران کی حدود میں شامل ہو چکا۔

(۱۹) طبرستان، صوبۂ قمیس کے شمال و مغرب میں کوہ البرز والا صوبہ ہے، جسے منگولوں نے ''مازندران،، کہا، اور اب تک اس کا یہی نام ہے۔ کوہ البرز اسی صوبے میں ہے۔ اور اس کی شمالی سرحد بحر خزر کا جنوبی ساحل ہے۔ ایران میں البرز کی سب سے اونچی چوٹی ''دماوند،، کہلاتی ہے۔ پہلے اس کا صدر مقام 'آکل' تھا، پھر 'ساریہ' ہوا۔

(۲۰) صوبۂ جرجان یا گرگان، (قدیم یونانی ھرکانیا) ایک چھوٹا سا صوبہ بحر خزر کے مشرق میں واقع تھا۔ یہ مشرق میں اس ریگستان تک چلا گیا تھا جو صوبۂ خراسان کو (دریائے جیحون کے ڈیلٹا کے) صوبۂ خوارزم سے جدا کرتا تھا۔ اس کا دارالحکومت جرجان تھا، جسے اب ''مین گرگان،، کہتے ھیں۔ منگولی فتوحات کے بعد اس صوبے کو مازندران سے ملحق کر دیا گیا تھا۔

(۲۱) خراسان ایران کا نہایت وسیع و اھم صوبہ رہا ھے۔ اس میں پہلے وہ تمام علاقہ شامل تھا جو اب شمال و مغربی افغانستان ہے۔ مشرق میں پہلے یہ صوبہ بدخشان تک وسیع

Marfat.com

تھا اور اس کی شمالی سرحد دریائے جیحون اور ریگستان خوارزم تھی *۔

* نیشا پور، مرو، ہرات اور بلخ اسکے دارالحکومت رہے ہیں۔ اسمیں مرو اور ہرات نامی دو دریا بہتے تھے، جو افغانستان سے نکلکر اس صوبے میں بہتے ہوئے شمال کی طرف ریگستان خوارزم میں غایب و جذب ہو جاتے تھے۔ اب خراسان کا صدر مقام مشہد ہے۔ مشہد کے شمال میں چند میل کے فاصلے پر قدیم شہر طوس کے کھنڈر موجود ہیں، جو چوتھی صدی ہجری مطابق دسویں صدی عیسوی میں بہت آباد و با رونق تھا۔ اس سے دو منزل کے فاصلے پر موضع سناباد میں وہ بڑا باغ تھا جسمیں خلیفہ ہارون‌الرشید (متوفی ۱۹۳ھ ۸۰۹ء) اور آٹھویں امام اہل بیت حضرت سیدنا امام علی‌الرضا (متوفی ۲۰۲ھ ۸۱۷ء) کے مزارات ہیں۔ طوس کو بھی منگولی حملہ آوروں نے برباد کیا تھا۔ شہر مرو دریائے مرو یا مرغاب کے کنارے پر آباد تھا۔ دریائے مرغاب و ہرات دونوں علاقہ غور کے پہاڑوں سے نکلکر مشرقی خراسان میں بہتے ہوئے شمال کی طرف ریگستان غز کی ریت میں جذب ہو جاتے ہیں۔ اب مشرقی خراسان مع شہر ہرات افغانستان کی حدود میں شامل ہے۔ دریائے ہرات کو 'ہری رود' بھی کہا جاتا تھا۔ بلخ کے (جسے عرب جغرافیہ نویسوں نے ''اُم‌البلاد'' لکھا ہے) حوالی میں ایک آبادی ''نوبہار'' نامی تھی، جسکی سرسبزی و شادابی کی تعریف عرب جغرافیئین نے کی ہے۔ بلخ کی شان و شوکت چھٹی صدی ہجری مطابق بارھویں صدی عیسوی تک قایم رہی۔ ۵۵۰ھ (۱۱۵۵ء) میں غز ترکوں نے اسے تباہ کر دیا۔ جب بلخ اور نوبہار دوبارہ آباد ہوئے تو انہیں منگولوں نے برباد کر دیا۔ عرب مؤرخ مسعودی کا بیان ہے کہ بلخ کے مضافات نوبہار میں ساسانیوں کے عہد میں ایک زبردست ''گبری آتش خانہ'' موجود تھا (''مروج‌الذھب'' ج ۳)۔ ابن‌حوقل بغدادی، بشاری مقدسی (''احسن‌التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم'')، یعقوبی، یاقوت (''معجم‌البلدان'' ج ۸)، عمر بن‌الارزق کرمانی اور قزوینی (''آثارالبلاد'') وغیرہ مؤرخین اور سیاحوں نے بلخ کی رونق و عظمت اور اس کے قریب نوبہار کے ''گبری'' یا ''مجوسی'' معبد کا ذکر کیا ہے۔ اس 'مندر' کا بڑا پجاری 'برمک' کہلاتا تھا، جسکی اولاد 'برمکی' کہلائی۔ اس نوبہاری گبری معبد کو احناف بن قیس نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں خراسان کی فتح کے وقت برباد کیا۔ جدید محققین میں سے بعض مثلاً سر ھنری رالنسن کا خیال ہے کہ وہ معبد گبری آتش خانہ نہیں بلکہ بدھ مت کا معبد تھا۔ مولانا سید سلیمان ندوی کا بھی یہی خیال ہے، بلکہ وہ تو اس رشتہ سے برمکیوں کو ہندوستانی نژاد بتاتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ''خاندان برمکہ وہ خانوادہ ہے جسنے بغداد کی عباسی خلافت میں پچاس سال تک (از ۱۳۶ھ تا ۱۸۶ھ) نہایت نیک نامی، طاقت و حکومت کے ساتھ وزارت کے فرایض انجام دئے۔ عام طور سے مشہور ہے کہ برامکہ

(دیکھیئے فٹ نوٹ صفحہ ٦٢)

Marfat.com

(۲۲) خطل ۔ } دریائے جیحون کی بالائی وادی میں بدخشاں
(۲۳) صغانیان } اور خوارزم کے درمیان ۔

(بسلسلہ فٹ نوٹ صفحہ ۶۱)

مجوسی یعنی آتش پرست ایرانی تھے ۔ بلخ میں ' نوبہار ' نام کا منوچہر کا بنوایا ہوا ایک آتش کدہ تھا ۔ اسی آتش کدے کے وہ پیر مغاں تھے ۔ جب مسلمانوں نے ۳۱ ھ (۶۵۱ ء) میں بلخ کو فتح کیا تو یہ آتش کدہ بھی سرد کر دیا گیا ۔ ۸۶ ھ (۷۰۵ ء) میں مشہور مسلمان عرب سپہ سالار خراسان قتیبہ نے ہمیشہ کے لئے اس ملک کو اسلام کے دائرۂ حکومت میں داخل کرلیا ۔ اس آتشکدے کے ' پجاری ' جو قدیم بادشاہوں کے زمانیسے بلخ اور اسکے اطراف کی موقوفہ آبادی کے مالک و حاکم تھے ' انمیں سے کچھ تو خود مسلمان ہو کے دمشق چلے آئے اور پھر جب عربوں کی حکومت کا مرکز ۱۳۳ ھ میں دمشق سے بغداد کو منتقل ہوا تو وہ بھی بغداد چلے آئے اور رفتہ رفتہ اسلامی سلطنت پر وزارت کے ذریعہ سے چھا گئے ۔ یہ خاندان جو اس آتشکدے کا ' دستوراعظم ' تھا ' برمک ' کے لقب سے ملقب تھا ۔ اسی برمک کی جمع برامکہ ہے ۔ ایرانی مؤرخین نے برمکیوں کو وزیر جاماسپ کی نسل میں ('' سیاست نامہ '' و '' نزھت‌القلوب '' حمداللہ مستوفی) اور عربوں نے انہیں سپہ سالار قتیبہ کی اولاد میں (طبری و ابن اثیر) بتایا ہے ۔ مگر بلاذری نے اس معبد کا کوئی ذکر نہیں کیا ۔ البتہ مسعودی ' ابن‌الفقیہ ہمدانی ' یاقوت اور زکریا قزوینی ایرانی نے اسکا ذکر کیا ہے ۔ یاقوت کا بیان اپنے پیشرو مؤرخ عمر بن الارزق کرمانی سے ماخوذ ہے ۔ مگر انمیں سے کسی کے بیان میں آگ وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔ لٰہذا انکے بیانات کے مطالعہ سے کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ وہ معبد مجوسی آتش پرستوں کا '' بہار '' نہیں بلکہ بدھوں کا ' وھار ' تھا ۔ ' وھار ' خاص بدھوں کے معبد اور خانقاہ کو کہتے ہیں ۔ اسی نوبہار کے نام سے سندھ میں عربوں کی ابتدائی آمد کے زمانے میں متعدد ' وھار ' تھے ۔ بلاذری کی '' فتوح‌البلدان '' سے بھی اس خیال کی تائید ہوتی ہے ۔ چنانچہ بلخ کا یہ ' نوبہار ' بودھوں کا بت خانہ تھا ' مجوسیوں کا آتشکدہ نہیں ۔ تعجب ہے کہ فان کریمر نے برامکہ کو مزدکی بتایا اور پروفیسر براؤن جیسے محقق نے '' نوبہار '' کو آتش کدہ اور برامکہ کو مجوسی کہا ۔ صرف ڈاکٹر زخاؤ نے ' کتاب‌الہند ' کے انگریزی ترجمہ کے مقدمے میں ' نوبہار ' کی اصل ' نووھار ' اور بودھ خانقاہ بتائی ۔ موجودہ مستشرقین یورپ میں سے صرف ڈبلیو بارتھلڈ نے انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے مضمون '' برامکہ '' (جلد اول) میں یہ اشارہ کیا ہے کہ '' ' نوبہار ' بودھوں کا ' نووھار ' معلوم ہوتا ہے ' جیسا کہ ایک چینی سیاح کا بیان ہے '' ۔ ابن فقیہ نے بھی یہ غلطی کی ہے کہ برامکہ کو ایرانی نسل کا مجوسی مانا ہے ۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ برامکہ بودھ مذہب کے پیرو تھے اور ان کا اصل تعلق ہندوستان سے تھا نہ کہ ایران سے ۔ جس چینی سیاح کا حوالہ بارتھلڈ نے دیا ہے وہ

(دیکھیئے فٹ نوٹ صفحہ ۶۳)

Marfat.com

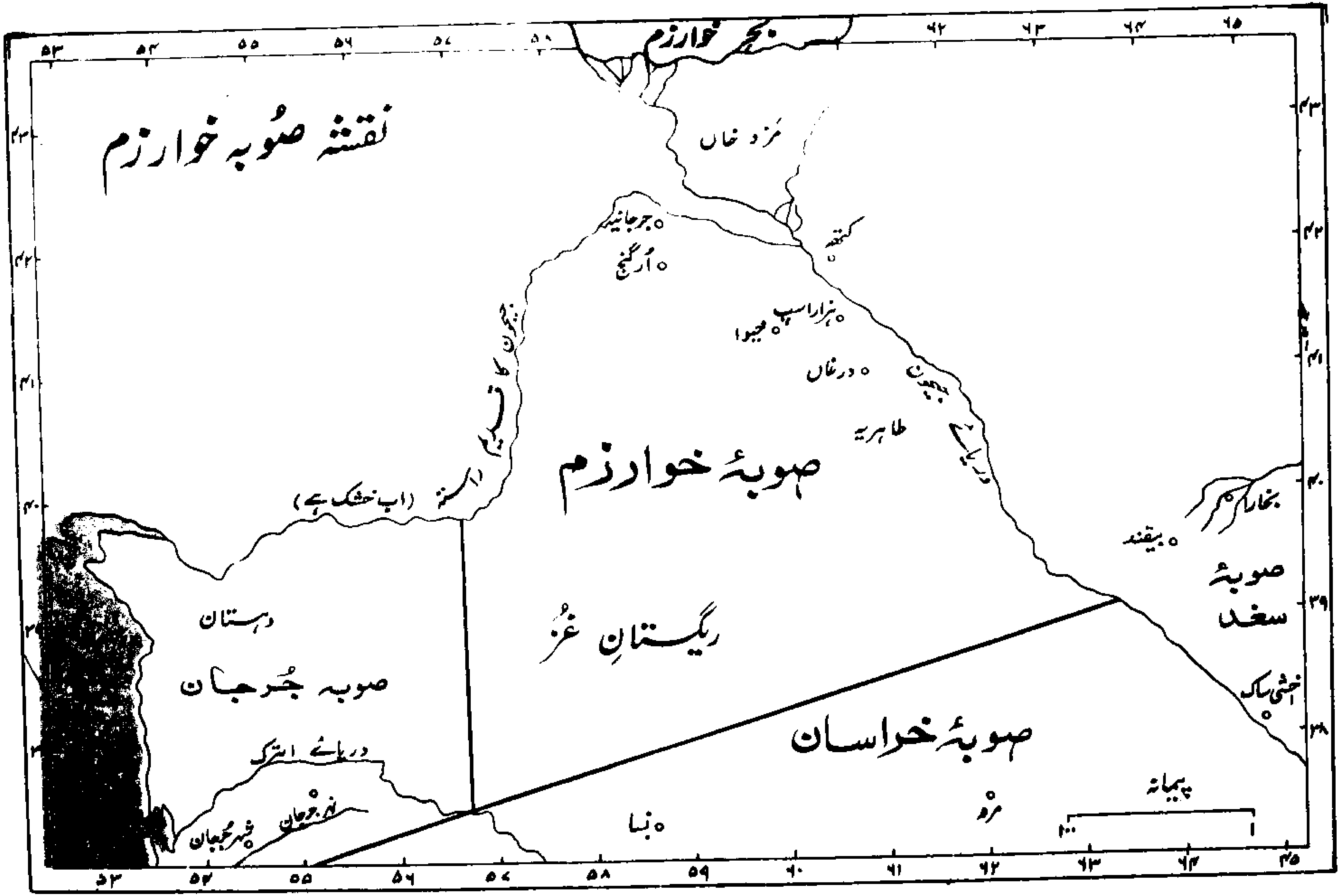
نقشہ صوبہ خوارزم
بحر خوارزم
مزد خاں
جرجانیہ
ارگنج
کیتھ
ہزاراسپ
خیوا
درغاں
طاہریہ
دریائے جیحون
صوبۂ خوارزم
ریگستانِ غز
(اب خشک ہے)
بخارا
بیقند
صوبۂ سغد
اخشی ساک
دہستان
صوبہ جرجان
دریائے اترک
نہر جرجان
شہر جرجان
صوبۂ خراسان
نسا
مرو
پیمانہ

Marfat.com

Marfat.com

(۲۴) صوبۂ خوارزم، بحر خوارزم کے جنوب میں۔ دریائے جیحون کا ڈیلٹا اسی صوبے میں تھا۔ اُرگنج اس کا صدر مقام تھا۔

(۲۵) صوبۂ سغد، (قدیم سغدانیہ) دریائے جیحون اور دریائے سیحون کے درمیان۔ اس میں ھی مشہور شہر سمرقند اور بخارا ھیں، اور دونوں دریائے سغد پر واقع ھیں۔

(۲٦) صوبۂ فرغنہ، دریائے سیحون کے کنارے، چینی ریگستان کے قریب، جس کا صدر مقام اھنسی کاتھ تھا۔ آزقند، اوش اور خجند اسی کے شہر ھیں۔

(بسلسلۂ فٹ نوٹ صفحہ ٦٢)

ساتویں صدی عیسوی کا 'ھوان کنگ' تھا۔ عرب مؤرخین بدھ کو 'بوذاسف' کہتے تھے۔ عربی زبان کی سب سے بڑی قاموس ابن فضل اللہ العمری مصری کی 'مسالک الابصار فی ممالک الا مصار' بھی اس فیصلے میں مدد دیتی ھے"۔ ("عرب و ھند کے تعلقات" ۱۹۳۰ء صفحات ۱۰۱—۱۲۲)

منگولوں نے ٦١٧ھ (۱۲۲۰ء) میں بلخ برباد کیا۔ ابن بطوطہ نے آٹھویں صدی ھجری مطابق چودھویں صدی عیسوی کے ابتدائی نصف حصے میں اپنی سیاحت کے دوران میں اسے مکمل کھنڈر پایا تھا۔ اسی صدی کے آخر میں' تیموری فتوحات کے درمیان' بلخ پھر آباد ھوگیا۔ اور آج وہ جدید افغانستان کا ایک اھم شہر ھے۔ اسمیں ایک مزار "مزار شریف" کے نام سے مشہور ھے' جسکے متعلق کہا جاتا ھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ اسمیں مدفون ھیں۔ یہاں حضرت علی کرم اللہ وجہ کو "شاہ مرداں" کہا جاتا ھے۔ اخوندمیر کے بیان کے مطابق حضرت علی کی یہ فرضی قبر ۸۸۵ھ (۱۴۸۰ء) میں دستیاب ھوئی تھی' جبکہ تیمور کے اخلاف میں سے ایک مرزا بیقرا نامی بلخ کا گورنر تھا۔ اُس سال ایک تاریخی کتاب' جو سلطان سنجر سلجوق کے عہد میں لکھی گئی تھی' مرزا بیقرا کو دکھائی گئی۔ اسمیں لکھا تھا کہ حضرت علی موضع 'خواجہ خیران' میں دفن ھیں' جو بلخ سے

(دیکھیئے فٹ نوٹ صفحہ ٦۴)

Marfat.com

(۲۷) آشروشانہ (۲۸) شاش (موجودہ تاشقند) (۲۹) ایسبجاب	یہ تینوں صوبے دریائے سیحون کے کنارے وسطی ایشیا کے اس پار تک پہنچ گئے تھے ۔ دریائے جیحون اور سیحون دونوں بحر خوارزم میں گرتے ہیں۔ جیحون پہلے بحر خزر میں گرتا تھا، مگر پھر اسنے اپنا راستہ بدل دیا۔

(۳۰) صوبہ ٔ شام (مع فلسطین، لبنان و شرق اردن) ۔

(۳۱) صوبہ ٔ حجاز (مع طحامہ، یمن، حضر موت، عمان، بحرین، الحسأ اور نجد) ۔

(۳۲) صوبہ ٔ مصر (مع سوڈان) ۔

(۳۳) صوبہ ٔ افریقیہ (کل ساحلی شمالی افریقہ، بحر ظلمات تک) ۔ مگر اس صوبے پر مکمل تسلط نہ رہا ۔

(۳۴) کابلستان (کابل و غزنی)، زابلستان (قندھار)، غورستان، بلوچستان، سندھ و جنوبی پنجاب کا ایک صوبہ ۔ غور یا

(بسلسلہ ٔ فٹ نوٹ صفحہ ۶۳)

تین فرسخ کے فاصلے پر تھا ۔ گورنر مذکور فوراً خود اس موضع میں پہنچا اور بڑی تلاش کے بعد اسے ایک سنگی کتبہ دستیاب ہوا ' جسپر عربی میں یہ عبارت کندہ تھی کہ ''یہ اسد اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے عم زاد برادر علی کی قبر ہے''۔ اس جگہ پر ایک عظیم‌الشان مقبرہ تعمیر کیا گیا اور آج تک یہ مقبرہ تمام وسطی ایشیا میں نہایت مقدس زیارت گاہ سمجھا جاتا ہے ۔

Marfat.com

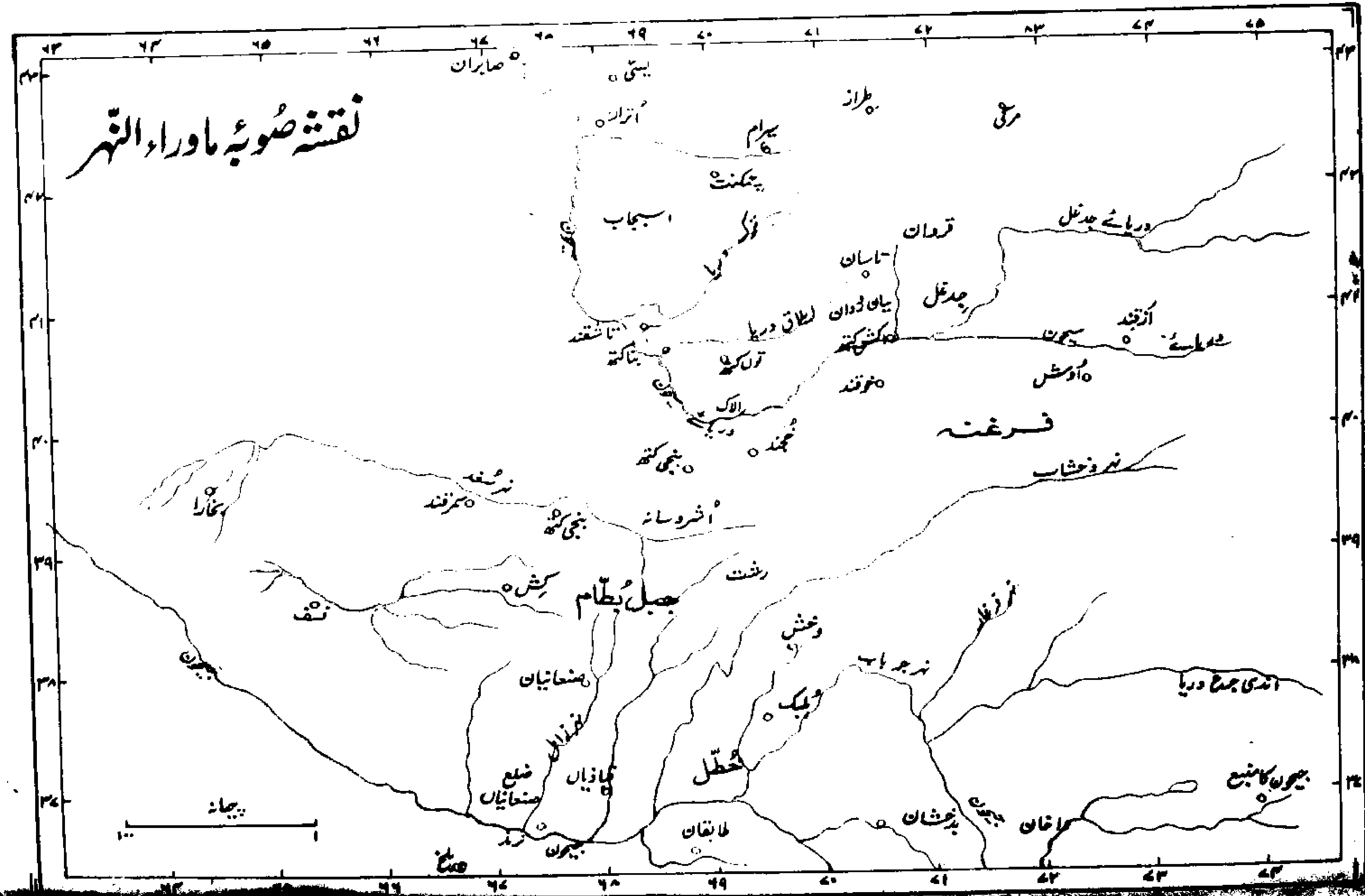
نقشہ صوبۂ ماوراء النہر
صابران
اسبیجاب
بیرام
طراز
قروان
تاسان
جدغل
دریائے جدغل
سیحون
اُوزکند
اُوش
فرغنہ
نہر وخشاب
خُجند
اشروسانہ
سمرقند
نہر صُغد
بخارا
کش
جبل بطام
نسف
رشت
وخش
نہرجریاب
صغانیان
ضلع صغانیان
قبادیان
ختل
طالقان
بدخشان
جیحون
جیحون کا منبع
اندی جماج دریا
ترمذ
بلخ
پیمانہ

Marfat.com

Marfat.com

غورستان کا کوهستانی علاقه هرات سے بامیان تک، اور کابل سے غزنی تک وسیع تها*

* چوتهی صدی هجری مطابق دسویں صدی عیسوی تک یه علاقه غیر مسلم تها۔ سلطان محمود غزنوی کی نسل کے زوال کے بعد غوری سردار، جو پہلے انکے محکوم تھے، خود مختار هو گئے اور آخرکار آنهوں نے اپنا دارالحکومت فیروز کوه بنا لیا، جو اب باقی نہیں هے۔ ان غوری سرداروں نے چهٹی صدی هجری مطابق بارهویں صدی عیسوی کے وسط سے ٦١٢ھ (١٢١٥ ء) تک آزادانه حکومت کی۔ مگر اسی سال آنهیں خوارزم شاه نے شکست دی، اور چند سال کے بعد منگولی حملے کے وقت اس نسل کا وجود بهی باقی نه رها۔ مگر اس سے پیشتر ٥٨٨ھ (١١٩٢ ء) میں غوریوں نے شمالی هند کا اکثر حصه فتح کر لیا تها اور انکے قبضے میں دهلی سے لیکر هرات تک تمام ملک تها۔ غوری سردار غالباً سامی النسل تهے۔ ٦١٩ھ (١٢٢٢ ء) میں چنگیز خاں نے غورستان کو تباه کر دیا اور فیروز کوه کو مسمار کر ڈالا۔ اسکے بعد غوریوں کے مملوک جنرل 'غلام بادشاهوں' کے نام سے دهلی کے سلطان بنے۔ شهر بامیان، غور کے مشرق میں، ضلع بامیان کا صدر مقام تها۔ اسکے پرانے کهنڈر بتاتے هیں که یه شهر اسلام سے بہت پیشتر بده مت کا زبردست مرکز تها۔ چوتهی صدی هجری مطابق دسویں صدی عیسوی میں یه ایک آباد شهر تها۔ مقدسی نے اسکا نام 'الاحوم' لکها هے۔ یاقوت نے ساتویں صدی هجری مطابق تیرهویں صدی عیسوی میں یہاں بوذاسف (بده) کی عظیم الشان مورتوں اور مجسموں کا ذکر کیا هے۔ قزوینی نے بهی ان کا ذکر کیا هے۔ جب منگولوں نے بامیان کا محاصره کیا تو اسکے دوران میں چنگیز خاں کا محبوب پوتا موتوکن ابن چغتائی مارا گیا۔ چنانچه چنگیز خاں نے شهر اور تمام ضلع بامیان کو زمین دوز کر کے اور کل آبادی کو ته تیغ کر کے نہایت خوفناک انتقام لیا۔ آسوقت سے آج تک یه کهنڈر هے۔ ("مملکت خلافت شرقیه" از جی لے استرینج، لندن ١٩٠٥ ء)

Marfat.com

(۱)

ابوالعباس عبداللہ السفاح بن محمد

۱۳۲ھ	—	۱۳۶ھ
۷۵۰ء		۷۵۴ء

ابوالعباس عبداللہ ''السفاح،، کے خون آشام لقب سے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۷۴۹ء کو بنی عباس کا پہلا خلیفہ منتخب ہوا۔ اپنی انتہائی سفاکی کے باوجود وہ ایک فیاض و مخیر بادشاہ تھا۔ رعایا کی خوشحالی میں کوشاں رہتا اور عیاش طبع نہ تھا۔ اس کی صرف ایک ہی بیوی آم سلمہ تھی، جس سے وہ بیحد محبت کرتا تھا۔ بنو آمیہ کے عام قتل و خونریزی کے باعث دمشق، حمص، قنسرین، فلسطین اور میسو پٹیمیا میں بغاوتیں رونما ہوئیں، مگر فرو کر دی گئیں۔ مروان ثانی کا عراق وائسرائے، یزید بن جبیرہ فضاری، اب تک واسط میں محصور تھا اور اطاعت قبول نہ کی تھی۔ حسن بن قحطبہ اور ابو جعفر (سفاح کا بھائی) محاصرہ کئے پڑے تھے۔

آخر کار قریباً ایک سال تک محصور رہنے کے بعد یزید نے جناب عبداللہ بن حسن ثانی بن حسن اول بن حضرت علی کرم اللہ وجہ کو لکھا کہ وہ عباسیوں کے خلاف اپنی خلافت کا اعلان کر دیں، مگر جب اسے ان کی جانب سے کوئی جواب نہ ملا تو مجبور ہو کر اس نے ابو جعفر کی اطاعت اس شرط پر قبول کر لی کہ اس کی اور اس کے متعلقین کی جان و مال محفوظ رہیں۔ ابو جعفر کو تو اپنے عہد کا پاس تھا مگر ابو مسلم نے سفاح کو مشورہ دیا کہ یزید کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔ چنانچہ سفاح کے سخت حکم و تاکید سے مجبور ہو کر ابو جعفر نے یزید کے ساتھ بد عہدی کی اور اس کو اور اس کے متعلقین

Marfat.com

کو مروا ڈالا۔ اب سفاح کا کوئی مخالف باقی نہ رہا، اور وہ ایشیا اور افریقہ کا بلا شرکت غیرے مالک بن گیا۔

اس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو میسو پٹیمیا، آرمینیا اور آذر بائیجان کا وائسرائے مقرر کیا۔ اپنے ایک چچا داؤد بن علی کو حجاز، یمن و یمامہ کا گورنر بنایا، دوسرے چچا عبداللہ بن علی کو شام کا گورنر مقرر کیا، اور تیسرے چچا سلیمان بن علی کو بصرہ کا گورنر بنایا، جس کے ماتحت البحرین، الاحساء، عمان اور اھواز وغیرہ بھی تھے۔ سفاح نے ابو مسلم کو خراسان کا والی مقرر کیا اور ابو عیون کو مصر کا۔ خالد بن برمک وزیر خزانہ و مال تھا، اور ابو سلمہ وزیر و معتمد خاص، جسے ابو مسلم نے حسد کے باعث، اپنے آدمیوں سے بعد ازاں مروا ڈالا، اور اس قتل کا الزام خارجیوں پر لگا دیا گیا۔ سفاح کے زمانے میں بازنطینی رومی عیسائیوں نے اسلامی مقبوضات اناطولیا پر حملہ کیا، انہیں تباہ و برباد کیا، اور اسلامی آبادی کو یا تو تہ تیغ کر ڈالا یا غلام بنا کر لے گئے۔

سفاح کا انتقال ھیرا کے متصل عنبر کے مقام پر ۱۳ ذی الحج ۱۳۶ھ مطابق ۹ جون ۷۵۴ء کو ھوا۔ اس نے اپنے بعد ایک بیٹا محمد اور ایک بیٹی رایطہ نامی چھوڑی۔ محمد بن سفاح خلیفہ منصور کے عہد میں مختلف صوبوں کا گورنر رھا۔ رایطہ کی شادی بعد کو اپنے چچیرے بھائی محمد المہدی بن ابو جعفر المنصور سے ھوئی، جو اپنے باپ کے بعد خلیفہ ھوا۔ وہ ھارون الرشید کی خلافت کے شروع میں غالباً ۱۷۰ھ میں فوت ھوئی اور علی نام کا ایک لڑکا چھوڑا۔

سفاح کو خفیہ طور پر کسی جگہ دفن کر دیا گیا، کیونکہ عباسی ڈرتے تھے کہ مبادا ان کی قبروں کے ساتھ بھی وھی بھیمانہ سلوک ھو جو انہوں نے بنی آمیہ کی قبروں اور لاشوں کے ساتھ کیا تھا۔ لہذا گیارھویں عباسی خلیفہ المنتصر سے پیشتر

Marfat.com

کسی عباسی خلیفہ کی قبر پر قبہ تعمیر نہ کیا گیا۔ اپنی وفات سے قبل، سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اپنے بھتیجہ عیسیٰ کو ولی عہد *

* "عربوں کی مختصر تاریخ" از سید امیر علی صفحات ۲۱۱-۲۰۸

Marfat.com

(۴)

ابو جعفر عبداللہ المنصور بن محمد

۱۳۶ھ / ۷۵۴ء — ۱۵۸ھ / ۷۷۵ء

ابو جعفر عبداللہ "المنصور" کے لقب سے ذی الحجہ ۱۳۶ھ مطابق جون ۷۵۴ء میں دوسرا خلیفۂ عباسی ہوا۔ اُسی نے شہر بغداد کی بنا ڈالی اور اپنے محسن و خلافت بنی عباس کے بانی مبانی ابومسلم خراسانی کو قتل کرایا۔ محمد "نفس ذکیہ" بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ رحمتہ اللہ علیہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پر پوتے تھے۔ اُنھوں نے اور اُنکے بعد اُنکے بھائی ابراھیم بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ رحمتہ اللہ علیہ نے منصور کے خلاف، یکے بعد دیگرے، اپنی اپنی خلافت کا بالترتیب مدینہ اور بصرے میں اعلان کیا۔ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے منصور کے خلاف نفس ذکیہ کی خلافت کے حق میں فتویٰ دیا، مگر محمد نفس ذکیہ جنگ میں شہید ہوئے اور عباسی سپہ سالار عیسیٰ نے اُن کا سر کاٹ کر مدینہ سے منصور کے پاس بغداد بھیجا۔ انکے بعد انکے بھائی ابراھیم نے اپنی خلافت کا اعلان بصرے سے کیا اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے اُن کا ساتھ دیا اور اُنکی مالی اعانت بھی کی، مگر اُنھیں بھی شکست ہوئی اور شہید ہوئے۔ منصور نے محمد بن ابراھیم بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ رحمتہ اللہ علیہ کو زندہ دیوار میں چنوادیا اور حضرات امام مالک رحمت اللہ علیہ و امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو سخت تکالیف پہنچائی گیئں، بلکہ امام اعظم رحمت اللہ علیہ کو زہر دیکر شہید کردیا گیا۔*

---

*"تاریخ افکار و سیاسیات اسلامی" صفحہ ۹۳ اور "ہماری بادشاہی" صفحات ۹۴—۹۵

Marfat.com

منصور کو اپنے چچا عبداللہ بن علی گورنر شام سے بھی لڑنا پڑا، جس نے ۱۳۷ ھ (۷۵۴ء) میں بغاوت کی - ابو مسلم خراسانی کی تدبیر سے عبداللہ کو ناسبین کے قریب شکست ہوئی اور وہ منصور کی قید میں قلعۂ ھاشمیہ متصل کوفہ میں ۱۴۷ ھ میں فوت ہوا - منصور نے عبداللہ بن علی کے بھائی، یعنی اپنے دوسرے چچا، سلیمان بن علی، گورنر بصرہ، کو معزول کردیا - منصور نے ابو مسلم، وائسرائے خراسان، کی بے انتہا طاقت و اثر کو اپنے لئے ایک مستقل خطرہ سمجھکر ۱۳۷ ھ ھی میں کوفہ میں آسکو بھی قتل کرادیا -

مورخ مسعودی کے قول کے مطابق ابو مسلم کے خراسانی متبعین ''خرمی'' کہلاتے تھے - وہ آسے اپنا امام یا پیغمبر و نجات دھندہ سمجھتے تھے - ابو مسلم کی حیثیت خراسان میں ایک بادشاہ و مذھبی پیشوا کی سی تھی - آسکی وفات کے بعد یہ جماعت دو حصوں میں تقسیم ھوگئی- ایک جماعت کا خیال تھا کہ وہ فوت نہیں ھوا بلکہ محض روپوش ھوگیا ھے اور جلد دنیا میں واپس آئے گا - دوسری جماعت کا خیال تھا کہ وہ فوت ھوچکا اور آسکی امامت آسکی بیٹی کیطرف منتقل ھوگئی - خرمی بغاوت کا رہ نما ایک مجوسی سنفاد نامی تھا، اور یہ بغاوت ۱۴۱ ھ میں عباسی خلافت بالخصوص منصور کے خلاف ابو مسلم کی موت کا انتقام لینے کے لئے ھوئی تھی، مگر وہ سخت خونریزی کے بعد دبادی گئی-

آسی زمانے میں ''راوندیہ'' نامی فرقہ نے، جو یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ عباسی خلفاء میں خدا حلول کئے ھوئے ھے، ھاشمیہ میں (جسے سفاح نے کوفہ کے قریب آباد کیا تھا) فتنہ و فساد برپا کیا اور منصور کی جان کے لالے پڑ گئے - یہ فتنہ بمشکل فرو ھوا اور وہ گمراہ جلا وطن کئے گئے- ''فرقۂ راوندیہ'' منصور کو خدا کے برابر مانتا تھا - اس فساد میں منصور کی جان معان بن زائدہ نے بچائی، جو مروان ثانی کا طرفدار تھا اور جسکے

Marfat.com

سر کی قیمت عباسیوں نے لگا رکھی تھی، - اسکے صلے میں منصور نے اسے یمامہ کا اور پھر سجستان کا گورنر مقرر کیا۔

عام مؤرخین اسلام مامون‌الرشید کو خلافت بنی عباس کا هیرو کہتے هیں، لیکن اس شرف کا مستحق درحقیقت منصور هی تھا۔ اگرچہ سفاح کی طرح اسکے مزاج میں بھی درشتی تھی، کیونکہ اسنے علویوں کےساتھ جو کچھہ کیا وہ اس سے کم نہ تھا جو سفاح نے بنو امیہ کے ساتھہ کیا تھا، تاهم اسکی ذهنیت بڑی حد تک اسلامی تھی - حالانکہ اس نے علوم و فنون کی اشاعت کی طرف بھی توجہ کی، مگر اسنے لوگوں کے اعمال و اخلاق کی نگرانی کی طرف سب سے زیادہ دھیان دیا اور عوام کو بد عقیدتی سے بچانیکی کوشش کی - منصور نے مسلمانوں کے لئے کسب و اکل حلال کے وسائل مہیا کئے، اسلامی سوسائٹی کو برے رسوم و عادات سے محفوظ رکھنے کی سعی کی اور سیاسی طاقت کو بڑھایا۔ اسنے ایک طرف تو طرابلس‌الشام وغیرہ میں رومیوں نے جو شورشیں بپا کر رکھی‌تھیں انکو دبایا اور اندرون ملک خراسانیوں کے بل بوتے پر جو باغی فساد پر آمادہ تھے انکی سرکوبی کی، اور دوسری طرف اسنے مسلمانوں کو لہو و لعب اور مخرب اخلاق مشاغل سے باز رکھا -

منصور بادہ خوار نہ تھا اور نہ اپنے دسترخوان پر اسے آنے دیتا تھا - اسنے مشہور عیسائی طبیب بختیشوع کو بھی، جو شاهی مہمان تھا، اپنے دسترخوان پر شراب پینے کی اجازت دینے سے صاف انکار کردیا تھا - خلیفہ منصور رقص و سرود کا بھی مخالف تھا - وہ مسرف و فضول خرچ بھی نہ تھا - وہ اپنی هر چیز کھانے، پینے، اوڑھنے، پھننے اور لینے دینےمیں همیشہ میانہ‌روی کو ملحوظ رکھتا تھا اور بیت‌المال کو قوم کی امانت سمجھتا تھا - سلیم‌الطبع ایسا تھا کہ اپنے کسی فعل و عمل پر کسی کی زبان سے نکتہ چینی سنکر چیں بجبیں نہ هوتا تھا، بلکہ اگر وہ حق بات هوتی تھی تو اسے فوراً قبول کر لیتا تھا - منصور عاقبت اندیشی، دور بینی،

Marfat.com

سیاسی ادراک و بصیرت اور نیک نیتی میں آپ اپنا جواب تھا۔ آسے عیش و آرام سے نفرت تھی اور وہ سپاہیانہ زندگی بسر کرتا تھا * —

خلیفہ ابوجعفر منصور حقیقی معنی میں خلافت عباسیہ کا بانی تھا ۔ آسکی بیدار مغزی، بصیرت و سیاسی تدبر نے عباسی سلطنت کی جڑیں مضبوط کردیں ۔ آسی سے آن ابتدائی چند عباسی خلفاء کا سلسلہ شروع ہوا جنکے نام مسلمانان عالم کی نوک زبان پر ہیں اور جو اپنی نہایت کامیاب حکمرانی و شان و شوکت کے باعث صرف اپنے خاندان کے لئے ہی قابل فخر نہ تھے بلکہ اسلامی تاریخ میں بھی ممتاز و نمایاں ہیں ۔ وہ ایشیا بھر کے لئے مایۂ ناز تھے — ان اسلامی بادشاہوں نے جنگ و لشکر کشی سے کنارہ کر کے رفاہ عام کے کاموں میں دلچسپی لی — آنھوں نے اپنی رعایا کی بہبودی و خوش حالی کی تدابیر سوچیں۔ انتظامات سلطنت کی تکمیل کی، نئے نئے شہر آباد کئے، سڑکیں، کارواں سرائیں، نہریں، مدارس، شفاخانے ، کنویں، غربا و فقراء کے لئے لنگرخانے به افراط ہو گئے۔ علوم و فنون کو ترقی ہوئی اور صنعت، حرفت و تجارت کہیں سے کہیں پہنچ گئی۔ منصور کے زمانے تک کوفہ سلطنت عباسیہ کا دارالسلطنت رہا ۔ پھر بغداد ہو گیا، جسے منصور نے ہی آباد کیا تھا ۔ پہلے یہ مقام مشہور ایرانی شہنشاہ کسریٰ نوشیرواں کا گرمائی آرام گاہ تھا ۔ منصور نے بغداد دریائے دجلہ کے مغربی کنارے پر بسایا تھا اور منصوریہ اس کا نام رکھا تھا ۔ اس کے کچھ روز بعد ولیعہد سلطنت مہدی نے دجلہ کے مشرقی کنارے پر 'مہدیہ' کے نام سے اس کا دوسرا حصہ آباد کیا ۔ مگر پھر کل شہر بغداد کے نام سے مشہور ہوا، جس کی تعمیر سنہ ۱۵۰ ہجری میں مکمل ہوئی تھی —

بنی حسن رض و بنی حسین رض نے ابتک سیاست و حکومت میں کوئی دلچسپی نہ لی تھی، بلکہ ادبی، علمی و مذہبی امور میں مستغرق رہتے تھے ۔ علویوں نے آمویوں کے خلاف عباسی بغاوت میں بھی حصہ نہ لیا تھا ۔ درمیان میں ہشام اور ولید ثانی آموی خلفاء کے خلافہ

---

* "مسلمانوں کا عروج و زوال" صفحات ۱۱۱—۱۱۵

Marfat.com

حضرت زید رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے صاحبزادے نے ضرور علم بغاوت بلند کیا تھا اور شہید ہوئے تھے۔ بنی حسن رضی اللہ عنہ، بنی حسین رضی اللہ عنہ، پہلے تینوں خلفائے راشدہ کے خلاف، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد اور اکثر صحابہؓ رسول صلعم کی اولاد مدینہ میں آباد تھی —

منصور بڑا شکی مزاج تھا اور ہمیشہ علویوں کی جانب سے چوکنا اور ہراساں رہتا تھا۔ بنو آمیہ کے زوال کے وقت مدینہ میں لوگوں نے، جن میں خود منصور شامل تھا، بنو ہاشم کے حق کو تسلیم کرتے ہوئے جناب محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ بن حضرت علی کرم اللہ وجہ کو خلیفہ مان کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اس وقت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے۔ خلیفہ ہونے کے بعد منصور نے محمد نفس ذکیہ اور ان کے بھائی ابراہیم کو گرفتار کرنا چاہا مگر وہ بچ نکلے۔ غم و غصے میں منصور نے تمام علویوں کو مع ضعیف العمر عبداللہ بن حسن مثنیٰ اور محمد العثمانی (یعنی محمد بن عبداللہ بن عمر بن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، جن کی بیٹی کی شادی جناب ابراہیم بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئی تھی) کے پابزنجیر کر کے کوفہ بلوایا اور قلعۂ حبیرا میں قید کردیا۔ بعد ازاں جناب محمدالعثمانی کو کوڑے مار مار کر شہید کردیا گیا۔

آخرکار روپوشی سے عاجز آکر جناب محمد نفس ذکیہ مدینہ میں نمودار ہوئے اور بغاوت کی رہبری کی۔ جناب ابراہیم نے بصرے اور اھواز میں علم بغاوت بلند کیا۔ محمد نفس ذکیہ نے خلافت کا دعویٰ کیا اور جلد تمام حجاز و یمن نے ان کی اطاعت قبول کرلی۔ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ اور امام مالک رحمتہ اللہ علیہ دونوں نے ان کی خلافت کی تائید کی۔ آخرکار، جیسا کہ ابھی اوپر بیان ہوا ہے، منصور نے ایک بڑی فوج کے ساتھ اپنے بھتیجے عیسیٰ کو ان

Marfat.com

کے مقابلے کے لئے بھیجا اور جناب نفس ذکیہ مدینہ میں ۱۵ رمضان سنہ ۱۴۵ھ مطابق سنہ ۷۶۲ء کو شمشیر بدست شہید ہوئے۔ آدھر ابراھیم نے بصرے کے قریب منصور کی افواج کو پے در پے شکستیں دیں۔

آخرکار وھاں بھی عیسیٰ ھی کو بھیجا گیا اور جناب ابراھیم بھی ۲۴ ذوقعدہ سنہ ۱۴۵ھ کو شہید ہوئے۔ اب منصور نے مدینہ اور بصرے والوں سے دل کھول کر انتقام لیا۔ دونوں مقامات کے بیشمار باشندے تلوار کی نذر ھو گئے۔ مدینہ میں بنی حسن رضی اللہ عنہ و بنی حسین رضی اللہ عنہ پر بڑے بڑے مظالم ہوئے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی جان بمشکل بچی۔ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے کوڑے لگوائے گئے۔ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو قید میں ڈال دیا گیا، جہاں وہ بعد ازاں زھر دیکر شہید کردئے گئے۔ قلعۂ جبیرا میں جو علوی قید تھے آن میں سے اکثر قتل کردیئے گئے یا زھر دیکر مار ڈالے گئے۔

اسی زمانے میں بازنطینی لشکر نے علاقۂ اسلامی پر لشکر کشی کی مگر عباسی افواج نے آنھیں ایسی فاش شکست دی کہ قسطنطنیہ کے عیسائی بادشاہ کو سات سال کے لئے صلح کی درخواست کرنی پڑی۔ اس کے بعد منصور نے بذات خود صوبجات کا دورہ کیا۔ برباد و ویران شدہ آبادیوں کو دوبارہ بسایا گیا اور سرحد کی حفاظت کے لئے متعدد قلعے تعمیر کرائے۔ اس مقصد کے لئے منصور نے حسن بن قحطبہ کو ایک بڑی فوج کے ساتھ علاقۂ کپادوسیا (اناطولیہ) میں مقرر کیا۔

بحر خزر کے جنوب و مغرب میں طبرستان نامی کوھستانی علاقہ ھنوز غیر مسلم مجوسیوں سے آباد تھا اور ھمسایہ مسلم آبادی کی مستقل ایذا رسانی کا باعث تھا۔ سنہ ۱۴۲ھ میں عباسی افواج نے اسے اور علاقۂ گیلان (یا جیلان) کو فتح کر کے عباسی سلطنت

Marfat.com

میں شامل کردیا ۔ اس کے بعد ھی علاقۂ دیلم کے (دیلم کا کوھستانی علاقه بحر خزر کے مغرب اور گیلان کے شمال میں تھا) غیر مسلم مجوسی باشندوں نے شورش بپا کی۔ چنانچه یه علاقه بھی فتح کر کے اسلامی مقبوضات میں شامل کردیا گیا —

سنه ۱۴۶ھ میں خلیفه منصور نے اپنے بیٹے جعفر کو موصل کا گورنر بنا کر بھیجا اور حرب بن عبداللہ کو اس کا نائب مقرر کیا ۔ اسی جعفر کی بیٹی اور خلیفه منصور کی پوتی زبیده موصل ھی میں سنه ۱۴۹ھ میں پیدا ھوئی ۔ یه وھی زبیده ھے جو بعد ازاں خلیفه ھارون الرشید کی مشہور و معروف بیوی ھوئی ۔ اس کا اصل نام امت العزیز تھا —

اس زمانے میں افریقیه کے گورنر نے اسپین پر حمله کیا مگر عباسی افواج کو عبدالرحمٰن اموی کے ھاتھ سے سخت شکست ھوئی اور عباسی سپه سالار مارا گیا ۔ اسی وقت خانه بدوش ترک قبیلۂ قاچار نے گرجستان پر یورش کی مگر انھیں مار کر پیچھے ھٹادیا گیا ۔ کردوں نے بھی تکلیف دی۔ چنانچه منصور نے خالد بن برمک کو میسو پٹیمیا کا گورنر بنا کر بھیجا، جس نے وھاں امن قائم کردیا —

اب منصور نے اپنے بھتیجے عیسیٰ بن ابراھیم کو مجبور کیا که وہ ولیعہدی سے دست بردار ھوجائے۔ چنانچه عیسیٰ نے مصلحت اسی میں دیکھی اور محمد بن منصور ''المہدی،، کے خطاب سے ولی عہد بنادیا گیا —

سنه ۱۴۸ھ (۷۶۵ء) میں حضرت امام جعفر الصادق رضی الله عنه کا مدینه میں انتقال ھوا اور ان کی جگه ان کے دوسرے بیٹے حضرت موسیٰ الکاظم رضی الله عنه امام اھل بیت ھوئے۔ اس موقع پر اھل تشیع میں ایک جدید مذھبی انشقاق واقع ھوا ۔ وہ یه که حضرت امام جعفر صادق رضی الله عنه نے اپنے بڑے بیٹے جناب اسمعیل کو اپنا جانشین نامزد کیا تھا، مگر وہ اپنے باپ کی زندگی ھی میں فوت ھوگئے تھے۔ اس لئے آنھوں

Marfat.com

نے اپنے دوسرے بیٹے جناب موسیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا۔ مگر بعض لوگوں نے اس تبدیلی کو قبول نہ کیا اور حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف جناب حبیب بن اسمعیل بن حضرت سیدنا امام جعفرالصادق رضی اللہ عنہ کو اپنا امام مانا۔ یہ اس اسمعیلی فرقے کی ابتدا تھی، جس نے بعد ازاں مصر میں فاطمی خلافت کی بنیاد ڈالی —

سنہ ۱۵۱ھ میں خراسان میں ''استاد سیس،، نے بغاوت کی مگر گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا گیا۔ افریقہ کا صوبہ منصور کے لئے مسلسل پریشانی کا باعث تھا۔ سنہ ۱۴۸ھ میں اغلب تمیمی وہاں کا گورنر بنا کر بھیجا گیا تھا جو سنہ ۱۵۰ھ میں تیونس کے قریب خارجیوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس کے جانشین عمر بن حفص نے اس کے بعد تین سال تک کامیابی سے وہاں حکومت کی۔ مگر خارجیوں نے پھر خروج کیا اور اسے قتل کرکے افریقہ کے صدر مقام شہر قیروان پر قبضہ کرلیا۔ منصور نے یزید مہلبی بن حزم بن قبیصہ (عبدالملک اموی کے عہد کے مشہور مہلب بن ابو صفراء کا بھائی) بن ابوصفراء کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ افریقیہ کا گورنر مقرر کیا۔ یزید نے خارجیوں کو شکست دیکر قیروان پر دوبارہ قبضہ کیا اور پھر انہیں پے در پے شکستیں دیکر ان کی عسکری طاقت کو بالکل توڑ دیا۔ یزید نے پندرہ سال تک افریقہ میں گورنری کی اور سنہ ۱۷۰ھ میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا داؤد اس کا جانشین ہوا —

اس کے بعد رومی شہنشاہ نے بد عہدی کر کے اسلامی علاقے کو پامال کیا، مگر جنگ میں سخت شکست کھائی اور خراج دینے پر مجبور ہوا۔ سنہ ۱۵۶ھ میں منصور نے بنی حسن رضی اللہ عنہ میں سے جناب زید کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا —

خلیفہ المنصور مکہ کو جاتے ہوئے ''بیر میمونہ،، کے مقام پر ۶ ذی الحجہ سنہ ۱۵۸ھ مطابق اکتوبر ۷۷۵ء کو فوت ہوا اور خفیہ طور سے کسی جگہ دفن کیا گیا۔ اس نے قریباً بائیس سال سلطنت کی۔ وہ چھریرے جسم کا دراز قامت اور وجیہ انسان تھا۔ اس کی

Marfat.com

اخلاقی زندگی بیداغ تھی ۔ وہ اپنے زمانے کا، باوجود مذکورہ بالا مظالم کے، بےمثال بادشاہ ہوا ہے۔ اُس نے اپنی زندگی کو لوگوں کے لئے مثال بنا رکھا تھا ۔ ایک مرتبہ چند بدوی اونٹ والوں نے مدینہ کے قاضی کی عدالت میں خلیفۂ وقت کے خلاف دعویٰ دائر کیا ۔ قاضی نے فوراً خلیفہ کی طلبی کے سمن جاری کردئے۔ خلیفہ منصور از رہ امتثال امر بہ تعجیل محض ایک خادم کے ساتھ مدینہ کے قاضی کے روبرو حاضر ہوا اور ایک عام مدعا علیہ کی طرح عدالت میں کھڑا رہا ۔ قاضی نے بھی اُسے کوئی تعظیم نہ دی اور مقدمہ بھی اُس کے خلاف فیصل کردیا ۔ منصور نے قاضی مدینہ کے عدل کی تعریف کی اور اُسے انعام دیا * —

* ''عربوں کی مختصر تاریخ'' صفحات ۲۱۳—۲۲۸

Marfat.com

(۳)

ابو عبد اللہ محمد المہدی بن منصور

۱۵۸ھ	—	۱۶۹ھ
۷۷۵ء		۷۸۵ء

منصور کے بعد اسکا بیٹا مہدی خلیفہ ہوا۔ اس کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے زندیقوں اور ملحدوں کے بڑھتے ہوئے اثر کو سختی سے روکا۔ اس مقصد کے لئے اس نے ایک مستقل محکمہ قائم کر رکھا تھا جس کا امیر عمر الکلواذی تھا۔ اس کے علاوہ حمدویہ نامی ایک شخص زندیقوں اور ملحدوں کی جستجو کرنیکی خدمت پر مامور تھا۔ جرم ثابت ہوجانے پر زنادقہ و ملاحدہ کو سخت سزائیں دیجاتی تھیں۔ مسلمانوں میں الحاد و زندقہ بد عقیدہ عجمیوں کے باعث، جنکی دربار عباسیہ میں کثرت تھی اور حرم شاہی کے غلمان وغیرہ کے سبب سے، پھیل رہے تھے۔ ابونواس اور بشار بن برداس اس زمانیکے مشہور زندیق شعرأ تھے، جنکی مطلق العنانی، رندی و سیہ مستی عوام پر اپنا مسموم اثر ڈال رہی تھی۔مدارس و مکاتب میں درس قرآن و حدیث کے بالمقابل فلسفہ و عقلیات نے مستقل جگہ لے لی تھی۔ سامان عیش و عشرت کی فراوانی نے عہد شباب کی لذت اندوزیوں اور معصیت کوشیوں کے ارمان دلوں میں بیدار کر دئے تھے۔ مسلمانوں میں زندقہ و الحاد دراصل نتیجہ تھے ان عقاید کا جو ایران، خصوصاً خراسان، میں قدیم مزدکی و مانوی تعلیمات کے باعث پھیلے ہوئے تھے اور جنہوں نے انسان کو ہوس رانی و سیہ کاری کی عام دعوت دے رکھی تھی۔ خلیفہ مہدی نے ان عقاید بد اور انکے معتقدین کے استیصال میں کوئی رحمدلی نہ دکھائی*۔

مہدی کی ماں کا نام ام موسیٰ تھا، جو یمن کے حمیاری

---

* "مسلمانوں کا عروج و زوال" صفحات ۱۱۵—۱۱۶

Marfat.com

بادشاہوں کی نسل سے تھی۔ خلیفہ ہوتے ہی مہدی نے اپنے باپ منصور کی متشدد پالیسی کا رد عمل شروع کردیا۔ وہ فطری طور پر رحمدل و فیاض تھا اُس نے اپنے باپ کی سخت گیری کی بڑی حد تک تلافی کی۔ وہ منصور کے مقابلے میں ایک بالکل مختلف انسان تھا۔ اُس نے تمام قیدیوں کو آزاد کردیا، جن میں حسن بن ابراہیم بھی تھے۔ اُس نے مکہ اور مدینہ کی قدیم مراعات کو قایم کیا اور اہل بیت رسول صلعم کی جاگیریں اور املاک، جو منصور نے ضبط کرلی تھیں، واپس کردیں۔ اُس نے گنبد خضرا اور رسول اللہ صلعم کے روضہ مبارک کو عظیم الشان پیمانے پرازسر نو تعمیر کرایا اور اُسے نہایت شاندار طریقے پر سجایا۔ اُس نے اہالیان مکہ و مدینہ کے ساتھ بڑی مہربانی کا سلوک کیا۔ اُس نے انصار مدینہ میں سے پانچ سو آدمیوں کو منتخب کرکے اُنھیں اپنی حفاظتی فوج (باڈی گارڈ) میں رکھا۔ اگر مہدی کے اخلاف اس عرب باڈی گارڈ کو قایم رکھتے تو ترک فوجی عباسی خلیفہ پر ہرگز وہ غلبہ و تسلط حاصل نہ کر سکتے جو عباسی سلطنت کے دوسرے نصف حصے میں اُنھیں حاصل ہوگیا تھا، جس کے باعث عباسی خلفأ اُن کے ہاتھ میں محض کٹھ پتلی کی طرح رہ گئے تھے، اور سلطنت عباسیہ اُن کے چنگل میں تھی۔ لیکن مہدی کے بعد کے عباسی خلفا نے منصور کی پالیسی پر زیادہ عمل کیا جو عرب قوم کا اثر و اقتدار خاک میں ملانا چاہتا تھا۔

شام میں مروان ثانی کے ایک بیٹے نے بغاوت کی مگر لڑائی میں شکست کھائی اور گرفتار ہوا۔ مہدی نے کچھ عرصے تک اُسے قید میں رکھ کر چھوڑ دیا اور پنشن مقرر کردی۔ مروان ثانی کی بیوہ مظونہ کو مہدی کی بیوی خیضوران نے اپنے محل کے قریب نہایت عزت سے رکھا تھا۔ منصور کے بھتیجے عیسیٰ سے ولی عہدی مستقلاً چھین لیگئی تھی چنانچہ مہدی نے اپنے بیٹوں موسیٰ اور ہارون کو بالترتیب

Marfat.com

اپنا جانشین مقرر کیا ۔

خراسان کا جھوٹا نبی ہاشم بن حاکم (جسے انگریز مصنف مور نے اپنی کتاب ''لالہ رخ'' نامی میں ''خراسان کا بانقاب پیمبر'' لکھا ہے) مہدی کے عہد میں ظاہر ہوا۔ خراسان ہمیشہ سے مذہبی امور میں فتنہ و فساد اور نئی نئی فرقہ بندیوں اور عقاید کا گہوارہ رہا ہے۔ ہاشم نہایت بد شکل انسان تھا، اسلئے وہ ہمیشہ اپنا چہرہ ایک زرین نقاب سے ڈھکا رکھتا تھا، جس کے باعث اس کا لقب ہی ''المقنع'' (یعنی نقاب پوش) ہو گیا تھا ۔ وہ انسانوں میں الوہیت کی تعلیم دیتا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت علی کرم اللہ وجہ، پھر ابو مسلم کے اور اب میرے اندر خدا نے حلول کیا ہے (نعوذباللہ) اور کہ مذہب کا انحصار صرف عقاید پر ہوتا ہے، اعمال سے کوئی سروکار نہیں ۔ اس کی دیگر تعلیمات حرامکاری و معصیت کوشی پر مبنی تھیں، جن سے اسلامی اخلاق و معاشرت اور مسلمانوں کی مجلسی زندگی کا نظام قطعی درہم برہم ہوتا تھا ۔ خراسان میں بہت جلد اس کے ماننے والوں کی بڑی تعداد پیدا ہو گئی اور اس نے عرصے تک عباسی افواج کو پریشان رکھا ۔ آخر کار وہ کش کے مقام پر مارا گیا ۔ یہ واقعہ ۱۵۸ ھ اور ۱۶۱ ھ کے درمیان کا ہے۔ چونکہ مقنع کے پیرو سفید پوش رہتے تھے، چنانچہ ''مبیضہ'' کہلاتے تھے ۔ اس کے بعد ہی بحر خزر کے مشرق میں جرجان کے اندر ایک جدید فرقہ رونما ہوا جو سرخ پوش رہتا اور ''محمرہ'' کہلاتا تھا ۔ اس فرقے کے عقائد بھی ''مبیضہ'' کی طرح اخلاق سوز تھے ۔ ان کا استیصال بھی مہدی نے جلد کر دیا ۔

۱۶۳ ھ میں بازنطینی نصرانی عساکر نے پھر اسلامی ایشیائی مقبوضات پر یلغار و یورش کی، سرحدی صوبہ اور اس کے شہروں کو برباد کردیا اور اسلامی آبادی کا بیدریغ قتل عام کیا ۔ حسن بن قحطبہ نے انہیں شکست دی ۔ مگر مہدی کو خود

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

میدان جنگ میں آنا پڑا ۔ اس نے موسیٰ کو اپنی جگہ بغداد میں چھوڑا اور موصل سے گزر کر حلب میں خیمہ زن ہوا ۔ وہاں سے اس نے اپنے بیٹے ہارون اور اپنے سپہ سالاران عیسیٰ بن موسیٰ، عبدالملک بن صالح، اور حسن بن قحطبہ کو جنگ آزمائی کے لئے بھیجا ۔ یحیٰ بن خالد بھی ساتھ تھا ۔ ہارون کو تمام مغربی صوبوں آرمینیا اور آذر بائیجان وغیرہ کا وائسرائے مقرر کیا گیا، اور یحیٰ بن خالد اور ثابت بن موسیٰ کو اس کی مدد کے لئے دیا گیا ۔ لیکن بازنطینی حملوں سے نجات نہ ملی ۔

۷۸۵ ء میں انہوں نے پھر حملہ کیا، مگر ہارون نے انہیں شکست فاش دی اور قسطنطنیہ کی طرف بڑھا ۔ اس وقت قسطنطنیہ میں لیو چہارم کی بیوہ آئرین حکمران تھی اور اس کا بیٹا، جو قسطنطین ششم کہلایا، نابالغ تھا ۔ جب آئرین نے باسفورس کے کنارے پر عرب کمپ اور خیمہ گاہ کو دیکھا تو گھبرا گئی اور ایک زبردست سالانہ خراج ادا کر کے صلح کر لی ۔ جس کے بعد عرب افواج واپس چلی آئیں ۔

خلیفہ مہدی نے مکہ و مدینہ اور بیت المقدس کی زیارتیں بڑی شان و شوکت، تزک و احتشام سے کی تھیں اور وہاں بڑی خیر خیرات کی تھی ۔ خلیفہ مہدی کا انتقال مازندران کے مقام پر، شکار کے دوران میں گھوڑے پر سے گر کر، ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جانے کے باعث، ۲۱ محرم ۱۶۹ ھ (مطابق ۷۸۵ ء) کو ہوا ۔ اس وقت اس کی عمر تینتالیس (۴۳) سال کی تھی ۔ اس نے دس (۱۰ برس) خلافت کی*۔

خلیفہ مہدی طویل القامت، خوش شکل، قوی الجثہ اور خوش مزاج انسان تھا ۔ شروع میں مہدی کا وزیر ابو عبیداللہ تھا ۔ اس کے بعد اس نے یعقوب بن داؤد کو اپنا وزیر بنایا، مگر آخر میں اس پر علویوں کی طرفداری کا شبہ کر کے قید کر دیا، جہاں سے اسے ہارون نے آزاد کیا ۔

---

* "عربوں کی مختصر تاریخ"، صفحات ۲۲۹—۲۳۴

Marfat.com

(۴)

ابو محمد موسیٰ الہادی بن مہدی

۱۶۹ھ / ۷۸۵ء — ۱۷۰ھ / ۷۸۶ء

جب ہادی خلیفہ ہوا ، اس وقت اس کی عمر صرف چوبیس سال کی تھی ۔ اُس نے قریباً ڈیڑھ سال سلطنت کی ۔ وہ بے رحم اور ضدی قسم کا انسان تھا مگر جری اور فیاض بھی تھا اور علمی و ادبی شوق رکھتا تھا ۔ مہدی کے مرتے ہی سب سے پہلے ہارون نے اپنے بھائی ہادی کے ہاتھ پر بیعت کی، مگر ہادی ہارون سے فطری نفرت رکھتا تھا ۔ اپنی مختصر خلافت کے دوران میں اُس نے برابر کوشش کی کہ ہارون کے بجائے اُس کا بیٹا جعفر ولی عہد ہو جائے ۔ چنانچہ اُس نے ہارون کے مددگاروں یحییٰ بن خالد برمکی وغیرہ کو قید کردیا ۔ ہادی کے تعلقات اپنی ماں، خیضوران، سے بھی خوشگوار نہ تھے ۔ اس طرح محل میں دو پارٹیاں تھیں ۔ ایک ہادی اور اس کے بیٹے جعفر کی، اور دوسری ملکہ خیضوران اوز ہارون کی ۔ ہارون نے اپنے بھائی کو خوش کرنے کی بیحد کوشش کی، مگر ناکام رہا ۔ آخر، یحییٰ برمکی کے مشورے سے، اپنی جان کی حفاظت کی خاطر، وہ بغداد چھوڑ کر چلا گیا ۔ اُس کی روانگی سے پیشتر ہادی نے ہرثمہ بن اعیون کو خفیہ طور پر رات کے وقت اسے قتل کرنے پر مامور کیا، مگر ہارون بچ کر نکل گیا —

گورنر مدینہ نے بنو حسن رضی اللہ عنہ کے بعض افراد کے ساتھ بد سلوکی کی، جس کے باعث حسین بن علی بن حسن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ بن حضرت علی کرم اللہ وجہ نے علم بغاوت بلند کردیا مگر وہ اور ان کے ساتھ خاندان علی اور دیگر خاندانوں کے بے شمار افراد مارے گئے ۔ اس کے بعد

Marfat.com

جناب حسین بن علی کرم اللہ وجہ کے ایک چچیرے بھائی، ادریس بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ (محمد نفس ذکیہ کے بھائی) جان بچا کر ماریتینیا (شمالی و مغربی افریقہ) چلے گئے، جہاں بربر قوم نے ان کا ساتھ دیا اور جن کی مدد سے انھوں نے شمالی افریقہ کے مغرب میں (مراکش میں) مشہور 'ادریسی سلطنت' کی بنیاد ڈالی۔ اس طرح سلطنت عباسیہ سے ''مغرب الاقصیٰ'' کا صوبہ جدا ہوگیا۔ ادریس بن عبداللہ حسنی کے دوسرے بھائی یحیٰ بن عبداللہ بھی بھاگ کر اپنی جان بچا لے گئے۔ انھوں نے دیلم (ایران) پہنچ کر دم لیا اور وہاں جم کر عباسی افواج کا کامیابی سے مقابلہ کیا۔

خلیفہ ہادی بغداد سے ایک دن کی مسافت پر عیسیٰ آباد کے مقام پر ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۷۰ھ (مطابق سنہ ۷۸۶ء) کو ایک لاعلاج مرض میں مبتلا ہوکر فوت ہوا۔ مرنے سے پہلے اس نے ہارون کی جانشینی کے لئے وصیت کی، اور اپنی ماں سے معافی مانگی۔ وہ اپنے باپ کی طرح خوبصورت اور طویل القامت شخص تھا۔ اس نے سات بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑیں۔ ان میں سے ایک لڑکی اُم عیسیٰ کا نکاح بعد ازاں مامون بن ہارون کے ساتھ ہوا*

---

* ''عربوں کی مختصر تاریخ'' صفحات ۲۳۵-۲۳۶

Marfat.com

(۵)

ابو جعفر ھارون الرشید بن مہدی

۱۷۰ھ / ۷۸۶ء — ۱۹۳ھ / ۸۰۹ء

اپنے باپ مہدی کی وصیت کے مطابق ھارون الرشید اپنے بھائی ھادی کے بعد خلیفہ ھوا، اور جعفر بن ھادی نے تخت و تاج کے دعوے سے دست برداری اختیار کی۔ ''الف لیلہ'' کا ھیرو الرشید بلا خوف تردید دنیا کے نہایت عظیم المرتبت شہنشاھوں میں سے ایک تھا۔ وہ اپنے عقاید و مذھب کا پابند، متشرع و عبادت گزار، بے لوث زندگی بسر کرنے والا، متقی و مخیر تھا، اور اسی کے ساتھ شاھانہ طمطراق کا شیدا تھا۔ اُس کا ذاتی اثر عوام پر بے انتہا تھا اور اُس کے اخلاق نے اُس وقت کی اسلامی سوسائٹی کو بیحد متاثر کیا تھا۔ اس کی زندگی مسلمانوں کے لئے کسوٹی کا کام دیتی تھی۔ وہ سپاھی منش تھا اور اس نے متعدد لڑائیوں میں خود شرکت کی تھی۔ وہ اپنی رعایا کے صحیح حالات معلوم کر کے دن رات ان کی اصلاح کی کوشش میں رھا کرتا تھا۔

اس نے بار بار اپنی وسیع سلطنت میں ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک دورے کئے تھے اور اپنی رعایا کی کیفیت اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی۔ نظام سلطنت کے اُمور میں وہ انتہائی جانفشانی کا مظاھرہ کیا کرتا تھا۔ اس کے عہد میں تاجر، طالب علم اور زائر جس طرح اُس کی سلطنت میں ایک طرف سے دوسری طرف بیخوف و خطر سفر کیا کرتے تھے، اس سے اس کے انتظام ملکی کا اندازہ ھوتا ھے۔ اس نے اپنی تمام مملکت کو بے شمار مساجد، جامعوں، مدرسوں، شفاخانوں، کارواں سراؤں، سڑکوں، پلوں اور نہروں وغیرہ سے مملو کردیا تھا۔ وہ علوم و

Marfat.com

فنون کا سرپرست تھا۔ اس کا بیٹا مامون علم و ادب کی ترقی میں اس سے، ممکن ہے کہ، بڑھ گیا ہو مگر اخلاق، نیک چلنی و ذہنی رفعت کے معاملے میں کوئی اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچتا، اور ہرچند کہ اس کا دور حکومت عہد مامونی کی طرح کلیتاً پر امن نہیں گزرا، مگر جمہور کی عام خوش حالی اور تہذیب و تمدن و اسلامی ثقافت کی رفعت نے اس کی تلافی کردی تھی —

سنہ ۱۷۵ ھ مطابق سنہ ۷۹۱ء میں ہارون الرشید نے اپنی بیوی زبیدہ اور اپنے برادر نسبتی عیسیٰ بن جعفر کی خواہشات کے مطابق اپنے خورد سال (پانچ برس کے) بیٹے محمدالامین کو اپنا ولی عہد بنایا۔ اس کے بعد سنہ ۱۸۲ ھ میں اس نے اپنے دوسرے بیٹے عبداللہ کو 'مامون' کے لقب کے ساتھ امین کے بعد ولی عہد سلطنت مقرر کیا۔ اور سنہ ۱۸۶ ھ میں اپنے تیسرے بیٹے قاسم کو، جو محض شیر خوار تھا، 'موتمن' کا لقب دیکر مامون کے بعد ولی عہد بنایا۔ اسی سال خلیفہ ہارون الرشید نے اپنی سلطنت کو امین اور مامون کے درمیان دو مساوی حصوں میں تقسیم کردیا۔ مامون کے حصے میں مشرقی صوبجات آئے جہاں ایرانی عنصر زیادہ تھا ، کیونکہ مامون ایک ایرانی کنیز کے بطن سے پیدا ہوا تھا، اور اس کا دارالحکومت مرو (خراسان) قرار پایا — امین کے حصے میں ممالک عرب، عراق، شام، مصر اور شمالی افریقہ وغیرہ آئے اور وہی دینی پیشوا اور بغداد و حرمین الشریفین کا متولی قرار پایا۔ قاسم کے حصے میں ایشیائے کوچک اور میسو پٹیمیا کے صوبے آئے۔

اس تقسیم کے ماسوا خلیفہ ہارون الرشید نے اسی سال امین اور مامون دونوں سے علیحدہ علیحدہ کعبہ شریف کے اندر قسم کھلائی اور عہد لیا کہ وہ دونوں بھائی اس قرار نامہ پر قائم رہیں گے۔ لیکن امین الرشید نے اپنے باپ کی وفات کے بعد اپنے حلف کو توڑ دیا اور اپنے شیر خوار بیٹے موسیٰ کو 'ناطق بالحق' کے خطاب سے ولی عہد مقرر کردیا۔ آخرکار اس بد عہدی کے باعث دونوں بھائیوں میں جنگ

Marfat.com

ہوئی ۔ امین نے شکست کھائی اور حکومت مامون کے ہاتھ میں آ گئی ۔ خلیفہ ہارون‌الرشید مامون پر اس قدر بھروسہ کرتا تھا کہ اس نے اپنی وصیت میں تحریر کردیا تھا کہ اگر مامون مناسب سمجھے تو قاسم کو ایشائے کوچک اور میسو پٹیمیا کے صوبوں کی حکومت سے محروم کر سکتا ہے۔

خاندان برمکہ نے ہارون کے زمانے میں بڑی ترقی کی ۔ یحییٰ بن خالد برمکی اور اس کے دونوں بیٹے فضل اور جعفر یکے بعد دیگرے ہارون کے وزیر اعظم ہوئے ۔ ان تینوں کا موازنہ کئی حیثیتوں سے اکبر بادشاہ (ہندوستان) کے لایق شیعی اکابر، شیخ مبارک اور اس کے بیٹوں فیضی اور ابوالفضل سے کیا جا سکتا ہے۔ ان تینوں کی ذہانت و قابلیت نے ہارون‌الرشید کا سکہ تمام جہان پر اسی طرح بڑھا دیا تھا ، جس طرح شیخ مبارک ، فیضی اور فیاضی نے اکبر کا سکہ ہندوستان میں بٹھا دیا تھا ۔ خلیفہ ہارون جعفر برمکی کا اس قدر دلدادہ تھا کہ ہر وقت اسے اپنے سامنے رکھتاتھا، حتیٰ کہ اس نے ایک چغہ ایسا بنوایا تھا، جسے ہارون اور جعفر دونوں پہن سکتے تھے ۔ چونکہ خلیفہ ہارون‌الرشید کو اپنی بہن عباسہ سے بیحد محبت تھی اور وہ جعفر کی وجہ سے دربار میں آ نہ سکتی تھی، اس لئے اس نے ان دونوں کا نکاح اس شرط پر کردیا تھا کہ آپس میں خلوت نہ کی جائے۔*

لیکن ایک زمانہ آیا کہ خلیفہ ہارون جعفر کی ہر دلعزیزی و اثر کو حاسدانہ شک و شبہ کی نظر سے دیکھنے لگا۔ مزید برآں جعفر و عباسہ اپنے غیر فطری معاہدے پر بھی پورے نہ اترے۔ چنانچہ ہارون‌الرشید نے سنہ ۱۸۷ھ مطابق ۸۰۳ء مین اپنے غلام مسرور نامی سے جعفر کا سر کٹوالیا اور اس کے باپ یحییٰ اور تینوں بھائیوں محمد، موسیٰ اور فضل کو رقہ مین قید کردیا ۔ جعفر کا کل خاندان تباہ و خانماں برباد کردیا

* ابن خلدون نے اس واقعہ سے انکار کیا ہے ' مگر دیگر مؤرخین طبری ' ابوالفداء وغیرہ نے اسکی تصدیق کی ہے۔

Marfat.com

گیا - اور برمکی محلات کھنڈروں کی صورت میں منتقل کردیئے گئے - جعفر کے آن تین بھائیوں میں سے فضل بن یحییٰ ہارون کا رضائی بھائی بھی تھا - برمکیوں کی تباھی کا بڑا سبب فضل بن ربیع تھا جو ان کا جانی دشمن تھا اور ہمیشہ خلیفہ سے ان کی شکایت کرتا رھتا تھا -

خلیفہ ھارون الرشید ھر سال حج کو جایا کرتا اور ھر دوسرے سال جہاد کیا کرتا تھا - ھارون فرائض کے علاوہ روزانہ سو رکعت نفل پڑھا کرتا تھا - وہ بالطبع رقیق القلب انسان تھا اور گداز دل رکھتا تھا - اس کا قصر خلافت آس وقت دنیا بھر میں آپ اپنی تنہا مثال تھا مگر اس کے وزیر جعفر برمکی نے صرف اپنے ایک محل کی تعمیر میں دو کروڑ درھم خرچ کئے تھے - اس کی داد و دھش خلیفۂ وقت سے بھی کہیں بڑھی ھوئی تھی - آس کے عروج کا ایک زمانہ ایسا بھی تھا جبکہ ھر جمعرات کو ایک نئی باکرہ کنیز آس کے لئے خریدی جاتی تھی - آس وقت سلطنت عباسیہ کی باگ ڈور در اصل یحییٰ برمکی اور آس کے چاروں بیٹوں ، فضل ، جعفر، موسیٰ اور محمد کے ھاتھوں میں تھی *

خالد بن برمک سفاح اور منصور کے زمانوں میں اعلیٰ مناصب پر فائز رہا - آس کا بیٹا یحییٰ پہلے آرمینیا کا گورنر ھوا پھر مہدی نے آسے ھارون کا اتالیق مقرر کیا- شروع میں ھارون الرشید یحییٰ کو اپنے باپ کی طرح سمجھتا تھا اور آس کو اسی طرح پکارا بھی کرتا تھا- آس کی خلافت کے آغاز مین یحییٰ وزیر سلطنت ھوا - پھر یحییٰ کا بڑا بیٹا فضل پہلے خراسان کا اور پھر مصر کا گورنر مقرر ھوا - اسی نے یحییٰ بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ کی بغاوت فرو کی جو دیلم (ایران میں قدیم میدیا کا شمالی حصہ) کے بادشاہ بن گئے تھے - جعفر بن یحییٰ برمکی متعدد اھم صوبوں کا گورنر رھا ، اور جب ضعف پیری کے باعث یحییٰ بار وزارت سے سبکدوش ھوا ، تو ھارون نے آس کی جگہ جعفر کو ھی اپنا

---

*'' تاریخ افکار و سیاسیات اسلامی '' صفحات ۹۱—۹۵

Marfat.com

وزیر بنایا۔ سترہ سال تک اس برمکی خاندان نے سلطنت عباسیہ پر نہایت وفاداری و خوش اسلوبی سے حکومت کی۔

ماریتینیا (شمالی افریقہ) کا وسیع صوبہ سلطنت عباسیہ سے جدا ہو چکا تھا۔ افریقیہ کے گورنروں نے مغربی افریقہ کو دوبارہ فتح کرنیکی بار بار کوشش کی مگر ناکام رہے۔ صوبۂ افریقیہ یزید بن حزم مہلبی کے ماتحت اس کی موت (۱۷۰ھ) تک رہا۔ ۱۷۱ھ میں خلیفہ ہارون الرشید نے اس کے بھائی روح کو اس صوبہ کا گورنر مقرر کیا، مگر وہ چند سال کے بعد مر گیا۔ فوج نے اس کے بیٹے کی اطاعت کرنے سے انکار کر دیا اور باغی ہو گئی۔ چنانچہ خلیفۂ وقت نے مشہور اسلامی جنرل ہرثمہ کو انکی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ اس کے بعد ہر ثمہ افریقیہ کا تین سال تک گورنر رہا۔ اب تک یہ صوبہ سلطنت عباسیہ کے لئے ہمیشہ پریشانی و زیر باری کا باعث رہا تھا۔ ایک شخص ابراہیم بن اغلب نے خلیفہ ہارون الرشید سے درخواست کی کہ اگر اسے اور اس کے خاندان کو نسلاً بعد نسلاً وہاں کا گورنر مقرر کر دیا جائے تو وہ اس صوبے میں مستقلاً امن قائم کر دے گا۔ چنانچہ ابراہیم اغلبی افریقیہ کا مستقل گورنر مقرر ہوا۔ قیروان میں خاندان اغلب کی حکومت کی ابتدا ہو گئی اور اس وقت سے وہ سلطنت عباسیہ کے ماتحت ایک آزاد حکومت بن گیا۔

۱۷۱ھ میں کابل فتح ہوا اور سلطنت عباسیہ کی مشرق سرحد ہندوکش پہاڑوں سے جا ملی۔ اسی زمانے میں ہارون الرشید نے صوبۂ ایشیائے کوچک کو ایک خاص فوجی گورنر کے ماتحت کر کے الگ کر دیا۔ ۱۷۳ھ (۷۸۹ء) میں ہارون کی ماں ملکہ خیضوران کا انتقال ہو گیا، جو یحییٰ برمکی کی بڑی طرفدار تھی۔ اس کے مرتے ہی خلیفہ نے خاتم خلافت و سلطنت یحییٰ برمکی سے لے کر فضل بن ربیع کی تحویل میں دیدی۔

۱۸۶ھ (۸۰۲ء) میں ملکہ زبیدہ نے حرمین الشریفین کی زیارت کی اور حجازیوں کے آرام کی خاطر مکہ تک وہ مشہور نہر بنوائی،

Marfat.com

جو اس کے نام سے آج تک ہے اور جس کے باعث اہالیان مکہ کو بڑی آشائش پہنچی - ''نہر زبیدہ،، کی تیاری میں پندرہ لاکھ دینار خرچ ہوئے تھے -

بازنطینی شاہان قسطنطنیہ کے قاچاری قبایل کے سرداروں کے ساتھ شادی بیاہ کے مراسم تھے - ۱۸۳ھ (۷۹۹ء) میں یونانیوں کی اشتعال دھی سے قاچاری وحشیوں نے شمال کی طرف سے آرمینیا پر یورش کی اور تمام آبادی کو تہ تیغ کر دیا - آخر کار خلیفہ ہارون نے ان کے خلاف تادیبی افواج روانہ کیں اور ان کو سخت سزا دی - اسی سال حضرت امام موسیٰ الکاظم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا - ہارون الرشید مدینے میں ان کے اثر سے خایف ہوکر انہیں اپنے ساتھ بغداد لے آیا تھا اور انہیں گورنر سندی ابن شاھق کی بہن کی نگرانی میں رکھا تھا ، جہاں کئی برس تک زیر حراست و نظر بندی رھنے کے بعد ان کا انتقال ھوا اور ان کی جگہ ان کے بیٹے حضرت سیدنا امام علی الرضا رحمتہ اللہ علیہ بیٹھے جو اپنے زمانے کے عالم بے بدل تھے -

عبدالملک بن صالح، جو علی بن عبداللہ بن عباس کا پوتا اور چنانچہ خلیفہ مہدی کا چچیرا بھائی تھا، ہارون الرشید کے خلاف سازش کے الزام میں ۱۸۸ھ (۸۰۴ء) میں قید کر دیا گیا - اس سے ایک سال پیشتر یحییٰ برمکی اور اس کے تین بیٹے فضل، موسیٰ اور محمد رقہ میں قید کئے گئے تھے، اور جعفر بن یحییٰ کا سر اپنے غلام 'مسرور' نامی سے خلیفہ ہارون نے کٹوا لیا تھا - ہارون الرشید کا ضعیف اُستاد اور منہ بولا باپ یحییٰ برمکی قید کی ھی حالت میں ۱۹۰ھ (۸۰۶ء) میں فوت ھوا - اس کی وفات کے تین سال کے بعد اس کا بڑا بیٹا فضل، جو ہارون کا رضائی بھائی بھی تھا، قید میں مر گیا - یحییٰ کی وفات کے بعد اس کے دوسرے دونوں بیٹوں موسیٰ اور محمد کو رھا کر دیا گیا تھا - مگر عبدالملک بن صالح بدستور محبوس رھا، حتیٰ کہ خلیفہ امین نے اُسے رھا کیا اور شام کا گورنر بنایا - پھر خلیفہ مامون نے برمکیوں کی املاک واپس

Marfat.com

کر دیں اور اُن کا کھویا ہوا اقتدار کسی قدر اُنہیں واپس مل گیا ۔

خارجیوں نے اس زمانے میں کئی بار حرکات مذبوحی کیں اور ہر مرتبہ شکست کھائی ۔ خارجیوں کی بغاوت کا سردار ولید بن طارف تھا ۔ اس کی وفات کے بعد اُس کی بہن لیلیٰ (یا الغاریہ) نے خارجی بغاوت کی سرداری کی، اور متعدد لڑائیوں میں عباسیوں کے خلاف شمشیر زنی کی ۔ اس کو ”عرب جون آف آرک،، کہا گیا ہے ۔ آخرکار یزید من مزائد کی ترغیب سے، جو لیلیٰ کا رشتہ دار اور ہارونی افواج کا سردار تھا، اُس نے جنگ آزمائی سے کنارہ کشی اختیار کر لی ۔ وہ حسن و جمال و ذوق شاعری کے لئے معروف تھی ۔ اس کے بعد خلیفہ ہارون الرشید نے موصل اور دمشق کی بغاوتیں فرو کیں ۔

سنہ ۱۸۱ھ میں بازنطینیوں نے اس صلحنامے کی خلاف ورزی کی جو خلیفہ مہدی اور باز نطینی ملکہ آئرین کے درمیان ہوا تھا اور معاہدہ شکنی کر کے اسلامی مقبوضات کو تاخت و تاراج کر ڈالا ۔ مگر عباسی افواج نے اُنھیں سخت شکست دی، اور جزایر قبرص و اقریطش پر دوبارہ قبضہ کر لیا ۔ آخر کار یونانیوں نے پشیمانی ظاہر کی اور صلح کی درخواست کی، جو قبول ہوئی، اور اُنھوں نے باقاعدہ خراج دینا منظور کیا ۔ سنہ ۱۸۲ھ مطابق ۷۹۲ء میں بیرحم ملکہ آئرین نے اپنے نوعمر بیٹے قسطنطین ششم کو اندھا کروادیا، اور قسطنطنیہ کے تخت پر آگستا (عربی عاتسہ) کے لقب سے متمکن ہوئی ۔ اس نے یونانیوں پر اپنے محبوب (ہیجڑے) غلام ایتیس کی مدد سے پانچ برس تک حکومت کی ۔ آخر کار یونانیوں نے اُس کے خلاف بغاوت کی اور اسے معزول کر کے جلا وطن کردیا ۔

اب سنہ ۱۸۷ھ میں اُس کی جگہ ایک شخص نکفور شاہ قسطنطنیہ ہوا ۔ یہ شخص نہایت عہد شکن تھا ۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی خلیفہ ہارون الرشید کو ایک نہایت اشتعال انگیز خط لکھا، جس کے جواب میں ہارون الرشید نے یونانی علاقے پر لشکر کشی کی

Marfat.com

اور ھرقلیہ کے مقام پر یونانی افواج کو سخت شکست دی۔ نکفور نے امان مانگی جو دی گئی اور اس نے سالانہ خراج ادا کرنے کا عہد کیا۔ مگر خلیفہ ھارون اس کے بعد رقہ واپس آیا ھی تھا کہ اس کی بد عہدی کی شکایت پہنچی اور وہ پھر سخت سردی کے موسم میں کوہ تورس کی برفانی وادیوں کو پار کر کے نکفور پر حملہ آور ھوا۔ جس نے پھر شکست کھائی اور سنہ ۱۸۸ھ میں دوبارہ خراج ادا کرنے کا عہد کر کے اپنی جان بچائی۔ یہ واقعہ فریجیا میں ھوا مگر ھمیشہ ایسا ھوتا تھا کہ جیسے ھی ھارون الرشید پیٹھ پھیرتا بد عہد عیسائی بادشاہ نکفور اسلامی سرحدی صوبہ پر حملہ کردیتا تھا۔

سنہ ۱۸۹ھ میں خلیفہ ھارون الرشید رے پہنچا تاکہ وھاں کے گورنر کی بغاوت فرو کرے۔ ھارون کی اس غیر حاضری سے نکفور نے فایدہ اٹھایا اور ایشیائے کوچک پر حملہ کردیا۔ خلیفہ کا چھوٹا بیٹا قاسم ان دنوں آن اطراف کا گورنر تھا۔ اُس نے یونانی افواج کو مار کر واپس کردیا۔ رے کے قیام کے دوران میں ھارون نے دیلم اور طبرستان کے مجوسی سرداروں کی اطاعت قبول کی۔ آن دنوں الرشید بجائے بغداد کے زیادہ تر رقہ میں مقیم رھتا تھا، تاکہ وھاں سے یونانیوں کی نقل و حرکت کی نگرانی کر سکے، شمالی خانہ بدوشوں کی یلغار کو روک سکے اور بد عہد شامیوں پر نظر رکھ سکے۔ اس کے بعد خلیفہ کو صوبۂ ماوراًلنہر کی بغاوت فرو کرنے کے لئے ادھر جانا پڑا۔ آس کی اس غیر حاضری میں نکفور نے پھر اسلامی سلطنت پر حملہ کردیا۔ ھارون نے رقہ میں مامون کو اپنی جگہ چھوڑا اور ایک بڑی فوج لے کر نکفور کو سزا دینے چلا۔ اسلامی عساکر ایشیائے کوچک کے طول و عرض پر شمال میں بتھینیا تک اور مغرب میں میسیا اور کیریا تک چھا گئیں۔ قونیہ اور ایفےسس صوبۂ لیدیا میں عباسی سپہ سالار یزید بن مخلاد نے، اور بے شمار شہر شرابیل بن معان بن زائدہ نے فتح کئے۔ خلیفہ کی ظفریاب افواج بحر اسود تک پہنچ گئیں۔

Marfat.com

یونانیوں کو ہر چھوٹے بڑے معرکے میں سخت ہزیمت نصیب ہوئی، اور شہروں نے اپنے پھاٹک عرب افواج کے سامنے بغیر کسی مدافعت کے کھول دئے۔

آخرکار یونانیوں نے پناہ مانگی اور خراج ادا کرکے صلح کرلی۔ مگر سنہ ۱۹۲ھ مطابق سنہ ۸۰۸ء میں نکفور نے حسب سابق پھر عہد شکنی کی اور اسلامی علاقے پر یورش کردی۔ سوء اتفاق سے ہارون‌الرشید کو اسی زمانے میں خراسان کی بغاوت فرو کرنے کے لئے مشرق کی جانب جانا پڑا۔ اس نے رقہ میں قاسم کو اپنی جگہ چھوڑا اور ایک تجربہ کار جنرل خزیمہ بن خازم اس کی مدد کو دیا۔ امین‌الرشید کو بغداد میں مامور کیا، اور مامون‌الرشید کو اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا۔ اس نے مامون کو ہراول فوج کے ساتھ مرو کی طرف بھیج دیا، اور خود آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ مگر طوس کے (مشہور شاعر فردوسی کا مولد) حوالی میں موضع سناباد تک پہنچنے پایا تھا کہ سخت علیل ہوگیا اور وہیں بروز شنبہ بتاریخ ۳ جمادی الثانی سنہ ۱۹۳ھ (مطابق سنہ ۸۰۹ء) فوت و دفن ہوا۔

خلیفہ ہارون‌الرشید نے ساڑھے تیئس برس تک نہایت شان و شوکت اور کامیابی و نیک نامی کے ساتھ سلطنت کی۔ اس نے اپنی اکثر لڑائیوں میں بذات خود حصہ لیا اور متعدد مرتبہ مشرق سے لیکر مغرب تک اپنی تمام سلطنت کے دورے کئے۔ وہ ادائیگئی فرض کے وقت کسی قسم کی تکلیف سے منھ نہیں موڑتا تھا۔ اس نے نو مرتبہ حج کے قافلوں کی خود رہنمائی کی۔ اس کا دربار اس عہد کے فضلاء کا مرجع تھا۔ اس نے فنون اور سائنس کی سرپرستی کی، شطرنج کے کھیل کا آغاز کیا، اور ادب، شعر و موسیقی کی عزت بڑھائی۔

خلیفہ ہارون کے زمانے میں فقہ حنفی کو بڑی ترقی ہوئی۔ اس وقت سلطنت عباسیہ کے قاضی‌القضاۃ امام ابو یوسف رح شاگرد حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رح تھے جنھوں نے فقہ حنفی کو

Marfat.com

دنیائے اسلام میں رائج کیا ۔ اہل سنت والجماعت کے فقہ کی بنیاد تو خلیفہ منصور کے زمانے ہی میں مستحکم ہو چلی تھی، مگر خلیفہ ہارون کے عہد میں اسے بہت فروغ حاصل ہوا، اور آخری خلفائے عباسیہ کے زمانوں میں اس کی تکمیل ہوئی ۔

ہارون الرشید نے سائنس اور ادب کی ترقی کے لئے اپنے دادا خلیفہ منصور کے قائم کردہ دارالترجمہ کی توسیع کی جہاں غیر زبانوں خصوصاً یونانی سے مفید کتابیں عربی زبان میں منتقل کی جاتی تھیں ۔ اس عہد کے مشہور عالم و فاضل حسب ذیل تھے :۔

اسمعی عروضی جو شہزادوں کا معلم و اتالیق مقرر ہوا تھا، شافعی، عبداللہ بن ادریس، عیسیٰ بن یونس، سفیان بن ثوری، ابراهیم موصلی مغنی، جبریل بن بختیشوع حکیم وغیرہ ۔

خلیفہ ہارون الرشید میں اکثر خصوصیات اپنے عظیم الشان دادا منصور کی تھیں، سوائے جزرسی کے، کیونکہ ہارون بڑا فیاض و مخیر شخص تھا۔ وہ خود شاعر تھا اور شعرا و فن شعر کا بڑا قدردان تھا۔ وہ ہرقلیہ سے ایک نہایت حسین و جمیل رومی عورت ہیلن نامی لایا تھا، جس پر وہ دل و جان سے فدا تھا ۔ اس نے دریائے فرات کے کنارے 'رفیقہ، سے چند میل دور اس کے لئے ایک عالیشان محل تعمیر کرایا تھا، جس کا نام اس نے ہرقلیہ رکھا ،اور جس میں وہ مقیم رہی ۔ ہارون نے اسی ہیلن کی محبت میں عربی میں بہت سے عاشقانہ اشعار لکھے تھے ۔ اس خلیفہ نے مشرق سے مغرب تک بڑی وسیع سڑکیں بنوائی تھیں ۔

وہ سب سے پہلا خلیفہ تھا، جس کے دربار میں فغفور چین اور شہنشاہ شارلمین (یورپ) نے اپنے سفیر بھیجے تھے ۔ ہارون نے ثانی الذکر بادشاہ کو تحفتاً ایک عجوبہ روزگار گھڑی بھیجی تھی، جس میں گھنٹے اس طرح بجتے تھے کہ پیتل کی ایک تھالی پر برنجی گیندوں کی مقررہ وقت پر ضرب پڑا کرتی تھی، اور گھنٹہ بجنے کے ساتھ ہی، گھنٹوں کی تعداد کے مطابق، اس گھڑی کے اندر ایک دروازے میں سے مصنوعی گھوڑے

Marfat.com

سوار کواڑ کھول کر یکایک باہر نکلا کرتے اور گھنٹے کی آواز کے ختم ہونے کے ساتھ واپس دروازے کے اندر چلے جایا کرتے اور کواڑ خود بخود بند ہو جایا کرتے تھے -

خلیفہ هارون‌الرشید کے چار بیٹے تاریخ میں مشہور ہوئے؛ یعنی محمدالامین، عبداللہ المامون، قاسم‌المؤتمن اور ابو اسحاق محمدالمعتصم * —

---

* " عربوں کی مختصر تاریخ " (انگریزی) صفحات ۲۳۷-۵۳
اور " ہماری بادشاہی " صفحات ۸۷-۸۹

Marfat.com

ابو عبداللہ محمد الامین بن ہارون الرشید

۱۹۳ھ / ۸۰۹ء — ۱۹۸ھ / ۸۱۳ء

خلیفہ ہارون الرشید کے انتقال کے وقت امین بغداد میں تھا، مامون مرو میں، قاسم قنسرین میں، اور ملکہ زبیدہ رقہ میں۔

امین اور مامون بالطبع ایک دوسرے کی ضد تھے۔ دونوں نے نہایت اعلیٰ تعلیم و تربیت حاصل کی تھی، امین نے اپنی ماں زبیدہ اور اپنے ماموں عیسیٰ کے ماتحت اور مامون نے وزیر جعفر برمکی کے ماتحت۔ مامون کی ایرانی ماں مامون کی صغر سنی ہی میں فوت ہو چکی تھی۔ مگر مامون ہر حیثیت سے اپنے عیش پرست بھائی امین پر فوقیت رکھتا تھا۔ وہ علوم ادب، فقہ، حدیث، کلام، قانون و فلسفہ کا بڑا عالم تھا۔ وہ حافظ قرآن تھا اور تفسیر میں بڑی بصیرت رکھتا تھا۔ وہ ایک بے بدل مقرر بھی تھا۔

فضل بن ربیع نے جو جعفر برمکی کے قتل کے بعد وزیر اعظم بن گیا تھا اور ہارون کی وفات کے وقت موجود تھا، مامون کے خلاف امین کا ساتھ دیا اور ورغلا کر تمام فوج کو مع خزانہ کے واپس بغداد لے گیا۔ یہ وقت مامون کے لئے بہت سخت تھا، نہ فوج تھی نہ روپیہ۔ مگر اس پریشانی کے عالم میں اسے چند نہایت قابل مددگار ہاتھ آ گئے۔ اسکا خاص مشیر کار فضل بن سہل نامی ایک ایرانی تھا جو نہایت فاضل شخص تھا۔ اسکے علاوہ مشہور جنگ آزما ہرثمہ اور ایک اور بہادر جنرل طاہر بن حسین الخزعی بھی اسکے ساتھ تھے۔ مامون نے ان لوگوں کی مدد سے ایرانیوں خصوصاً خراسانیوں کی ہمدردی

Marfat.com

حاصل کر لی ، جو آسے اپنا 'بھانجہ' کہا کرتے تھے -

آدھر بغداد میں امین آمور سلطنت کلیتہً فضل بن ربیع وزیر کے نا اہل ہاتھوں میں دیکر داد عیش دے رہا تھا - دجلہ کے کنارے وہ عورت اور شراب کے نشہ میں ہمہ وقت مخمور پڑا رہتا - دن رات رقص و سرود کی محفلیں اور بازنطینی حسین دوشیزاؤں کی صحبتیں تھیں اور وہ تھا - دولت پانی کی طرح بہائی جا رہی تھی ، آسکا دربار دنیا بھر کے ناکارہ مرد اور عورتوں سے پر تھا اور رعایا بد حال تھی -

قسطنطنیہ میں نکفوز بلغاریہ کے خلاف جنگ میں مارا گیا تھا- آسکے بعد بازنطینی تخت پر آسکا بیٹا اصطبراق بیٹھا - مگر جلد مر گیا - اسکے بعد میکائیل بن جرجیس، جس نے اصطبراق کی بہن سے شادی کی تھی ، تخت پر بیٹھا - مگر آسے ایک جنرل لیو نے معزول کر دیا اور خود بادشاہ روم بن بیٹھا - اس لیو نے مسلمانوں کے ساتھ بد عہدی کی اور اسلامی مقبوضات پر عہد نامہ کے خلاف حملہ کر دیا - مگر امین کو اپنی عیاشی اور مامون کے خلاف سازشوں سے کہاں فرصت تھی -

اب فضل بن ربیع نے ، جو مامون کے خلیفہ ہونیکے اندیشہ سے ہمیشہ فکر مند رہتا تھا ، امین پر زور ڈالنا شروع کیا کہ وہ مامون کے خلاف اپنے بیٹے کو ولی عہد بنائے - ایک اور نا اہل درباری علی بن عیسیٰ بن ماہان نے بھی اسکی تائید کی - چنانچہ امین نے مامون کو بغداد میں طلب کیا - لیکن مامون نے عذر کر دیا اور تعمیل حکم نہ کی - اسپر امین نے مامون کو شرقی صوبجات کی حکومت سے معزول کر دیا - قاسم سے بھی ایشیائے کوچک و میسوپٹیمیا کی حکومت چھین لی گئی - مامون کے مقابلے میں امین نے اپنے صغر سن بیٹے موسیٰ کو ''ناطق بالحق'' کے لقب سے ولی عہد بنایا اور پھر دوسرے بیٹے کو ''قائم بالحق'' کے خطاب سے آسکا جانشین مقرر کیا- مامون نے اسکا جواب اسطرح دیا کہ آسنے اپنے علاقے کی

Marfat.com

مغربی سرحد کو بند کر دیا اور کوئی آدمی بغداد سے اسکی اجازت کے بغیر ایران میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔

امین نے کعبہ شریف کے اندر لٹکے ہوئے آن عہد ناموں کو منگوایا جنپر ہارون نے امین اور مامون کے حلف نامے ثبت کئے تھے اور جنکی رو سے امین اور مامون کے درمیان سلطنت عباسیہ کی مساوی تقسیم کیگئی تھی اور مامون کو امین کا جانشین مقرر کیا گیا تھا۔ امین نے انہیں پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اسکے بعد اس نے علی بن عیسیٰ بن ماھان کے ماتحت ایک لشکر جرار مامون کے خلاف روانہ کیا۔ رے کے مقام پر لڑائی ہوئی جس میں مامون کے سپہ سالار طاہر بن حسین نے امین کی فوج کو سخت شکست دی اور علی بن عیسیٰ کا سر کاٹ کر مامون کے پاس بھیجدیا — فضل بن ربیع نے بغداد میں مامون کی تمام ذاتی املاک ضبط کرلیں جو نوفل کی حفاظت میں تھیں۔ نوفل ھی مامون کے دونوں معصوم بچوں کا بھی نگران تھا جو ہنوز بغداد میں تھے۔ بزدل و بے شرم صلاح کاروں نے امین کو یہ بھی مشورہ دیا کہ وہ مامون کے بچوں کو اپنے قبضے میں کرے اور اگر مامون سرکشی سے باز نہ آئے تو انہیں قتل کردے۔ لیکن امین نے اس مشورے کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔

امین نے متعدد فوجیں مامون کے خلاف بھیجیں۔ مگر طاہر بن حسین نے ہر ایک کو شکست فاش دی۔ طاہر نے آگے بڑھکر قزوین اور حلوان پر قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد مامون نے طاہر کو اھواز کیطرف بھیجا اور ھرثمہ کو شمال کی جانب۔ اب مامون نے ''امیرالمومنین'' کا لقب اختیار کرلیا، اور ایران میں آپ خلیفۂ وقت تسلیم کرلیا گیا۔ فضل بن سہل تبت سے لیکر ھمدان اور بحر ھند سے لیکر بحر خزر تک کے علاقے کا وزیراعظم، ''امیرالحرب'' اور ''امیرالخراج'' مقرر ھوا۔ علی بن ھشام، نعیم بن خازم اور حسن بن

Marfat.com

سہل اسکے معاون مقرر ہوئے---ادھر شام میں علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن امیر معاویہ نے جو "سفیانی" کے لقب سے مشہور تھا (علی بن عبداللہ سفیانی کی ماں کا نام نفیسہ تھا، جو عباس بن علی کرم اللہ وجہ کی پوتی تھیں ۔ یہ عباس حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے تھے) اپنی خلافت کا اعلان کردیا ۔اسکے ساتھ ہی مشہور اسلامی سپہ سالار مسلمہ کے ایک پوتے نے بھی خلافت کا دعویٰ کردیا ۔ مگر یہ دونوں نا کام رہے اور رو پوش ہوگئے۔

اس اثناء میں طاہر بن حسین نے اہواز، یمامہ، بحرین، عمان اور پھر واسط پر قبضہ کرلیا ۔ عباس بن ہادی نے، جو امین کی طرف سے کوفہ میں گورنر تھا، مامون کی اطاعت قبول کرلی ۔ اسکی نقل بصرے کے گورنر منصور بن مہدی، اور حرمین الشریفین کے گورنر داؤد بن عیسیٰ بن ابراہیم بن محمد عباسی نے بھی کی ۔ اسکے بعد طاہر نے مدائن پر قبضہ کرلیا اور بغداد تک جا پہنچا ۔ ادھر شمال سے ہرثمہ نے اپنی فوج کے ساتھ آ کر بغداد کا محاصرہ کرلیا۔ ان دو کے علاوہ مامون نے ایک تیسرے جنرل زہیر بن مصحیب کو نئی فوج کے ساتھ بغداد بھیجا ۔ ان تینوں نے بغداد کو ۱۹۷ ھ (۸۱۳ء) میں سب طرف سے گھیرلیا ۔ کئی ماہ تک محاصرہ جاری رہا اور قریباً نصف شہر غارت ہوگیا ۔

آخر کار امین نے اس شرط پر اطاعت قبول کی کہ اسے اسکے بھائی مامون کے پاس لیجایا جائے ۔ اسکے بعد امین نے خود کو ہرثمہ کے حوالے کردیا اور دونوں ایک کشتی میں بیٹھکر ہرثمہ کے کیمپ کی طرف روانہ ہوئے ۔ یہ یک شنبہ ۲۳ محرم ۱۹۸ھ (مطابق ۸۱۳ء) کی شب کا واقعہ ہے۔ لیکن یہ کشتی دجلہ کے درمیان میں ہی تھی کہ سنگدل ایرانیوں نے پتھر مار کر اسے ڈبودیا اور ہرثمہ اور امین بمشکل تیر کر کنارے پر لگے ۔ جہاں ایرانی سپاہیوں نے امین کو پکڑ لیا اور اسی رات کو قتل کرکے اسکا سر بغداد کی ایک دیوار پر لٹکا دیا ۔

Marfat.com

مامون نے جب یہ واقعہ سنا تو بہت غم زدہ ہوا، قاتلوں کو سزا دی، اور امین کے یتیم بیٹوں کو متبنیٰ کرلیا۔ انکی تعلیم و تربیت کا ذمہ دار اس نے ملکہ زبیدہ کو بنایا اور جب وہ بڑے ہوئے تو انکی شادیاں اپنی بیٹیوں سے کیں۔ اس نے امین کے اهل خاندان کے ساتھ عمدہ سلوک کیا۔ امین کا انتقال صرف ۲۸ سال کی عمر میں چار سال آٹھ ماہ کی پر شور حکومت کے بعد ہوا۔*

---

* ''عربوں کی مختصر تاریخ'' (انگریزی)۔ صفحات ۲۵۴ - ۲۶۲

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

(۷)

ابو العباس عبداللہ المامون بن ہارون

۱۹۸ ھ / ۸۱۳ ء — ۲۱۸ ھ / ۸۳۳ ء

مامون الرشید بھی نظام ملوکیت کا ایک نمائندہ تھا اور بہت شاندار نمائندہ تھا۔ اسکی عظمت، حکومت و سلطنت اور ساز و سامان ملوکیت ھارون الرشید سے کسی طرح کم نہ تھے لیکن وراثتی بادشاھت کے تباہ کن اصول میں انقلاب پیدا کرنیکی اس نے بہت کوشش کی۔ سب سے پہلے اسنے اپنے چھوٹے بھائی ابو عیسیٰ کو اپنے بعد خلافت کیلئے نام زد کرنا چاھا مگر وہ اسکی زندگی ھی میں فوت ھوگیا۔ چونکہ مامون خود ایک فقیہ، بلند پایہ عالم اور شریعت اسلامی سے کما حقہ واقف تھا، اسلئے اسنے اپنے صحیح جانشین کی تلاش میں کافی جانفشانی کی۔ ۲۰۰ ھ میں اسنے تمام آل بنی عباس کو، جنکی تعداد ۳۳ ہزار کے قریب تھی دارالخلافت میں طلب کیا اور ایک سال تک ان سبکو اپنے یہاں مہمان رکھکر انمیں سے ایک ایک آدمی کی قابلیت کا اندازہ کیا مگر کسی کو معیار خلافت کے مطابق نہ پایا۔

اسکے بعد اس نے اپنے بھائی قاسم المؤتمن کی ولی عہدی کو ختم کرکے، جسے ھارون الرشید نے نامزد کیا تھا، اعلان عام کردیا کہ آل بنی عباس میں کوئی شخص اس قابل نہیں جو حضرت امام علی الرضا رحمتہ اللہ علیہ کی ھمسری کر سکے۔ اسلئے ان کو ولی عہد خلافت مقرر کرکے سب سے بیعت لی۔ لیکن ۲۰۲ ھ میں ھی آل عباس نے ابراھیم بن مہدی سے بیعت کرلی اور مامون کے خلاف بغاوت شروع کردی۔ آخر صفر ۲۰۳ھ (۸۱۸ء) میں امام موصوف رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال

Marfat.com

ھوگیا ۔ اس لئے یہ کوشش ناکام رھی ۔ بایں ھمہ مامون نے اپنی سترہ اولاد ذکور میں سے کسی کو بھی نامزد نہیں کیا، بلکہ اپنے بھائی معتصم کو، جسے ھارون الرشید نے اسکی نا اھلی کی بناء پر ولی عہدئی خلافت سے محروم کردیا تھا، ۲۱۸ ھ میں اپنے انتقال کے وقت نامزد خلافت کردیا ۔ آئندہ تمام خلفائے بنی عباس اسی معتصم کی اولاد میں ھوئے ۔

امین کے قتل کے بعد ساری مملکت مامون کے قبضے میں آگئی ۔ مامون کا شیعی ایرانی مددگار فضل بن سہل اب وزیر سلطنت تھا اور سیاہ و سپید سب اسی کے ھاتھ میں تھا ۔ سلطنت کا تمام کاروبار وہ کیا کرتا تھا اور مامون علما و فضلا کی صحبت میں فلسفہ کے مسائل کی موشگافیاں کیا کرتا ۔ سلطنت کے ساتھ مامون بھی اسکے زیر اثر تھا اور یہی وجہ تھی کہ امین کے بعد ابتدا میں مامون نے بغداد کے بجائے مرو (خراسان) کو اپنا مستقر سلطنت بنالیا ۔ عربوں کو یہ بات سخت ناگوار ھوئی اور سارے ملک میں ھل چل مچ گئی ۔ مگر فضل بن سہل ان حالات کی خبر مامون کو نہ ھونے دیتا* ۔

امین کی موت کے بعد ھی نصر بن شاباز عقیلی اموی نے مامون کے خلاف میسو پٹیمیا میں علم بغاوت بلند کیا اور پانچ سال تک عباسی افواج اسکا کچھ نہ بگاڑ سکیں ۔ عراق میں رعایا نے حسن بن سہل 'گورنر عراق' کے خلاف بغاوت کردی ۔ اسی زمانے میں بنی فاطمہ اور حضرت جعفرطیار رضی اللہ عنہ کی اولاد نے بھی عباسیوں کے خلاف تحریکات شروع کیں ۔ چنانچہ کوفہ میں ابن طبا طبا علوی نے جمادی الثانی ۱۹۹ ھ (۸۱۴ ء) میں اپنی خلافت کا اعلان کردیا اور ایک ابن الوقت ابوسرایہ نے اسکی اعانت کی ۔ مگر ثانی الذکر نے کچھ مدت کے بعد ابن طبا طبا کو زھر دیکر شہید کردیا اور اسکی جگہ ایک علوی بچہ

---

* "ھماری بادشاھی" صفحات ۹۱—۹۲ اور "تاریخ افکار و سیاسیات اسلامی" صفحات ۵۳—۵۵

Marfat.com

کو بڑھادیا۔ اسوقت حجاز میں بھی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے کے ھاتھ پر لوگوں نے الگ بیعت کرنا شروع کردی۔ غرضیکہ اسوقت حدود ایران سے لیکر یمن تک تمام مملکت میں بد امنی، طوائف الملوکی اور قتل و غارتگری پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن انمیں سے کسی ایک بات کی خبر بھی مامون کو نہ تھی۔ جب حالت بہت نازک ھوگئی تو فضل بن سہل کو مجبوراً اپنے حریف مشہور سپہ سالار ھرثمہ کی امداد حاصل کرنی پڑی۔ ھرثمہ نے ابوسرایہ کو شکست دیکر قتل کر دیا اور اس علوی بچہ کو مامون کی خدمت میں مرو بھیجدیا، جسے ابوسرایہ نے ابن طبا طبا کا جانشین بنایا تھا۔ مامون نے اسکی تربیت کی۔ جب ھرثمہ عراق کی بغاوت فرو کر چکا تو فضل بن سہل نے اسے مصر جانے کا حکم دیا، مگر اسکے خلاف ھرثمہ نے مرو کو واپس آکر مامون کو ان حالات کی اطلاع دی۔ اسکے بعد وہ اپنے مکان کو واپس جارھا تھا کہ فضل بن سہل کے آدمیوں نے اسے راہ میں گھیر کر قتل کر دیا۔ مامون کو ھرثمہ کے قتل کی اطلاع بھی عرصے تک نہ ملی، جسکے باعث فوج میں سخت شورش بپا ھوگئی کیونکہ ھرثمہ فوج میں نہایت ھر دلعزیز تھا۔ بغداد میں زبردست ھنگامہ ھوا اور لوگوں نے عراق کی گورنری سے حسن بن سہل کو معزول کرکے اسکی جگہ منصور بن مہدی کو گورنر بنا دیا۔

۲۰۰ھ - ۸۱۵ء میں مامون نے فاطمی امام جناب علی الثالث بن موسیٰ کو مدینہ سے بلا کر ولی عہد سلطنت بنایا اور ۲ رمضان ۲۰۱ھ کو "الرضا من آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم" کے لقب سے آنکے لئے بیعت لی گئی۔ مامون نے امام علی رضا رحمت اللہ علیہ کے نکاح میں اپنی بیٹی بھی دی تھی۔ جناب علی رضا رحمت اللہ علیہ کی اولاد "رضوی" کہلاتی ہے اسی کے ساتھ مامون نے عباسیوں کے سیاہ رنگ کو ترک کرکے

Marfat.com

فاطمیوں کا سبز رنگ اختیار کیا ۔ بغداد کے عباسیوں نے جب یہ خبریں سنیں تو انھوں نے علی الاعلان بغاوت کردی اور ابراھیم بن مہدی کو مامون کی جگہ اپنا خلیفہ منتخب کر لیا ۔

آخر کار امام علی رضا رحمتہ اللہ علیہ نے ان تمام حالات کی اطلاع جب مامون کو دی تو وہ سراسیمہ ھو گیا ۔ اور فوراً اپنے تمام دربار اور فوج کے ساتھ مرو سے بغداد کی طرف روانہ ھو گیا ۔ اسی وقت فضل بن سہل کے دشمنوں نے اسے مرو سے کچھ دور سرخس کے مقام پر حمام کے اندر مار ڈالا ۔ یہ بات غلط ھے کہ فضل بن سہل کی موت میں مامون کا کوئی ھاتھ تھا ۔ طوس کے مقام پر مامون کچھ روز اپنے باپ ھارون الرشید کی قبر پر ٹھیرا ۔ یہیں اسی موقع پر امام علی رضا رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ھو گیا اور وہ وھیں دفن ھوئے ۔ مامون نے انکے مزار پر عظیم الشان قبہ بنوایا ۔ یہ جگہ بعد ازاں مشہد مقدس کہلائی اور آج تک دنیا بھر کے شیعہ زائر وھاں بغرض زیارت جایا کرتے ھیں ۔ امام علی رضا رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال صفر ۲۰۳ھ مطابق اگست ۸۱۸ء میں ھوا اور آنکے بیٹے جناب محمد الملقب بہ ''جواد'' و ''تقی'' آنکے جانشین ھوئے ۔ یہ الزام قطعی غلط ھے کہ مامون نے امام علی رضا رحمت اللہ علیہ کو زھر دلوا کر شہید کروا دیا تھا ۔ نہروان کے مقام پر پہنچکر مامون نے طاھر بن حسین وغیرہ کے مشورے سے علویوں کے سبز رنگ کے بجائے بدستور سابق عباسیوں کا سیاہ رنگ اختیار کر لیا ۔

مامون کے بغداد میں داخل ھوتے ھی تمام انتشار رفع ھو گیا ۔ بغاوتیں خود بخود فرو ھو گئیں اور لوگ امن سے رھنے لگے ۔ مامون نے بغداد کی حالت کو درست کرنے اور ملک میں امن و امان قایم کرنے میں بیحد انہماک دکھایا ۔ احمد بن ابو خالد ، جو 'احول' کے نام سے مشہور تھا ، مامون کا وزیر تھا ۔

Marfat.com

مکہ و مدینہ کی حکومت ایک علوی امیر کے سپرد تھی۔ کوفہ اور بصرے کے گورنر خلیفۂ وقت کے دو بھائی تھے۔ شرق صوبجات کا نائب السلطنت طاہر بن حسین تھا۔ جب اسکا انتقال ۲۰۷ھ - ۸۲۲ء میں ہو گیا تو اسکی جگہ اسکے بیٹے طلحہ کو مقرر کیا گیا، جسنے سات سال تک ان صوبوں پر حکومت کی۔ طاہر کا دوسرا بیٹا عبداللہ شام اور مصر کے صوبوں کا گورنر تھا اور اسکے ذمہ نصر عقیلی کی تادیب بھی تھی۔ عبداللہ بن طاہر نے اسے جنگ میں شکست دی اور گرفتار کر کے مامون کے پاس بھیج دیا جسنے حسب معمول رحمدلی سے اسے معاف کر دیا۔ میسوپٹیمیا میں امن قایم کر کے عبداللہ بن طاہر نے مصر کی طرف توجہ کی، جہاں بغاوتیں برپا تھیں۔ اسنے وہاں پہنچکر یہ سب بغاوتیں فرو کر دیں۔ اسپین کے اموی حکمران نے بہت سے سرکش اندلسی مسلمان خاندان وہاں سے نکال دیئے تھے جو مصر چلے آئے تھے اور اسکندریہ میں بد امنی کا باعث تھے۔ عبداللہ نے انسے فہمائش کی کہ وہ یا تو اطاعت قبول کریں ورنہ ملک خالی کر دیں۔ انہوں نے اقریطش کو ھجرت کرنیکی اجازت مانگی، جو فوراً منظور ہوئی۔ ان ناخواندہ و ناپسندیدہ مہمانوں کی ہر طرح مدد کی گئی تاکہ وہ جزیرۂ اقریطش فتح کر لیں۔ چنانچہ ان اندلسی مسلمانوں نے عباسی امداد سے ۲۱۰ھ (۸۲۵ء) میں جزیرۂ مذکور کو فتح کر لیا اور اسمیں آباد ہو گئے۔ انکی نسل وہاں ابتک موجود ہے۔

جزیرۂ اقریطش کی فتح سے دو سال پیشتر (۲۰۸ھ - ۸۲۳ء) میں زیادۃ اللہ اغلب نے جزیرۂ سسلی (صقلیہ) کو فتح کر کے مملکت عباسیہ میں شامل کر دیا تھا۔ اسی زمانے میں یمن و خراسان کی بغاوتیں فرو کی گئیں اور مامون کو قتل کرنے کی سازش کا انکشاف ہوا، جسکے بانی بعض ممتاز عباسی تھے۔ ان لوگوں کو مناسب مگر نرم سزائیں دی گئیں۔

Marfat.com

رمضان ۲۱۰ھ مطابق ۸۲٦ - ۸۲۵ء میں مامون کی شادی خدیجہ سے ہوئی جو بوران کے لقب سے ملقب اور اس کے وزیر حسن بن سہل کی حسین و جمیل بیٹی تھی - مامون سے اسکی نسبت مرو کے مقام پر پیشتر ہی ہو چکی تھی - یہ نہایت شاندار شادی، جسمیں حسن بن سہل نے پانچ کروڑ درہم خرچ کئے تھے، اور شاہی بارات کو، جو ہزارہا نفوس پر مشتمل تھی، سترہ روز تک دعوت دی تھی، ''فم الصلح'' کے مقام پر ہوئی تھی، جو دریائے دجلہ اور نہر کے اتصال پر واقع تھا، اور جہاں اسوقت حسن بن سہل کی سکونت تھی - یہ شادی شاہانہ شان و شوکت اور عجیب و غریب قسم کی نادر الوجود مہمانداریوں کے باعث اسلامی تاریخ میں ایک یادگار چیز شمار ہوئی ہے - مامون نے حسن بن سہل کے اس مالی نقصان کی تلافی کے طور پر جو اس شادی میں ہوا تھا، اسے علاقہ جات فرس اور اہواز کی ایک سال کی آمدنی عطا کی تھی- بوران تاریخ اسلام میں نہایت ممتاز و لائق خاتون کی حیثیت سے مشہور ہے- وہ مامون پر بہت حاوی تھی مگر اسکا یہ اثر رعایا کے لئے مفید تھا- وہ بڑی فیاض و مخیر تھی- اسنے بغداد میں متعدد زنانہ شفاخانے کھولے - وہ مامون کے بعد پچاس برس اور زندہ رہی اور ۸۸۳ء میں فوت ہوئی *-

مامون کی حکومت کے آغاز ہی میں (۲۰۱ھ - ۸۱٦ء میں) بابک نامی ایک اور لٹیرے نے مازندران کے ایک دشوار گذار علاقہ پر قبضہ کر لیا تھا - وہ ''خرمیہ'' نامی ایک مجوسی فرقے سے تعلق رکھتا تھا، جو تناسخ کا قائل تھا اور یہودی، عیسائی یا اسلام کسی مذہب کے آئین اخلاق کا معترف نہ تھا - وہ اپنے پہاڑی قلعہ سے یلغار کرکے ہمسایہ علاقوں پر تاخت و تاراج کرتا، مردوں کو قتل کرتا اور عورتوں کو پکڑ کے لیجاتا اسمیں عیسائی، یہودی یا مسلمان کسیکی تخصیص نہ تھی-

---

* ''تاریخ افکار و سیاسیات اسلامی'' صفحہ ٦۹

Marfat.com

اسکی سرکوبی کے لئے بار بار افواج بھیجی گئیں مگر پسپا ہو کر واپس آئیں ۔ اسطرح وہ کئی سال تک آزادانہ لوٹ مار کرتا رہا ۔ جب عباسی افواج نے اسپر سخت یورش کی تو اسنے اپنے ساتھ یونانی بازنطینی عیسائی شہنشاہ قسطنطنیہ کو ملا لیا۔ اسوقت قسطنطنیہ میں طوفیل نامی نصرانی بادشاہ حکمرانی کر رہا تھا، جو شاہ میکائیل کا بیٹا تھا اور ۲۰۹ھ میں تخت پر بیٹھا تھا۔ طوفیل نے اچانک اسلامی علاقے پر حملہ کر دیا اور بیشمار مسلمان بیگناہوں کو تہ تیغ کر ڈالا ۔ مامون بہ نفس نفیس میدان جنگ میں آیا اور طوفیل کو سخت شکست دی، جو صلح کا خواستگار ہوا۔ ان متواتر جنگوں نے عربوں کو نصرانی یونانیوں سے ہمیشہ کیلئے متنفر کر دیا اور وہ عداوت آج تک قائم ہے۔ یونانیوں کو شکست دینے کے بعد مامون مصر پہنچا ۔ اس کے ایک مشہور ترکی جرنل افشین نامی نے بالائی مصر کے دور دراز علاقے ''الفرمہ،، کو فتح کیا، جہاں باغیوں نے پناہ لی تھی ۔ یونانیوں کو روکنے کے لئے واپس آکر مامون نے طرسوس کے شمال میں ستر میل کے فاصلے پر طیانہ کی قلعہ بندی کی۔ ہنوز یہ کام پورا نہوا تھا کہ مامون کی موت کا وقت قریب آگیا اور وہ طرسوس کے قریب بداندون نامی ایک مقام پر ۱۸ رجب ۲۱۸ھ مطابق ۹ اگست ۸۳۳ء کو فوت ہوا اور طرسوس کے ایک باغ میں دفن ہوا ۔ مرتے وقت اسنے اپنے بھائی معتصم کو اپنا جانشین بنایا۔

خلیفہ مامون الرشید ۱۷۰ھ میں ٹھیک اسی روز پیدا ہوا تھا جس روز اسکا باپ خلیفہ ھارون الرشید تخت سلطنت پر بیٹھا ۔ مامون نے بیس سال اور چھ ماہ تک خلافت کی ۔ وہ قوی الجثہ اور حسین و جمیل شخص تھا ۔ وہ خلفائے بنی عباس کا بلا خوف تردید بہترین خلیفہ ہوا ہے۔ وہ دور اندیشی ، عزم ، رحمدلی ، قوت فیصلہ ، دانائی، بے تعصبی، بہادری ، فیاضی، سیاست دانی اور

Marfat.com

شان و شوکت کیلئے معروف تھا ۔ عربوں کی تمام مشترکہ تاریخ میں مامون کی خلافت کا زمانہ ''عہد زریں'' کہا جاتا ہے ۔ ایسا کہنا حق بجانب ہے کیونکہ اسکی سلطنت کے بیس سال کے دوران میں مسلمان قوم کی علمی، ادبی ، فنی و ذہنی رفعت بام عروج پر پہنچ گئی تھی ۔ سائنس کی ہر شاخ اور علوم و فنون کے تمام شعبے مسلمانوں کے دماغوں کے تختہ مشق تھے ۔ ایشیائی تہذیب، تمدن و ثقافت (کاچر) اس سے پیشتر کبھی اتنی ترقی نہ کر سکے تھے ۔ یہ ذہنی ورثہ عرب اسپین اور نصرانی قسطنطنیہ کو پہنچا جہاں سے تمام جدید یورپ نے کسب فیض کیا ۔ مامون اعتقاد کامل رکھتا تھا کہ اسکی رعایا کی حقیقی خوشحالی انکی اعلیٰ تعلیم و ترقی ثقافت میں مضمر ہے ۔ اسکے ہاتھ سے دنیا میں غالباً پہلی مرتبہ علوم، فنون اور کاچر کی آزادانہ اشاعت ہوئی ۔ مامون کی مذہبی رواداری اور بے تعصبی نسل ، عقیدے اور رنگ وغیرہ کے امتیاز سے منزہ تھی ۔ اسکے زمانے میں تمام مناصب بلا تخصیص قوم و ملت ہر شخص کیلئے کھلے ہوئے تھے ۔ اسکی مشاورتی کونسل میں مسلمان، یہودی، عیسائی، صابئی اور زرتشتی سب شامل تھے ۔

آزادئی ضمیر و مذہب ہمیشہ سے اسلام میں غیر مسلموں کو حاصل رہی ہے مگر مامون کا زمانہ اسکے لئے خصوصیت سے ممتاز تھا ۔ مامون کی سلطنت میں عیسائیوں کے گیارہ ہزار گرجے اور یہودیوں اور آتش پرستوں کے صدہا کنیسے اور آتش خانے تھے ۔ مامون خود قرآن، حدیث و فقہ کا زبردست عالم تھا ۔ وہ امام علی رضا رحمتہ اللہ علیہ کا شاگرد تھا ۔ واصل بن عطا نے (جو امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ اور امام حسن البصری رحمتہ اللہ علیہ کا شاگرد تھا) جس ''معتزلہ'' فرقہ کی بنیاد ڈالی تھی ، مامون اسکا متبع تھا اور اپنی مملکت میں اس طریق مذہب کو رائج کرنے کا شائق تھا ۔ ۲۱۷ھ میں اسنے گورنر بغداد کو لکھا کہ وہ تمام علماء

Marfat.com

وقت کو جمع کرکے مذہب اعتزال کی دعوت دے۔ اکثر علماٗ و فقہا معتزلی ہوگئیے مگر بعض، بالخصوص حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ، نے اسکی شدید مخالفت کی۔

مامون کے زمانے میں یونانی، قدیم شامی اور کلدانی زبانوں سے عربی میں کتابوں کے جو تراجم کئے جاتے تھے، وہ کوستا بن لوقا کے زیر نظر ہوتے تھے قدیم ایرانی زبان سے عربی میں تراجم یحیی بن ہارون کی زیر نگرانی ہوتے، اور سنسکرت سے عربی میں دوبان نامی برہمن کے ماتحت۔ مامون کے زمانے میں علم ہیئت کو بہت ترقی ہوئی، چاند اور سورج کے گرھن، اور اجرام فلکی کے متعلق بڑی بڑی موشگافیاں اور تحقیقات ہوئیں۔ اور اسوقت جبکہ عیسائی یورپ کرۂ ارض کے چپٹے ہونیکا یقین رکھتا تھا، زمین کی پیمائش کا بحر قلزم کے کنارے ایک ڈگری کو ناپ کر حساب لگایا گیا۔ ابوالحسن نے دور بین ایجاد کی، جسے مراغا اور قاہرہ کی رصدگاہوں میں استعمال کیا گیا۔ علم الحساب، اقلیدس، فلسفہ، ہئیت، نجوم اور طب وغیرہ پر متعدد کتب لکھی اور شائع کی گئیں۔ پہلی اسلامی رصدگاہ مامون ہی نے تدمور کے میدان میں شماسیہ کے مقام پر قایم کی تھی۔ اسکے بعد پھر واسط اور اپامیا وغیرہ میں بھی قایم ہوئیں۔ مامون نے قدیم ایرانی زبان، ادب و شاعری کی بھی تجدید کی۔ جدید ایرانی شاعری کا بانی شاعر عباس مروزی مامون ہی کے عہد میں تھا۔

مامون کے زمانے میں سب سے بڑی خرابی یہ ہوئی کہ سلطنت عربوں کے ہاتھ سے نکلکر کایتہً ایرانیوں کے ہاتھ میں آگئی— شمالی افریقہ میں ''مغرب الاقصیٰ'' پر ادریسی حکومت کے آغاز اور اسکے سلطنت عباسیہ سے جدا ہو جانیکا ذکر خلیفہ ہادی کے بیان میں آچکا ہے۔ ہارون کے زمانے میں افریقیہ (قیروان) پر

Marfat.com

خاندان اغلب کی حکومت قایم ہوگئی۔ اور مامون کے عہد میں
یمن میں حکومت زیادیہ اور خراسان میں حکومت طاہریہ کا
مزید اضافہ ہوا۔ یہ چاروں حکومتیں آزاد تھیں۔ *

* ”عربوں کی مختصر تاریخ“ (انگریزی) صفحات ۲۶۳—۲۸۰

Marfat.com

(۸)

ابو اسحاق محمد المعتصم باللہ بن ہارون الرشید

۲۱۸ھ — ۲۲۷ھ
۸۳۳ء — ۸۴۲ء

آج اس بات کا سمجھنا محال ہے کہ مامون الرشید نے اپنے بیٹے عباس کے مقابلہ میں ، جو فوج میں بہت محبوب تھا ، اپنے جاہل بھائی معتصم کو کیوں ترجیح دی ۔ بہر نوع عباس نے اپنے باپ کی خواہش کے مطابق اپنے چچا معتصم کی بیعت قبول کرلی اور تمام فوج نے بھی اسکی پیروی کی ۔ معتصم نے امور سلطنت میں ہو بہو اپنے بھائی مامون کی نقل کی مگر اس سے ایک بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی ۔ مامون کے زمانے میں عربوں کا اثر و اقتدار مٹ کر ایرانیوں کا ہر شعبۂ سلطنت پر جو تسلط ہوگیا تھا ، اسکو رد کرنیکے لئے اسنے ترکوں یا ترکمانوں اور دیگر اجنبیوں پر مشتمل ایک مستقل فوج تیار کی ۔ اسی ترکمان فوج کے ہاتھوں عباسی سلطنت کا خاتمہ ہوا ۔ ان ترکمانوں کا تعلق سلطنت ترکی کے عثمانی ترکوں سے نہ تھا ، حالانکہ قوم ایک ہی تھی ۔ اس فوج میں ترکی مملوک (غلام) اور وسطی ایشیا ، یمن و مصر سے بھرتی کئے ہوئے رنگروٹ ہوا کرتے تھے ۔ ماوراء النہر کے رنگروٹوں کو ''فراغنہ'' اور افریقہ اور یمن کے لوگوں کو ''مغاربہ'' کہا جاتا تھا ۔ اس فوج کے افسر بھی ترک مملوک ہوا کرتے تھے ۔ اسطرح اس فوج کا تعلق عرب اور ایرانی افواج سے کچھ نہ تھا ۔ کچھ عرصے کے بعد اس فوج کے سردار اس قدر قابو یافتہ ہوگئے کہ انہوں نے عباسی خلفاء کو اپنی مرضی کے مطابق معزول

Marfat.com

کیا یا بحال رکھا ۔ جب بغداد کے باشندوں نے انکی مخالفت کی اور بغاوت پر آمادہ ہوئے تو معتصمؒ نے بغداد سے شمال و مغرب کی جانب کئی روز کی مسافت پر مستقر سلطنت سمرہ یا "سرہ من رائے" کو منتقل کردیا ، جہاں وہ اپنی اس محبوب ترک مملوک فوج کے ساتھ چلا گیا ۔ وہاں آسنے اپنے اوز اپنی اس فوج کے سرداروں کیلئے شاندار محلات تعمیر کرائے ۔ اور اپنے ڈھائی لاکھ ترک سپاھیوں کے لئے مکانات اور ڈیڑھ لاکھ گھوڑوں کیلئے اصطبل بنوائے ۔

معتصم کے دوران حکومت میں دریائے دجلہ کے کنارے ہندوستانی جاٹ ، جنہیں عرب لوگ "زط" کہتے تھے ، نمودار ہوئے ۔ انکی تعداد سترہ ہزار کے قریب تھی ۔ یہ وہاں کسطرح پہنچے ؟ تاریخ اس مسئلہ پر خاموش ہے ۔ معتصم کی فوج انہیں گرفتار کرکے بغداد لائی ، کیونکہ انہوں نے تاخت و تاراج شروع کردی تھی ۔ اسکے بعد انہیں صوبۂ سلیسیا کی سرحد پر آباد کردیا گیا ۔ مگر یونانیوں نے بلا کسی وجہ کے ان پر حملہ کردیا ، انکی اکثریت تہ تیغ کردی گئی اور جو باقی بچے انہیں یونانی پکڑ کر اور غلام بنا کر لیگئے ۔ یونانیوں نے ان جاٹ غلاموں کو صوبۂ تھریس میں آباد کردیا ۔ کہا جاتا ہے کہ جزیرہ نمائے بلقان میں موجودہ بوھیمی زنگاری اور خانہ بدوش قبایل انہیں کی اولاد ھیں ۔

۸۳۵ ء میں حضرت امام محمد تقی رحمت اللہ علیہ کا بغداد میں انتقال ھوا ۔ آپکی والدہ اُم الفضل خلیفہ مامون الرشید کی دختر تھیں ۔ آپکے بعد حضرت سیدنا امام علی نقی رحمت اللہ علیہ دسویں امام اھل بیت ھوئے ۔

اس زمانے میں بابک خرمی کی قتل و غارتگری اپنے شباب پر تھی ۔ چنانچہ معتصم نے اپنے بہترین ترک جرنل افشین کو اسکے استیصال پر مامور کیا ۔ افشین نے بابک کے مضبوط ترین

Marfat.com

قلعہ و جائے پناہ پر قبضہ کرلیا اور اُسکے بیٹے اور عزیزوں کو گرفتار کر کے بغداد بھیجدیا ، جہاں اُنکے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کیا گیا ۔ بابک اور اُسکا بھائی آرمینیا کو بھاگ نکلے تھے مگر ایک آرمنی سردار نے اُنھیں گرفتار کر کے افشین کے حوالے کردیا ۔ اُن دونوں کو بغداد لایا گیا جہاں پہلے ہاتھی پر بٹھا کر سڑکوں پر اُنکی تشہیر کی گئی، پھر قتل کردیا گیا ۔ افشین نے سات ہزار عیسائی اور مسلمان عورتیں بابک کی قید سے آزاد کرائیں ۔ ان قابل قدر خدمات کے صلے میں افشین پر شاہانہ انعامات و اکرام کی بارش کی گئی ۔

جبکہ افشین ماژندران میں مشغول تھا ، بابک خرمی کے حلیفِ بازنطینی یونانی شہنشاہ قسطنطنیہ طوفیل نے اچانک اسلامی علاقوں پر یورش کردی ۔ طوفیل نے صوبہٗ کپاڈوسیا کو پامال کرڈالا ، آبادیاں ویران کردی گیئں ، مسلمان مردوں کو تہ تیغ کیا اور آگ کی طرح دھکتی ہوئی لوہے کی سلاخوں سے اندھا کیا گیا یا اُنکے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے گئے اور بچوں اور عورتوں کو غلام اور لونڈیاں بنا کر لیگئے ۔ عیسائیوں نے جہاں بیسیوں اسلامی شہر برباد کئے وہاں معتصم کے مولد زبطرہ کو بھی زمین کے برابر کردیا ۔ معتصم نے بھی اس بہیمیت کا خوفناک انتقام لیا ۔ اُسنے انقرہ سے آگے بڑھکر طوفیل کو سخت شکست دی اور طوفیل کے مولد اموریم کو پچاس دن کے محاصرے کے بعد فتح کر کے زمین سے ملادیا ۔ معتصم نے تیس ہزار عیسائی قتل کئے اور باقی کو وہ مع یونانی کمانڈر یاطس کے بغداد لیگیا ۔ خلیفہ با سفورس کی جانب بڑھنا چاھتا تھا کہ اُسکو اپنے کمپ کے اندر ایک خطرناک سازش کا پتہ لگا ، جسنے اُسکی تمام آئندہ تجاویز کو درھم برھم کردیا ۔ بعض عرب سپہ سالاروں نے ، ترکوں کے غیر معمولی اثر و اقتدار اور خلیفہٗ وقت کی عربوں سے بے اعتنائی کے خلاف سازش کی اور معتصم کو قتل کر کے عباس بن مامون الرشید کو خلیفہ بنانا چاھا ۔ جب

Marfat.com

معتصم پر اس سازش کا انکشاف ہوا تو آسنے عباس اور اسکے ہوا خواہوں کو فوراً قتل کرادیا ، طوفیل کے ساتھ معاہدۂ صلح ہوگیا اور عباسی افواج سمرہ کو پلٹ آئیں ۔

۲۲۴ ھ میں طبرستان کے مجوسی سردار مضیار نامی نے علم بغاوت بلند کیا ۔ یہ سمجھکر کہ عبداللہ بن طاہر مضیار کی بغاوت کو فرو نہ کرسکیگا اور پھر معتصم مجبور ہوکر اسے شرق صوبجات کا وائسرائے مقرر کرے گا ، افشین نے خفیہ طور پر مضیار کو لکھا کہ وہ اطاعت قبول نہ کرے اور برابر لڑے جائے ۔ مگر عبداللہ نے مضیار کو گرفتار کر کے بغداد بھیجدیا ، جہاں آسنے معتصم کو افشین کے وہ خطوط دکھائے ۔ مضیار قتل کردیا گیا اور افشین کو اسکے اپنے مکان ہی میں قید کردیا گیا جہاں وہ بھوکوں مر گیا ۔ اسکے بعد ہی ۱۹ ربیع الاول ۲۲۷ ھ مطابق ۵ جنوری ۸۴۲ ء کو معتصم کا انتقال ہوگیا ۔

معتصم نے زراعت کو بہت ترقی دی ۔ وہ بہت گرم مزاج اور سخت دل انسان تھا ، مگر آسپر اپنے قاضی القضاۃ احمد بن ابو داؤد کا بڑا اثر تھا ، جو معتزلہ کا سردار تھا اور خلیفہ کو ہمیشہ نیکی و نرمی کی جانب مائل رکھتا تھا ۔ ہر چند کہ خلیفہ معتصم بے پڑھا لکھا تھا مگر بڑا بہادر اور نہایت منتظم تھا ۔ طاقتور وہ اتنا تھا کہ روپیہ کا نقش انگلیوں سے رگڑ کر مٹادیتا اور بوجھ لادنیوالے جانوروں کو بوجھ سمیت آٹھا لیتا تھا * ۔

---

* "عربوں کی مختصر تاریخ" صفحات ۲۸۱—۲۸۵ ۔

Marfat.com

(۹)

ابو جعفر هارون الواثق باللہ بن معتصم

۲۲۷ھ — ۲۳۲ھ
۸۴۲ء — ۸۴۷ء

واثق اچھا بادشاہ تھا۔ وہ سخی اور رحمدل تھا۔ اسکا نظام حکومت معقول اور رواداری پر مبنی تھا۔ اسکی نجی زندگی پاک و صاف تھی۔ وہ ادب و سائنس کا سر پرست تھا اور صنعت و تجارت کو فروغ دیتا تھا۔ وہ خود ایک عمدہ ادیب و مغنی تھا۔ اسکے ملک میں گداگر کا نام بھی نہ تھا۔ اسکے عہد میں یونانیوں اور عربوں کے درمیان جنگی قیدیوں کا تبادلہ بڑے پیمانے پر ہوا تھا۔

واثق نے اپنے باپ کی غلطی کو جاری رکھا، یعنی اسنے عربوں اور ایرانیوں کے مقابلے میں ترکوں کو عزت و ترقی بخشی۔ اسنے ایک ترک اشناس نامی کو سلطان کا خطاب اور جواھرات سے مرصع پیٹی اور تلوار عطا کرکے نائب السلطنت مقرر کیا۔ واثق معتزلی تھا اور اسنے اس مذہب کو اپنی سلطنت میں پھیلانیکی بہت کوشش کی۔ اسکی قبل از وقت موت کے ساتھ سلطنت عباسیہ کی شان و شوکت کا چراغ گل ہو گیا۔ کیونکہ آئندہ دو صدیوں کے درمیان جتنے عباسی خلفاً ہوئے وہ کوئی اثر و اقتدار نہ رکھتے تھے۔ واثق سرہ من الرائے (سمرہ) کے مقام پر ۲۴ ذی الحجہ ۲۳۲ھ مطابق ۱۱ اگست ۸۴۷ء کو فوت ہوا۔*

---

* ''عربوں کی مختصر تاریخ'' (انگریزی) ۲۸۶ - ۲۸۷

Marfat.com

Marfat.com

(۱۰)

ابوالفضل جعفر المتوکل علی اللہ بن معتصم

۲۳۲ھ — ۲۴۷ھ
۸۴۷ء — ۸۶۱ء

واثق کے انتقال کے بعد ایک ترک غلام واصف کی مدد سے اسکا بھائی متوکل خلیفہ ہوا۔ اسنے تقریباً پندرہ سال سلطنت کی۔ وہ بڑا پکا اور راسخ العقیدہ مسلمان تھا۔ مامون کے زمانیسے مسلمان کلیتہ فلسفہ کیجانب مائل ہو گئے تھے۔اس نے پھر انہیں قرآن و حدیث کی طرف متوجہ کیا۔ وہ مذہب اعتزال کے سخت خلاف تھا چنانچہ اسنے اسکے خلاف احکام صادر کئے۔ فرقۂ معتزلہ کا اثر و اقتدار مٹ گیا اور معتزلی برطرف کر دئے گئے۔ احکام سنت پھر جاری ہوئے اور اہل سنت والجماعت دوبارہ معزز و مؤقر ہوئے۔ متوکل یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی نفرت کرتا تھا اور اسنے انہیں مسلمانوں سے ممیز کرنیکے لئے ایک خاص طرز کا لباس پہننے پر مجبور کردیا تھا۔ مگر اسے علویوں سے بھی سخت نفرت تھی۔ انتہا یہ کہ ۲۳۶ھ میں اسنے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک اور آنکے ارد گرد کی مقابر کو گروا دیا اور وہاں کاشتکاری کا حکم دیا نیز لوگوں کو اسکی زیارت سے منع کردیا۔ شیعہ مصنفین ان وجوہ کے باعث بالخصوص اسکے دشمن ہیں۔ اسکی اس قسم کی نامناسب حرکات اور دیگر زیادتیوں کے باعث مسلمان اسکے عام طور پر خلاف ہو گئے۔ علاوہ ازیں پہلے تو اسنے اپنے بڑے بیٹے منتصر کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ پھر چونکہ اسے اپنے دوسرے بیٹے معتز کی ماں سے، جو صبیحہ نام کی ایک

Marfat.com

لونڈی تھی ، بہت محبت تھی، اسلئے اسنے بعد میں منتصر سے ولیعہدی چھین کر معتز کو دینا چاہی۔ منتصر بگڑ بیٹھا اور ترک غلاموں سے اپنے باپ کو اسکے وزیر فتح بن خاقان سمیت شوال ۲۴۷ھ میں قتل کروادیا ۔ یہ ترک غلاموں کی طاقت کے آغاز کا پہلا قدم تھا۔ اسکے زمانے میں تھیوڈورا نامی قسطنطنیہ کی ملکہ نے یونانی نصرانی فوج کےساتھ مصر پر یورش کی، دمیطہ کو جلا کر خاکستر کر ڈالا اور علاقہ سلیسیا کو تباہ کردیا۔ بیس ہزار مسلمان عورت و مرد قید ہوئے ، جنمیں سے بارہ ہزار قتل کر دئے گئے ۔ *

---

* ''(۱) عربوں کی مختصر تاریخ'' صفحات ۲۸۸—۲۸۹
(۲) ''مسلمان کا عروج و زوال'' صفحات ۷۹—۸۰

Marfat.com

(۱۱)

ابو جعفر احمد المنتصر باللہ بن متوکل

۲۴۷ھ — ۲۴۸ھ

۸۶۱ء — ۸۶۲ء

باپ کو قتل کروانیکے بعد منتصر کو بھی ترک غلاموں کی بدولت چین نصیب نہو سکا۔ وہ نہایت عمدہ بادشاہ تھا۔ اسنے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزار اور دیگر مقابر کو، جو متوکل کے حکم سے منہدم کرادئے گئے تھے، از سر نو درست کروایا۔ معتزلہ اور غیر مسلموں پر جو نامناسب پابندیاں عائد کر دی گئی تھیں، وہ آسنے سب دور کر دیں ۔ وہ متقی و منصف مزاج حکمران تھا ۔ وہ اپنی رعایا کی بہبودی کا دل سے کوشاں رہتا تھا اور بہت سخی و نیک دل انسان تھا ۔ مگر جب ترکوں نے اسے بھی اپنی جانب سے بد دل پایا تو آنہوں نے اسکے طبیب ابن طیفور سے ملکر زہر آلود نشتر سے اسکی فصد کھلوا دی اور اسطرح یہ خلیفہ چھ ماہ سے بھی کم خلافت کر کے فوت ہوگیا۔ منتصر پہلا خلیفۂ بنی عباس تھا جس کی قبر پر قبہ تعمیر کیا گیا۔

Marfat.com

Marfat.com

ابو العباس احمد المستعین باللہ بن محمد بن معتصم

۲۴۸ھ — ۲۵۲ھ

۸۶۲ء — ۸۶۶ء

متوکل کی وفات کے بعد خلافت بنی عباس کا پورا اقتدار ترک غلاموں کے ہاتھ میں آگیا تھا ۔ وہ جسکو چاہتے تھے خلیفہ بناتے تھے اور جب اُس سے ناراض ہوتے تو الگ کر دیتے بلکہ نہایت وحشیانہ طریقے پر طرح طرح کی ایذائیں دیکر قتل کر دیتے تھے۔ چنانچہ متوکل سے لیکر آخری خلیفہ تک جتنے خلفأ ہوئے، ان میں کثیر تعداد ان خلفأ کی ہے جنکو ترک غلاموں نے تخت سلطنت پر بٹھایا اور آخرکار نہایت بیدردی کے ساتھ ان کا خاتمہ کر دیا۔ متوکل اور منتصر کو انہوں ہی نے مارا اور مستعین کی موت میں بھی انہی کا ہاتھ تھا۔ متوکل کے قتل کے بعد گویا ترک غلام ہی بادشا ہو گئے تھے اور خلیفہ انکے ہاتھ میں محض کٹھ پتلی تھا ۔ اس افراتفری میں ملک کی حالت تباہ ہوگئی ۔ ترک غلام حقیقی معنی میں اب 'خلیفہ گر، ہو گئے تھے۔ اس گڑ بڑ اور بد نظمی میں صوبجاتی گورنر اپنے اپنے مقام پر خود مختار حکمران بن بیٹھے اور ان پر خلیفۂ وقت کا تسلط محض برائے نام رہ گیا ۔ عبداللہ بن طاہر، خراسان کے وائسرائے، کا انتقال معتصم کے زمانے میں ہو گیا تھا، جسکی جگہ اسکا بیٹا طاہر حکمران تھا ۔ اسوقت نیشاپور خراسان کا دارلحکومت تھا۔ طاہر ذوالیمینین کو مامون الرشید نے خراسان کا حاکم بنایا تھا۔ جب ۲۰۷ھ (۸۲۲ عیسوی) میں اسنے مامون کا نام

Marfat.com

خطبے سے خارج کرکے اپنی آزادی کا اعلان کیا تو اسے زہر دلواکر مروا دیا گیا - ۲۴۸ھ مطابق ۸۶۲ء سے یہ ریاست داخلی طور سے بالکل آزاد ہو گئی تھی- صرف خراج دیتی تھی- خراسان کے علاوہ رے، کرمان اور سرحد ھند تک کل علاقہ اسکے زیر نگین تھا -

طاھر کا انتقال ۸۶۲ء میں ھوا اور اسکی جگہ حکومت طاھریہ خراسان کا خود مختار فرمانروا اسکا بیٹا محمد ھوا، جسنے ۸۷۳ء (۲۵۹ھ) تک حکومت کی - طاھریوں کی نقل دوسرے مشرقی حکمرانوں نے بھی کی اور تھوڑے ھی عرصے میں تمام مشرقی علاقے خلافت بنی عباس کے ھاتھ سے نکل گئے- مستعین اپنے ترک غلاموں سے تنگ آکر سمرہ چھوڑ کر بغداد چلا گیا اور جب وہ کسی طرح واپس نہ آیا تو ترکمان غلاموں نے متوکل کے دوسرے بیٹے ابو عبداللہ محمد المعتز باللہ کے ھاتھ پر بیعت کرلی- مستعین نے اس شرط پر خلافت سے دستبرداری قبول کر لی کہ اسے صحیح سلامت مدینہ منورہ چلے جانے دیا جائے مگر ترکوں نے بد عہدی کی اور حجاز کی طرف جاتے ہوئے اسے واسط کے مقام پر قتل کر ڈالا -

Marfat.com

(۱۳)

ابو عبداللہ محمد المعتز باللہ بن متوکل

۲۵۲ھ / ۸۶۶ء — ۲۵۵ھ / ۸۶۹ء

ترکوں نے معتز سے صالح بن واصف کو قتل کرنیکے بہانے سے، جس سے خلیفہ بہت ڈرتا تھا، روپیہ طلب کیا، مگر معتز کی ماں نے روپیہ دینے سے انکار کردیا۔ اسپر ترک اسکے بھی خلاف ہو گئے اور بقول بعض دھوپ میں کھڑا رکھ کے پیاسا مار دیا، بقول دیگر حمام کے کھولتے ہوئے پانی میں غوطے دیکر یا تہ خانے میں بند کرکے مار ڈالا۔ واصف اور بوغا ترک وزیروں کے مرنیکے بعد بابکیال ترک وزیر ہوا، جسے خلیفہ نے مصر کا وائسرائے بھی مقرر کر دیا۔ بابکیال نے احمد بن طولون کو اپنا نائب مقرر کرکے مصر بھیجدیا۔ کچھ روز کے بعد بابکیال بھی مارا گیا اور احمد بن طولون نے مصر میں خاندان طولونیہ کی خود مختار حکومت کی بنیاد ڈالی۔ جو ۲۵۴ھ سے ۲۷۰ھ تک قائم رہی۔

جمادی الثانی ۲۵۴ھ مطابق جون ۸۶۸ء میں حضرت امام علی النقی رحمت اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور حضرت حسن العسکری رحمت اللہ علیہ گیارھویں امام اھلبیت ہوئے۔ یہ دونوں (دسویں اور گیارھویں) امام چونکہ سامرہ میں پیدا ہوئے تھے، جسے ''العسکر'' (فوجی کمپ) کہا جاتا تھا، اسلئے انہیں العسکری کہا گیا۔ *

---

* ''عربوں کی مختصر تاریخ'' صفحات ۲۹۰—۲۹۱

Marfat.com

Marfat.com

ابوعبداللہ اسحاق محمد المہتدی باللہ بن واثق

۲۵۵ھ
۸۶۹ء

ترکوں نے مہتدی بن واثق کے ہاتھوں پر بیعت کی مگر اسے ایک سال بھی سلطنت کرنی نصیب نہوئی۔ اسپر موسیٰ بن بخارا ترک نے حملہ کیا۔ مہتدی نے بہادری سے مقابلہ کیا مگر آخرکار شکست کھاکر گرفتار ہوا اور ذلت کے ساتھ قتل کیا گیا۔ یہ نہایت عمدہ فرمانروا تھا۔

Marfat.com

Marfat.com

(۱۵)

ابو العباس احمد المعتمد علی اللہ بن متوکل

۲۵۶ھ — ۲۷۹ھ
۸۷۰ء — ۸۹۲ء

اب متوکل کا سب سے بڑا بیٹا جو سامرہ کے مقام پر ھی رھتا تھا خلیفہ بنا۔ وہ نہایت کمزور اور غیر مستقل مزاج بادشاہ تھا اور عیش و عشرت و لہو و لعب میں غرق رھتا تھا۔ لیکن اسکا ایک بھائی ابو احمد موفق طلحہ نہایت قابل مدبر اور لایق و بہادر سپہ سالار تھا۔ اسی نے سلطنت عباسیہ سنبھال رکھی تھی۔ پچھلے دس پندرہ برسوں میں عباسی خلفأ کی کمزوری سے سلطنت پورے طور پر ترکمان غلاموں کے ھاتھ میں آ گئی تھی، مگر حکومت و طاقت کے ساتھ خود آپسمیں انکے اندر جھگڑے شروع ھو گئے تھے، جنسے عاجز آکر انہوں نے خلیفہ معتمد سے درخواست کی کہ وہ اپنے بھائی موفق طلحہ کو ترک فوج کا سردار بنادے۔ انکی درخواست قبول ھوئی اور موفق سپہ سالار بن گیا۔ اسطرح ترکوں کا زور تو ٹوٹ گیا لیکن موفق سلطنت پر بالکل چھا گیا اور معتمد برائے نام خلیفہ رہ گیا۔ معتمد نے دارالخلافہ پھر سامرہ سے بغداد کو منتقل کر دیا، جو سامرہ کے مقام پر خلیفہ معتصم کے زمانے سے ابتک رھا تھا۔ بغداد معتمد کے اور اسکے بعد کے دو اور خلفأ کے عہد میں دارالخلافت رھا۔ اس وجہ سے اور موفق کی با اثر ذات کے باعث ترک قطعی زیر کر لئے گئے۔ سامرہ ترکوں کا مرکز تھا مگر بغداد میں عرب عنصر چھایا ھوا تھا۔

Marfat.com

خاندان طاھریه خراسان کے آخری حکمران محمد بن طاھر (۲۴۸ھ مطابق ۸۶۲ء – ۲۵۹ھ مطابق ۸۷۳ء) کی عیش پسندی کی وجه سے خارجیوں کے سردار درھم بن نصر بن صالح نے طاھریوں کے ناظم کو سجستان سے نکالکر خود قبضه کرلیا۔ اسکے بعد محمد بن طاھر نے بمشکل سجستان پر دوبارہ قبضه کیا۔

۲۵۶ھ (۸۷۰ء) میں یعقوب بن لیث صفاری (ٹھٹھیرا) نے، جو ایک معمولی فوجی سپاھی تھا خاندان طاھریه خراسان سے سجستان کا علاقه چھین کر وھاں خاندان صفاریه کی خود مختار حکومت کی بنیاد ڈالی، اور پھر آھسته آھسته اس تمام ملک پر قابض ھوگیا، جسے اب ایران جدید کہتے ھیں - ۸۷۳ء مطابق ۲۵۹ھ میں اس نے محمد بن طاھر کو شکست دی اور خراسان پر قابض ھو گیا- اسکے بعد اسنے طبرستان پر بھی قبضه کرلیا۔ پھر اسنے عراق پر لشکر کشی کی مگر واسط کے مقام پر موفق سے شکست فاش کھائی اور اسکے بعد جندساپور کے مقام پر فوت ھو گیا- ۸۷۹ء (۲۶۵ھ) میں اسکے جانشین بھائی عمر بن لیث نے خلیفه معتمد سے صلح کرلی اور اپنے مفتوحه ممالک کا آزاد حکمران تسلیم کرلیا گیا- چونکه صفاریوں نے خارجیوں اور شیعوں دونوں سے بیک وقت جنگ کی اسلئے ان کا خاتمه جلد ھوگیا - صفاریوں نے خطبوں اور سکوں میں اپنا نام شامل کیا اور خلیفه کو خراج دینا بھی بند کردیا -

صوبۂ ماوراًلنھر میں بھی گورنر اسمعیل سامانی نے آزاد حکومت سامانیه کی بنیاد ڈالدی - سامان اونٹوں کی تجارت اور قافلوں کی رہ نمائی کیا کرتا تھا - ۸۱۹ء (۲۰۴ھ) میں خلیفه مامون نے اسکے پوتے احمد کو صوبه فرغنه کی گورنری سونپ دی تھی- احمد کے بعد اسکا بیٹا نصر فرغنه کا گورنر ھوا، جسکا انتقال ۸۹۲ء (۲۷۹ھ) میں ھوگیا، اور اسکے بعد اسکا بھائی اسمعیل صوبه دار مقرر ھوا- یه نہایت لائق اور بہادر شخص تھا - اسنے تمام ماوراًلنھر اور خراسان پر

Marfat.com

قبضہ کرلیا اور شورش انگیز ترکمانوں کو دریائے سیحون کے پار مار کر بھگا دیا۔ نصر بن احمد سامانی نے یہ خود مختار حکومت ۲۶۱ھ (۸۷۵ء) میں قائم کی تھی، جو ۳۸۹ھ (۹۹۹ء) تک قائم رہی۔ عمر بن لیث بانئی حکومت صفاریہ خراسان کیطرح خلیفہ معتمد نے اسمعیل سامانی کی آزاد حکومت ماوراُلنہر بھی معمولی خراج لگاکر تسلیم کر لی تھی۔ ۲۹۵ھ (۹۰۷ء) میں ریاست سامانیہ خلافت سے آزاد ہو گئی، اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا اور خراج دینا بھی بند کر دیا۔ سامانی پکے سنی تھے۔ انہوں نے ہمیشہ خلافت کی مدد کی۔ ۲۹۱ھ (۹۰۳ء) میں انہوں نے ترکوں کو شکست دی اور خلیفہ کو بچایا۔ مگر جب خلافت پر امرائے آل بویہ کا اقتدار قائم ہوگیا اور خلیفہ انکے اشاروں پر چلنے لگا تو سامانیوں اور خلیفہ میں تصادم ہوگیا۔ سامانیوں اور امرائے بویہ کے درمیان رقابت و مخاصمت جاری رہی، جسمیں سامانی کامیاب رہے۔ حتیٰ کہ ۳۸۹ھ (۹۹۹ء) میں سلطان محمود غزنوی نے سامانی حکومت خراسان کا خاتمہ کردیا۔

احمد بن طولون نے خود مختار حکومت طولونیہ کی بنیاد ڈالی تھی اور مصر و شام کا فرماں روا تھا۔ اسکا انتقال ۸۸۴ء میں ہوا۔ اسکا بیٹا خمارویہ اسکا جانشین ہوا، جس نے اپنی حکومت کا مستقر دمشق میں قایم کیا۔ ہر چند کہ ان خود مختار حکمران خاندانوں نے سلطنت عباسیہ کے وقار کو بہت صدمہ پہنچایا اور اسکے زوال کا باعث ہوئے مگر ان علاقوں کی رعایا کیلئے ان کا وجود مبارک ثابت ہوا۔ یہ تمام حکمران آرٹ اور لٹریچر، صنعت، حرفت و تجارت کے بڑے مربی و سر پرست تھے۔

معتز کے زمانے میں علاقۂ کالدیا میں نہایت خطرناک حبشی بغاوت کا آغاز ہوا، جسکا بانی ایک ایرانی بہبود نامی تھا۔ اسنے اپنے متبعین کو ہر قسم کی سیاہ کاری و بدکاری کی عام

Marfat.com

اجازت دیدی تھی۔ اسلئے مسلمان اسے ''خبیث'' کے نام سے یاد کرتے تھے۔ تمام ممالک سے حبشی غلام بھاگ بھاگ کر اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے اور اس نے ان کی مدد سے تمام علاقۂ کالدیا اور اھواز پر قبضہ کر لیا۔ کئی برس تک وہ عباسی افواج کا ڈٹ کر مقابلہ کرتا رہا اور کامیاب رہا۔ آخرکار ۸۸۲ء میں موفق نے اسے سخت شکست دی، وہ مارا گیا، اسکی جائے پناہ مسمار کیگئی اور اسکے پیروؤں کو سخت سزائیں دی گئیں۔ بہبود نے رسالت کا دعویٰ کیا تھا۔

خلیفہ معتصم کے بعد صرف معتمد ھی کے زمانے میں خلافت عباسیہ کا صحیح اثر و اقتدار ۸۸۲ء میں تمام ممالک عرب، میسوپٹیمیا، عراق عرب (قدیم بابل و کالدیا)، عراق عجم، آذر بائیجان، آرمینیا اور بحر ھند کے سواحل کے صوبوں پر قائم ھوا۔

بازنطینی رومیوں نے بھی اسلامی سلطنت کی اس افراتفری سے فائدہ اٹھایا اور سرحدی صوبوں پر یورش کردی۔ لیکن جب شام پر احمد بن طولون کا قبضہ ھوا تو اُسکے گورنر متعینہ طرسوس نے انہیں شکستیں دینا شروع کیں۔

خلیفہ معتمد کے دوران خلافت ۲۶۰ھ (۸۷۴ء) میں گیارھویں امام اھل بیت حضرت سیدنا حسن العسکری رحمت اللہ علیہ کا انتقال ھوا۔ جنکے بعد انکے صاحبزادے محمد ''المہدی'' رحمت اللہ علیہ کے لقب سے شیعوں کے بارھویں اور آخری امام ھوئے۔ حضرت امام علی نقی رحمت اللہ علیہ کو خلیفہ متوکل نے مدینہ سے بلا کر سامرہ میں رکھا تھا اور وھیں انہوں نے رحلت فرمائی۔ انکے بعد حضرت سیدنا امام حسن رحمت اللہ علیہ بھی سامرہ ھی میں مقیم رہے اور وھیں فوت ھوئے۔ حضرت محمدالمہدی رحمت اللہ علیہ عالم طفلی ھی میں ۲۶۵ھ (۸۷۸ء) میں سامرہ کے قریب ایک پہاڑ کے غار کے اندر گئے اور وھاں سے پھر واپس نہ لوٹے۔ اھل تشیع کا عقیدہ ھے کہ وہ قرب قیامت

Marfat.com

کے وقت واپس آئینگے اور کہ وہ آج تک زندہ ہیں۔ محض روپوش ہوگئے ہیں۔

موفق کا انتقال ۲۷۸ھ (۸۹۱ء) میں ہوا اور اسکے ایک سال کے اندر خلیفہ معتمد بھی فوت ہوگیا۔ معتمد کے بعد اسکا بھتیجہ احمد ''المعتضد باللہ'' کے لقب سے خلیفہ ہوا۔*

---

* ''عربوں کی مختصر تاریخ'' صفحات ۲۹۲—۲۹۵

Marfat.com

Marfat.com

(۱۶)

ابو العباس احمد المعتضد باللہ بن ابو احمد طلحہ موفق

۲۷۹ھ ـ ۲۸۹ھ
۸۹۲ء ۹۰۲ء

رجب ۲۷۹ھ مطابق ستمبر ۸۹۲ء میں خلیفہ معتمد کا انتقال ھوا اور معتضد خلیفہ بنا۔ اسکے اور اسکے جانشین کے زمانوں میں سلطنت عباسیہ کا کوئی اور حصہ اس سے علیحدہ نہ ھوا۔ بلکہ کچھ ایسے موافق حالات مساعد ھوئے کہ خلیفہ کا کھویا ھوا اثر و وقار بڑی حد تک واپس آ گیا اور بعض خود مختار صوبے پھر سلطنت عباسیہ میں شامل ھوگئے۔ خلیفہ معتضد کو 'سفاح ثانی' کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا ھے، کیونکہ اس کے زمانے میں خاندان بنی عباس پھر طاقتور ھوگیا تھا۔ وہ بڑا بہادر اور سنچلا آدمی تھا، تدبر و سیاسی شعور بلا کا رکھتا تھا اور ایک جری سپاھی و زیرک ناظم تھا۔ سفاح اول کی طرح وہ اپنے دشمنوں اور باغیوں کے معاملے میں سخت بے رحم تھا اور اسکے آھنی ھاتھ نے تمام بغاوتوں کو زیر زمین سلا دیا تھا۔ اسنے بازنطینی یونانیوں پر کئی بار فتح پائی اور ان سے کئی شہر چھین لئے۔ اس نے میسو پٹیمیا سے کردوں کو مار کر باھر نکال دیا اور موصل کے امیر حمدان کی بغاوت کو، جو خود مختار ھونا چاھتا تھا، کچل کے رکھدیا۔ احمد بن طولون کے بیٹے خمارویہ نے، بطور خود، بجائے خود مختار حکمرانی کے، صوبجات مصر و شام کی نیابت چاھی۔ چنانچہ مصر و شام دوبارہ سلطنت عباسیہ میں شامل کر دیئے گئے، خمارویہ وھاں کا وایسرائے مقرر ھوا اور

Marfat.com

اُس نے دس لاکھ دینار بطور خراج کے ادا کئے - پھر ۲۸۲ ھ میں خلیفہ معتضد نے خمارویہ کی پری جمال بیٹی قطرالندیٰ (بمعنی " اوس کا قطرہ ") سے نکاح کر لیا - معتضد نے نہایت کامیابی و نیک نامی سے خلافت کی - اُسنے اپنی رعایا کی فلاح کیلئے عمدہ قوانین نافذ کئے اور بعض قوانین میں بہتر اصلاحات کیں ، جنمیں سے خاص ' قانون وراثت ' تھا - علاوہ ازیں ابتک شمسی سال کا آغاز اُسی تزک و حشم سے منایا جاتا تھا ، جسطرح کہ قدیم ایرانی وہ دن منایا کرتے تھے - اُس روز کو " نیروز خاصہ " کہتے تھے اور اُس دن کے منانے میں تمام غیراسلامی قسم کی ایرانی اور بسنت اور ہولی کی سی ہندوانہ رسوم عمل میں آتی تھیں- معتضد نے ان تمام رسوم کو یک لخت بند کر دیا اور نو روز کا وہ دن بجائے ماہ مارچ کے شامی مہینہ " حضیران " میں منتقل کر دیا جو ماہ جون میں آتا تھا - اُس دن سے نو روز کا جدید نام " النیروزالمعتضدی " پڑ گیا -

افریقہ میں فاطمیون کی طاقت کا آغاز اسی خلافت کے دوران میں ہوا - اسی عہد میں فرقۂ قرامطہ کا بھی ظہور ہوا ، جسنے تمام عرب ، شام و عراق میں تباہ کاری پھیلا دی اور آخرکار اسلامی دنیا کی مکمل تباہی کا باعث ہوا - قرمطی پہلے پہل کوفہ کے مضافات میں ۲۷۸ ھ (۸۹۱ ء) میں نمودار ہوئے - وہانسے ان کے عقاید و خیالات البحرین پہنچے ، جو ہمیشہ سے اسلام کے خلاف تحریکات کا مامن و مخزج رہا ہے - وہاں ابوسعیدالجنابی کے ماتحت قرمطیوں نے اتنی قوت حاصل کرلی کہ ۲۸۷ ھ (۹۰۰ ء) میں اُنھوں نے کالدیا کو پامال کیا اور معتضد کی افواج کو شکست فاش دی - ۲۸۹ ھ (۹۰۲ ء) میں اُنھوں نے تمام صوبۂ شام کو زیر و زبر کر ڈالا - ۳۰۱ ھ میں ابوسعید مارا گیا اور اُسکی جگہ اُسکا بیٹا ابو طاہر قرمطیوں کا سردار بنا - جسنے بصرہ پر قبضہ کر لیا اور تمام علاقہ جات کو

Marfat.com

تباہ و برباد کر ڈالا ۔ قرمطیوں نے عباسی افواج کو پے در پے شکستیں دیں ۔ ۳۱۷ ھ میں ، خلیفہ مقتدر کے دوران خلافت میں ، قرامطہ نے خاص حج کے روز مکہ پر حملہ کیا ، حجاج کو تہ تیغ کر ڈالا ، خانۂ کعبہ کی بیحرمتی کی اور اسے جلا دیا اور سب سے زیادہ یہ کہ مقدس حجر اسود کو وھانسے اکھاڑ کر اپنے ساتھ لے گئے ۔ آخرکار تمام دنیائے اسلام آنکے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی اور پندرہ سال کی مسلسل خونریزیوں کے بعد اس موذی فرقے کا استیصال ھو سکا ۔ قرمطیوں کی ان تباہ کاریوں کے باعث ملک عرب عموماً اور شام اور کالدیا کے علاقے خصوصاً ویران ھوگئے ۔ اور خلافت عباسیہ جو کچھ سنبھل چلی تھی دوبارہ مفلوج و مسلوب ھوگئی اور سلطنت اسلامی کے فطری و مستقل دشمن بازنطینی عیسائیوں نے ایشیائے کوچک میں مسلمانوں کا ناطقہ بند کر دیا ۔ معتضد کا انتقال ۲۲ ربیع الثانی ۲۸۹ ھ مطابق ۵ اپریل ۹۰۲ ء کو ھوا ۔ *

---

* "عربوں کی مختصر تاریخ" صفحات ۲۹۶—۲۹۹

Marfat.com

Marfat.com

ابو محمد علی المکتفی باللہ بن معتضد

۲۸۹ھ — ۲۹۵ھ
۹۰۲ء — ۹۰۷ء

معتضد کے بعد اسکا بیٹا مکتفی خلیفہ ہوا، جو عقلمند، مخیر اور عادل فرماں روا تھا۔ اسنے اپنی نیکیوں اور مہربانیوں سے اپنی رعایا کے دلوں کو مسخر کر لیا۔ اسکے باپ معتضد کی حکومت دہشت انگیزی پر قایم تھی، اسنے اپنی سلطنت کی بنیاد محبت پر رکھی۔ اسکا وزیر قاسم بن عبداللہ بھی نہایت لایق و وفادار شخص تھا۔ حالانکہ قرامطہ کی بیخ کنی کی خاطر عباسی افواج زیادہ تر عراق، حجاز اور جنوبی شام میں مامور تھیں، لیکن اسکے باوجود مکتفی نے بازنطینی افواج کو شکستیں دیں اور مصر پر مستقل قبضہ کر لیا۔ مکتفی کا انتقال پانچ سال کی مختصر خلافت کے بعد ہوگیا اور اسکا جانشین اسکا بھائی جعفر ہوا جسکی عمر اسوقت صرف تیرہ سال کی تھی۔ مکتفی کے زمانے میں مصر کے طولونیہ خاندان کا خاتمہ ہوگیا اور مصر از سر نو سلطنت عباسیہ میں شامل ہوگیا۔ مکتفی نے قرامطہ کا زور بھی بہت کچھ توڑ دیا تھا۔

Marfat.com

Marfat.com

(۱۸)

ابو الفضل جعفر المقتدر باللہ بن معتضد

۲۹۵ھ — ۳۲۰ھ

۹۰۷ء — ۹۳۲ء

مکتفی کے بعد اسکا بھائی جعفر ' المقتدر باللہ ' کے لقب سے ۱۲ ذوالقعدہ ۲۹۵ھ المطابق ۱۳ اگست ۹۰۷ء کو خلیفہ ہوا۔ اسنے تقریباً پچیس سال تک خلافت کی۔ وہ خود تو ایک ناکارہ انسان تھا مگر خوش قسمتی سے اسکو وزیر با تدبیر ملے تھے مثلاً ابن فرات اور ابوالحسن وغیرہ۔ جنہوں نے سلطنت عباسیہ کو سنبھالے رکھا۔ شروع میں ترک غلاموں نے عبداللہ بن معتز کو مقتدر کے بجائے خلیفہ بنانا چاہا مگر کامیابی نہوئی اور ابن معتز غریب کو ان ظالموں نے بیخطا گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ ۳۱۷ھ میں امیرالامراء مونس المقلب بہ مظفر نے اس وجہ سے کہ خلیفہ ہارون بن غریب کو اس کے بجائے امیر الامراء بنانا چاہتا تھا، مقتدر کو قصرالخلافت کے اندر گھسکر بری طرح ذلیل کیا اور اسکی ماں اور خالہ سمیت اسے باھر نکال دیا اور محلات کو لوٹ لیا۔ اسنے محمد بن معتضد کے ھاتھ پر لوگوں کو بیعت بھی کرائی مگر پھر فوج نے مقتدر ھی کو خلافت پر قایم رکھا۔ اسی سال مقتدر کو ابو طاھر قرمطی کے خلاف لشکر کشی کرنا پڑی، جسکے کعبہ شریف کی بیحرمتی، قتل حجاج، حجر اسود کو توڑ کر نکال لیجانے اور چاہ زمزم کو خراب کر ڈالنے وغیرہ کا ذکر خلیفہ معتضد کے حالات میں کیا جا چکا ھے۔

۲۶۰ھ (۸۷۳ء) میں عبیداللہ بن میمون القدرخ اسماعیلی نے جو نئی تحریک افریقہ میں عباسیوں کے خلاف شروع کی تھی، وہ بہت ترقی کر گئی۔ ۲۹۷ھ (۹۰۹ء) میں اس

Marfat.com

عبیداللہ نے " المہدی " کے لقب سے تمام شمالی افریقہ پر قبضہ کر لیا اور صوبہ افریقیہ کے خود مختار حکمران خاندان اغلبیہ کے آخری فرماں روا زیادت اللہ بن اغلب کو نکال کے خود بادشاہ بن بیٹھا اور قیروان میں شیعی فاطمی خلافت کی بنیاد ڈالدی۔ زیادت اللہ بن اغلب قیروان سے بھاگ کر پہلے مصر پہنچا اور پھر وہانسے عراق کو چلا گیا۔ اسی اسماعیلی فاطمی جماعت کا ایک فرد ہمدانی (یا "قرمطی") بن اشعث تھا جسنے الاجساء میں ایک جدید قرمطی حکومت کی بنا ڈالی تھی۔

اسی زمانے میں دیلمی باشندے جو قدیم میدیا کے شمال ترین علاقے میں سکونت رکھتے تھے ایک علوی سید حسن الاطروش بن زید کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ حسن نے سامانیوں کے ہاتھ سے طبرستان اور گیلان کے علاقے چھین لئے اور وہاں کا حکمران بن بیٹھا۔ طبرستان کی اس علوی حکومت کو " زیدیہ " یا " زیادیہ " بھی کہا گیا ہے۔ ۳۰۵ھ میں بغداد میں بازنطینی سفارت بھی آئی اور دربار خلافت میں پیش ہوئی تھی۔

مقتدر کے آخری زمانۂ خلافت میں سلطنت کی باگ ڈور در اصل اسکی ماں کے ہاتھ میں تھی، جو بڑی لایق و فایق خاتون گذری ہے*۔ وہ فرامین سلطنت اپنے ہاتھ سے لکھا کرتی تھی اور جمعہ کے روز اپنے دربار میں قضاۃ کی وساطت سے درخواستیں سنا کرتی تھی۔ مقتدر کے زمانے میں معتزلہ کے خلاف حنبلیوں کو بڑا عروج حاصل ہوا اور انھوں نے سختی سے اپنے عقاید کی نشر و اشاعت کی۔ وہ فلسفہ کی ترقی کو اسلام میں ایک بڑی بدعت و رخنہ اندازی سمجھتے تھے۔ مقتدر ۳۲۰ھ میں باغی امیرالامراء مونس (یا یونس یا موسیٰ) کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مقتدر کا وزیر خاقانی بڑا رشوت خور تھا۔ منصور حلاج اسی عہد میں قتل کیا گیا تھا۔

---

* " عربوں کی مختصر تاریخ " صفحہ ۳۰۰

Marfat.com

(۱۹)

ابو منصور محمد القاهر باللہ بن معتضد

۳۲۰ ھ — ۳۲۲ ھ
۹۳۲ ء — ۹۳۴ ء

قاہر مقتدر کا بھائی تھا اور ۳۱ اکتوبر ۹۳۲ ء کو تخت خلافت پر بیٹھا ۔ وہ ظالم و بے رحم تھا ۔ اسکے زمانے میں ترک غلاموں اور امراء کا اثر و اقتدار پھر بڑھ گیا ۔ اب حکومت عباسیہ اپنے زوال کی آخری منزلیں طے کر رہی تھی اور خلیفہ محض ایک کٹھ پتلی ہو کے رہ گیا تھا ۔ تمام اختیارات سلطنت امیرالامراء کے ہاتھ میں پہنچ گئے تھے اور خلیفہ کا وظیفہ یا روزینہ مقرر کر دیا گیا تھا ۔ تمام محاصل پر امیرالامراء کا تسلط تھا ۔ علاوہ ازیں جمعہ کے خطبوں اور سکوں میں خلیفہ کے نام کے ساتھ امیرالامراء کا نام بھی شامل ہوگیا تھا ۔ ۳۲۲ ھ میں قاہر کے زمانے میں دیلمیوں اور آل بویہ کا زور ہوا ۔ ابن بویہ ایک غریب مچھیرے کا لڑکا تھا ۔ یہ مرداویج ابن زیاد دیلمی کا ندیم ہوا اور پھر اسی کی مدد سے خراسان اور فارس پر قابض ہوگیا ۔ اسی سال ابن مقلہ کے بہکانے پر فوج نے قاہر کو قید کر لیا اور ابن مقتدر سے بیعت کرلی ۔ جب قاہر نے خلافت سے دستبرداری قبول نہ کی تو فوجیوں نے اسکی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا کر اسکو اندھا کر دیا ۔ اسی حال میں وہ فوت ہوگیا ۔ قاہر کے دوران خلافت میں مصر پھر خود مختار ہوگیا اور اسپر طولونیوں کے غلام اخشیدی خاندان کے بانی اخشید ترک نے قبضہ کر لیا ۔

Marfat.com

Marfat.com

(۲۰)

ابوالعباس محمد الراضی باللہ بن مقتدر

۳۲۲ ھ / ۹۳۴ ء — ۳۲۹ ھ / ۹۴۰ ء

قاھر کے بعد ترک اُمراء نے تخت خلافت پر راضی کو ۶ جمادی الاول ۳۲۲ ھ المطابق ۲۵ اپریل ۹۳۴ ء کو بٹھایا۔ اسکے زمانے میں خلیفہ کی رھی سہی ظاھری شان بھی مٹ گئی اور سب کچھ امیرالامراء ھی رہ گیا۔ بغداد کی اخلاقی حالت بہت گر گئی تھی اسکو درست کرنیکے لئے فرقۂ حنبلیہ نے بہت سختی سے کام لیا جس سے رعایا سخت بد دل و برا فروختہ ھوگئی اور شورشیں برپا ھوگئیں۔ راضی نہایت نیک اور علم دوست خلیفہ تھا۔ وہ عربی زبان کا عمدہ شاعر تھا۔ اُسکے عہد میں خلیفۂ اسلام محض نام کا خلیفہ رہ گیا تھا۔ وزارت کی ابتری و رشوت ستانی کا یہ عالم تھا کہ خود خلیفہ رشوت لیا کرتا تھا، چنانچہ ابن مقلہ نے پانچ لاکھ دینار کی رشوت دیکر راضی باللہ سے وزارت کا عہدہ خریدا تھا۔ خلافت کے حصے بخرے تو تیسری صدی ھجری کے آخر میں ھی ھونے لگے تھے۔ ایک طرف شمالی غربی افریقہ میں فاطمیوں نے اپنی امامت و خلافت کا اعلان کردیا تھا اور اب مصر کیطرف بھی انکی حریصانہ نگاھیں اٹھنے لگی تھیں۔ دوسری طرف عبدالرحمان ناصر بن محمد اموی مروانی امیر اندلس نے، جو ۳۰۰ ھ میں تخت نشین ھوا، اسپین میں ۳۲۵ ھ میں اپنی خلافت اُمویہ کا اعلان کر دیا اور اپنا لقب "خلیفہ" کے ساتھ "امیرالمومنین الناصر لدین اللہ" رکھا تھا۔ اُسطرح بیک وقت تین خلافتیں عالم اسلام میں موجود تھیں۔*

---

* "عربوں کی مختصر تاریخ" صفحات ۳۰۱—۳۰۲

Marfat.com

جو ملک اور صوبے خلافت بغداد سے ملحق تھے انمیں بھی خود مختار سلطنتیں اور حکومتیں قائم ہونے لگیں۔ چنانچہ فارس پر علی بن بویہ کا قبضہ تھا۔ رے، اصفہان اور جبل پر اسکے بھائی حسن بن بویہ نے اپنا تسلط قایم کر لیا۔ موصل، دیار بکر و دیار ربیعہ و مضیر پر بنو حمدان کی حکومت تھی۔ مصر اور شام محمد بن طغج کے زیر نگیں تھے، پھر بنو فاطمہ کے پاس آ گئے۔ خراسان اور شرق علاقے نصر بن احمد السامانی کے قبضے میں تھے۔ اب خلافت سمٹ سمٹا کر بغداد اور اسکے اطراف میں محدود ہو کر رہ گئی، بلکہ بغداد میں بھی خلیفہ کا اقتدار برائے نام ہی تھا، یہاں کے سپید و سیاہ کا مالک در اصل رضی باللہ کا وزیر محمد ابن رائق تھا۔ جو بصرہ اور واسط کا گورنر تھا اور پھر فوج کا سپہ سالار ہوگیا تھا۔ بعد ازاں وہ امیرالامراء کے لقب سے ملقب کیا گیا، اور منبر پر خطبہ بھی اسکے نام کا پڑھا گیا۔

بغداد میں فسق و فجور کی کثرت و عام اشاعت دیکھکر حنبلیوں نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ جب سختی سے ادا کرنا شروع کیا تو اس سے اہل بغداد کی عشرت کوشی میں خلل پڑا چنانچہ شہر کے کوتوال نے اعلان عام کروا دیا کہ بغداد میں کسی ایک جگہ پر بھی دو حنبلی جمع نہوں۔ ساتھ ہی راضی باللہ نے حنابلہ کیلئے ایک تہدید آمیز تحریر لکھی، جسمیں انھیں نہایت سخت و سست کہا گیا تھا *

آل بویہ کا اسوقت دربار خلافت میں اسقدر اثر و اقتدار تھا کہ خلیفہ نے ۳۲۲ ھ (۹۳۴ ء) میں آٹھ کروڑ درہم سالانہ کی آمدنی کے عوض ان تمام ممالک کو علی بن بویہ کی جاگیر میں دیدیا جو اسنے اپنی قوت بازو سے فتح کئے تھے، نیز اسکو پرچم اور خلعت عطا کئے۔ خلیفہ اسوقت مختلف سلطنتوں اور حکومتوں کے درمیان ایسا مقید تھا جیسے دانتوں کے حلقہ میں

---

* "مسلمانوں کا عروج و زوال" صفحات ۸۵-۸۶۔

Marfat.com

زبان محصور ہوتی ہے۔ وہ صحیح معنی میں امراء کے ہاتھوں میں قیدی کی سی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھا۔ راضی کے بعد خلیفہ متقی کے عہد خلافت میں امیرالامرائی بھی آل بویہ کے ہاتھ میں آ گئی۔ ۳۳۱ ھ (۹۴۲ ء) میں ترک توزون امیرالامراء مقرر ہوا، جسنے متقی کو مع ابن مقلہ کے گرفتار کر کے خلیفہ کی آنکھیں نکلوالیں اور خلافت کی نشانیاں عصا، چادر اور انگوٹھی چھین لیں۔ ۳۳۳ ھ (۹۴۴ ء) میں مستکفی خلیفہ ہوا اور توزون نے وفات پائی۔ اب بغداد میں احمد بن بویہ کا دور دورہ تھا۔ مستکفی نے اسے معزالدولہ کا خطاب دیا اور سکہ پر اُسکا خطاب مسکوک کرایا۔ معزالدولہ نے خلیفہ کی تنخواہ پانچ ہزار دینار یومیہ مقرر کر دی اور خود کل سلطنت کا مالک بن بیٹھا۔ مگر پھر وہ کسی وجہ سے خلیفہ سے بد ظن ہوگیا اور جمادی الاخر ۳۳۴ ھ (۹۴۶ ء) میں دیلمیوں کے ذریعہ سے اُسنے مستکفی کو بھرے دربار میں کھینچکر تخت پر سے نیچے گروا دیا اور نہایت بے عزتی سے باھر نکال کر اندھا کروا دیا۔ دیلمیوں نے بغداد اور حرم خلافت کو خوب لوٹا۔

اسکے بعد مطیع خلیفہ ہوا، جسکا روزینہ صرف ایک صد دینار مقرر کیا گیا۔ اب آل بویہ حقیقت میں بادشاہ تھے۔ مذھباً یہ شیعہ تھے اور مصلحتاً سنی خلفاء کی اطاعت کرتے تھے، مگر یہ جیسی اطاعت کرتے تھے وہ اس بیان سے ظاھر ہے۔ ۳۵۲ ھ (۹۶۳ ء) میں معزالدولہ شیعی نے عاشورے کے روز بغداد میں حکماً بازاروں کو بند کرا کے عام ماتم کا حکم دیا اور اسی سال ۱۲ ذی الحجہ کو دھوم دھام سے ”عید غدیر“ منوائی۔ معزالدولہ کا انتقال ۳۵۶ ھ (۹۶۷ ء) میں ہوا اور اُسکی جگہ اُسکا بیٹا عزالدولہ کے خطاب سے امیرالامراء بنا۔ اسکا اصلی نام بختیار تھا۔ عزالدولہ ظالم نے خلیفہ مطیع پر ۳۶۳ ھ (۹۷۴ ء) میں ٹیکس لگایا، حالانکہ اُسے صرف سو دینار روزانہ وظیفہ ملتا تھا، چنانچہ بد بخت خلیفہ نے اپنا اثاث البیت چار لاکھ درھم

Marfat.com

میں فروخت کر کے ٹیکس ادا کیا۔ عزالدولہ اب امیرالامراء بھی تھا اور وزیر سلطنت بھی۔ اسی سال جب اسکا ایک غلام کسی بغدادی شہری نے قتل کر دیا تو اسنے پورے شہر بغداد میں آگ لگوا دی۔ آخرکار اس موذی کو ۳۶۷ھ (۹۷۸ء) میں اسکے چچا عضدالدولہ نے نکال باہر کیا۔ مطیع کے بعد کے خلیفہ طائع نے عضدالدولہ کو خلعت مع ایک تاج مکلل بجواہر اور کنگن عطا کئے اور ایک عہد نامۂ ولیعہدی تیار کر کے بر سر دربار پڑھا گیا، جو عضدالدولہ کے سپرد کر دیا گیا۔

یہ بالکل نئی چیز تھی۔ ۳۶۸ھ (۹۷۹ء) میں عضدالدولہ کے محل پر نوبت بھی بجنے لگی جو صرف خلفاء کا امتیازی اعزاز تھا۔ ۳۶۹ھ (۹۸۰ء) میں خلیفہ طائع باللہ نے دربار میں اعلان کیا کہ "اللہ تعالیٰ نے جو کچھ امور رعیت مجھے بخشے ہیں اور جو کچھ شرق سے غرب تک میرے ممالک محروسہ میں ہے میں اس سب کا مختار کل عضدالدولہ کو کرتا ہوں اور سوائے اپنی ذات خاص اور اسباب خاصہ کے اسے اختیار کامل دیتا ہوں"۔ ۳۷۰ھ (۹۸۱ء) میں خلیفہ طائع نے بغداد سے باہر نکلکر عضدالدولہ کا استقبال کیا جبکہ وہ ہمدان سے واپس آیا تھا۔ یہ بھی پہلی مثال تھی۔ عضدالدولہ جب خلیفہ کو اپنے پاس طلب کرتا تھا تو وہ فوراً دوڑا ہوا وہاں چلا جاتا تھا۔ آخر میں عضدالدولہ نے خطبوں میں خلیفہ کے نام کے بجائے اپنا نام پڑھوایا۔ عضدالدولہ کے بعد جب اسکا بیٹا شرف الدولہ اپنے بھائی صمصام الدولہ کو شکست دیکر منصب امارت پر فائز ہوا تو خلیفہ نے شہر سے باہر نکلکر اسے مبارکباد دی۔ شرف الدولہ کے بعد بہاؤالدولہ امیرالامراء ہوا۔ جسنے طائع کو معزول کر دیا اور اسکے بیٹے قادر باللہ کو خلیفہ بنا دیا۔ آل بویہ نے سکوں میں سے خلیفہ کے نام کے ساتھ سے "امیرالمومنین" کا لفظ بھی اڑادیا تھا اور اپنے نام کے ساتھ

Marfat.com

"شہنشاہ" کا لفظ استعمال کرتے تھے - ان شیعی آل بویہ کی دست درازیاں* عرصے تک اسیطرح جاری رہیں- آخرکار شاہان غزنوی کے زمانے میں انکی طاقت ٹوٹی - پھر سلجوقی سلاطین نے آ کر انھیں اور غزنویوں دونوں کو ختم کر کے سلطنت کا ایک نیا باب کھول دیا - *

* "تاریخ افکار و سیاسیات اسلامی" صفحات ۱۱۲—۱۱۴

Marfat.com

Marfat.com

(۲۱)

ابواسحاق ابراہیم المتقی باللہ بن مقتدر

۳۲۹ھ — ۳۳۳ھ
۹۴۰ء — ۹۴۴ء

محمد بن رائق کو اس کے ترک جنرل بجکم نے شکست دی اور خود امیرالامراء بن بیٹھا۔ مگر وہ خود بعد کو مارا گیا اور ایک اور ترک اس کی جگہ پر فائز ہوگیا مگر اسے ابن رائق نے مارکر بھگادیا اور خود دوبارہ امیرالامراء بن گیا۔ لیکن فوراً ہی ایک اور ترکمان سردار نے حملہ کردیا اور ابن رائق خلیفہ کو ساتھ لیکر موصل کو چلا گیا۔ موصل اور تکریت پر امیر حمدان کے دو پوتے حکمران تھے، جو یونانیوں سے بر سر پیکار تھے۔ موصل میں ابن رائق مارا گیا اور یہ دونوں حمدانی شہزادے حسن اور علی ناصر الدولہ اور سیف الدولہ کے لقب سے خلیفہ کے محافظ بنے۔ انھوں نے خلیفہ کو بغداد لیجاکر دوبارہ تخت خلافت پر بٹھایا۔ اس کے کچھ عرصے کے بعد ایک ترک جنرل توزون نامی نے بغداد پر قبضہ کرلیا۔ اور ان دونوں حمدانی بھائیوں کو واپس موصل جانا پڑا۔ توزون نے متقی کو پکڑ کر معزول اور اندھا کردیا۔ اسی زمانے میں بازنطینیوں نے عدیسہ تک تمام اسلامی علاقے کو برباد و پامال کرڈالا۔*

---

*''عربوں کی مختصر تاریخ'' صفحہ ۳۰۲

Marfat.com

Marfat.com

ابو القاسم عبداللہ المستکفی باللہ بن مکتفی

۳۳۳ھ — ۳۳۴ھ
۹۴۴ء — ۹۴۵ء

توزون مستکفی کو خلیفہ بنانے کے کچھ عرصے کے بعد ھی مرگیا اور اس کی جگہ اس کے سیکریٹری جعفر بن شر زاد نے لی۔ اب بویہہ کے بیٹے، دیلمی شہزادے، عراق پر یورش کر رہے تھے۔ مستکفی نے ان کی اعانت حاصل کرنے کے لئے ان شیعی دیلمی آل بویہ کے تینوں بھائیوں احمد، علی، اور حسن کو بالترتیب معزالدولہ، عمادالدولہ اور رکن الدولہ کے خطابات عطا کئے۔ اس شیعی معزالدولہ نے بہت جلد اپنا غیر معمولی تسلط خلافت و خلیفہ پر قائم کرلیا اور "سلطان" کے لقب سے اس کا نام خطبوں اور سکوں میں لیا گیا۔ اس نے مستکفی کو معزول کر کے اندھا کردیا اور مطیع کو خلیفہ بنایا۔ *

اس وقت اسپین میں بنی امیہ کی سلطنت قائم تھی اور امیر عبدالرحمان ناصر سوم خلیفہ تھا۔ افریقہ میں ادریسی و اغلبی حکومتوں کی جگہ فاطمی سلطنت قائم ہوگئی، اس وقت اسماعیل منصور ان کا خلیفہ تھا۔ مصر میں اخشیدی حکومت کر رہے تھے، انوجور بن محمد اخشید اس خاندان کا حاکم تھا۔ موصل و حلب میں حمدانیوں کی بادشاہت تھی، ان کا امیر سیف الدولہ تھا۔ عراق بنی بویہ دیلمی کے قبضے میں تھا، اور معزالدولہ کا خطبہ یہاں پڑھا جاتا تھا۔ عمان، بحرین، یمامہ اور بصرے میں قرامطہ کا زور تھا جو فاطمی امام و خلیفہ کا خطبہ پڑھتے تھے۔ فارس اور اھواز میں علی بن بویہ عمادالدولہ کی

---

* "عربوں کی مختصر تاریخ" صفحہ ۳۰۲

Marfat.com

فرمانروائی تھی - بلاد جبل اور رے میں حسن بن بویہ رکن الدولہ کی حکومت تھی۔ جرجان اور طبرستان میں سامانیوں اور وشمگیر کے جھگڑے تھے۔ خراسان اور ماوراءالنہر سامانیوں کے ماتحت تھے، ان کا صدر مقام بخارا تھا۔*

* " ہماری بادشاہی " صفحات ١٠٥-١٠٦

Marfat.com

عراق، اھواز اور کرمان کے بویہی فرمانروا

۹۳۲ء — ۱۰۵۵ء

۳۲۰ھ — ۴۴۷ھ

		سنہ ہجری	سنہ عیسوی
۱-	معزالدولہ ابوحسین احمد	۳۲۰ھ	۹۳۲ء
۲-	عزالدولہ بختیار	۳۵۶ھ	۹۶۷ء
۳-	عضدالدولہ (فارس کا)	۳۶۷ھ	۹۷۷ء
۴-	شرف الدولہ (فارس کا)	۳۷۲ھ	۹۸۲ء
۵-	بہاءالدولہ ابونصر فیروز	۳۷۹ھ	۹۸۹ء
۶-	سلطان الدولہ (فارس کا)	۴۰۳ھ	۱۰۱۲ء
۷-	مشرف الدولہ	۴۱۱ھ	۱۰۲۰ء
۸-	جلال الدولہ	۴۱۶ھ	۱۰۲۵ء
۹-	عمادالدین (فارس کا)	۴۳۵ھ	۱۰۴۳ء
۱۰-	ابو نصر خسرو فیروز (فارس کا)	۴۴۰-۷ھ	۱۰۴۸-۵۵ء

Marfat.com

Marfat.com

(۴۳)

ابو القاسم الفضل المطیع باللہ بن مقتدر

۳۳۴ھ _ ۳۶۳ھ
۹۴۶ء ۹۷۴ء

آل بویہ نے تقریباً ایک صدی تک تمام مملکت عباسیہ پر سلطنت کی۔ انہوں نے ترکوں کی طاقت کو توڑدیا، حمدانیوں کو موصل سے نکال باہر کیا اور تمام میسو پیٹمیا، عراق عرب اور مغربی ایران پر اپنا تسلط قایم کرلیا۔ انہوں نے تمام سنی امراء کو ذلیل کیا اور سنی خلیفہ کی بے عزتی کی۔ جب معزالدولہ دیلمی بویہی شیعی ۳۵۶ھ (۹۶۷ء) میں مرگیا تو اس کا بیٹا بختیار عز الدولہ کے لقب سے امیرالامراء بنا۔ اس کے سات برس کے بعد مطیع پر فالج گرا اور وہ اپنے بیٹے طائع کے حق میں خلافت سے دست بردار ہوگیا۔ مطیع کے زمانے میں واسط و بصرے کے درمیان ابن شاہین نے ایک اور ریاست قائم کرلی۔ ۳۵۶ھ (۹۶۸ء) میں مصر میں کافور الاخشیدی کا انتقال ہوگیا۔ جس پر افریقیہ (قیروان) کے فاطمی خلیفہ المعزلدین اللہ نے اپنے سپہ سالار جوہر کو اس کی فتح پر مامور کیا۔ جوہر نے مصر کے دارالحکومت فسطاط پر ۳۵۸ھ (۹۷۰ء) میں فاطمی جھنڈا گاڑدیا اور وہاں مساجد میں معز فاطمی شیعی کا خطبہ پڑھا گیا۔ ۳۵۹ھ (۹۷۰ء) میں فاطمی خلیفہ نے اذان میں "حی علیٰ خیر العمل" کا فقرہ زیادہ کیا، جو آج تک اہل تشیع کی اذان میں مستعمل ہے۔ مصر کے موجودہ دارالحکومت قاہرہ کی بنیاد جوہر ہی نے ڈالی تھی۔*

---

* "عربوں کی مختصر تاریخ" صفحات ۳۰۳–۳۰۴

Marfat.com

Marfat.com

(۲۴)

ابوبکر عبدالکریم الطائع باللہ بن مطیع

۳۶۳ھ — ۳۸۱ھ
۹۷۴ء — ۹۹۱ء

مطیع کے هم عصروں میں مؤرخ مسعودی ، فلاسفر ابونصر فارابی ، شاعر متنبی ، ابو الفرج مصنف ''کتاب الاغانی'' ، ابو القاسم التنوخی، الدناوری وغیرہ مشہور و معروف اهل علم موجود تھے۔ طائع کے خلیفه هوتے هی المعز لدین اللہ فاطمی خلیفۂ شمالی افریقه و مصر نے شام و حجاز پر قبضه کرلیا اور مکه و مدینه میں شیعوں کا خطبه پڑھا گیا—— ۳۶۷ھ (۹۷۸ء) میں عز الدوله کو اس کے چچا عضد الدوله نے نکال باهر کیا اور خود وزیر و امیرالامراءٔ بن گیا۔ طائع نے عضد الدوله کو ''تاج الملت'' کا خطاب بخشا۔ اس کا انتقال ۳۷۲ھ ، (۹۸۳ء) میں هوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا صمصام الدوله ''شمش الملت'' کے خطاب سے امیر الامراءٔ هوا۔ اسے اس کے بھائی شرف الدوله نے معزول کردیا اور خود چار برس تک امیرالامراءٔ رها۔ شرف الدوله هی نے خلیفه کو مجبور کر کے ''شهنشاه'' کا لقب حاصل کیا تھا۔ اس کا انتقال ۳۷۶ھ (۹۸۵ء) میں هوا اور اسکا بیٹا ابونصر ''بهاء الدوله'' اور ''ضیاء الملت'' کے خطابات کے ساتھ امیر الامراءٔ مقرر هوا —— مشهور سائنسدان ابن السلام عبدالرحمان صوفی اور معروف هیئت داں اور مهندس ابو الوفاءٔ اسی زمانے میں تھے۔ طائع کو بهاء الدوله نے معزول کردیا اور اس کے چچازاد بھائی قادر کو خلیفه بنایا۔ *

---

* ''عربوں کی مختصر تاریخ'' صفحات ۳۰۴—۳۰۵

Marfat.com

Marfat.com

(۲۵)

ابوالعباس احمدالقادر باللہ بن اسحاق بن مقتدر

۳۸۱ھ _ ۴۲۲ھ
۹۹۱ء ۱۰۳۱ء

قادر باللہ مرتاض و پرہیزگار شخص تھا ۔ وہ تہجد گذار تھا اور بہت خیر خیرات کیا کرتا تھا۔ اب فاطمی خلافت بہت وسیع و طاقتور ہوچکی تھی ۔ المعز کے بعد عزیز فاطمی خلیفۂ مصر ہوا ۔ اس نے حمص، حاما اور حلب پر بھی قبضہ کرلیا اور میسو پٹیمیا میں بھی اس کا خطبہ پڑھا جانے لگا ۔ قادر ایک فقیہ تھا۔ اس نے خود فرقۂ معتزلہ کے خلاف رسائل لکھے اور فاطمیوں کے مذہبی خیالات کو اپنی مملکت میں پھیلنے سے روکا ۔ وہ نہایت راسخ العقیدہ سنی تھا ۔

سامانیوں نے ماوراالنہر اور خراسان میں سنہ ۸۷۴ء سے لیکر ۹۹۹ء تک حکومت کی ۔ بخارا ان کا مستقر حکومت تھا ۔ اس زمانے میں ان کا ایک ترک مملوک (غلام) سپاھی الپتگین بخارا سے فرار ھوکر افغانستان کے کوھستانوں میں پناہ گزیں ھوا ۔ اس نے غزنی کے مقام پر اپنی حکومت کی بنیاد رکھی اور سولہ سال تک اسکو زیر کرنے کی تمام کوششیں ناکام رھیں ۔ ۹۹۰ء میں الپتگین کا انتقال ھوگیا اور اس کا جانشین اس کا داماد سبکتگین ھوا، جو نہایت بیدار مغز فرمانروا تھا ۔ خلیفہ عباسی نے اس کی حکومت تسلیم کرلی ۔ خلیفہ قادر باللہ نے سبکتگین کو ناصر الدولہ کا خطاب ، جھنڈا اور خلعت وغیرہ بغداد سے روانہ کئے اور وہ افغانستان کے غزنوی حکمران خاندان کا بانی تسلیم کرلیا گیا۔ اس نے کوہ ھندوکش کے پار پنجاب پر حملے کئے اور بوست اور

Marfat.com

کسدر کے جدید شہر آباد کئے۔ اس نے اپنے حلیف سامانی حکمران نوح کی طرفداری میں ماوراءالنہر پر ترکمانوں کے حملوں کا جواب دیا ۔ اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں محمود اور اسمعیل کے مابین تنازعہ واقع ہوا ۔ جس میں محمود کامیاب ہوا ، مگر اس نے اپنے باغی بھائی اسمعیل کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کیا ۔ اب سامانی حکومت زوال پذیر ہو چکی تھی ۔ چنانچہ ۱۰۰۰ء میں سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے خراسان پر قبضہ کرلیا۔ اس فتح کی مبارکباد خلیفہ قادر باللہ نے بغداد سے بھیجی اور سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ کو یمین الدولہ اور ”امین الملت“ کے خطابات عطا فرمائے ۔

ایشیا کی تاریخ میں سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ کا عہد حکومت نہایت ممتاز و شاندار شمار ہوتا ہے۔ اس نے غزنی کو ایک معمولی قصبے کی حیثیت سے بلند کر کے ایک نہایت عظیم الشان اور خوبصورت شہر بنادیا۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ علوم و فنون کا بڑا سرپرست تھا اور اس کا دربار اس زمانے کے ممتاز و لایق ترین علما و فضلا کا گہوارہ تھا۔ البیرونی ، فردوسی اور دقیقی جیسے یگانۂ روزگار علما وشعراء اسی کے زمانے میں تھے ۔ سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مرتبہ ہندوستان پر لشکر کشی کی مگر پنجاب سے آگے ہندوستان پر مستقل حکومت کا کوئی انتظام نہ کیا ۔ جبکہ سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ مشرق ممالک کی فتوحات میں مصروف تھا ، ترکمانوں کا ایک جم غفیر کرغز کے میدانوں سے نکل کر اور سیحون کو عبور کر کے ماوراءالنہر میں آباد ہو گیا اور سلطان محمود علیہ الرحمۃ نے یہ سیاسی غلطی کی کہ انہیں وہاں قائم ہوجانے دیا ۔ البتہ ان کی طاقت کو تقسیم و منتشر کرنے کیلئے اس نے ان کے ایک قبیلے کو ، ان کے سردار سلجوق نامی کے ماتحت، خراسان کی طرف بھیجدیا ۔ یہاں ان سلجوقی ترکمانوں نے بڑی طاقت حاصل کرلی اور آخر کار انہیں کے ہاتھوں سے غزنوی خاندان اور اس کی سلطنت ختم ہوئی۔

Marfat.com

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۱۰۳۰ء میں ہوا۔ اس عظیم المرتبت فرمانروا نے اپنی وسیع سلطنت اپنے بیٹے مسعود کے لئے چھوڑی ۔ مسعود نے خراسان سے سلجوق ترکمانوں کو نکالنا چاہا مگر ہرات کے نزدیک جو قابل یادگار و خوفناک جنگ ہوئی اس میں مسعود غزنوی کو شکست ہوئی اور سلجوقی طاقت کا اسی روز سے آغاز ہوا ۔ سلطان مسعود کے ماتحت اب صرف افغانستان اور پنجاب رہ گئے ۔ مسعود غزنوی کے انتقال کے بعد کئی غزنوی حکمران یکے بعد دیگرے تخت پر بیٹھے ، مگر غزنوی سلاطین اپنی کھوئی ہوئی طاقت دوبارہ حاصل نہ کر سکے۔ حتیٰ کہ سلطان ابراہیم غزنوی نے سلجوقی سلطان خراسان سے صلح کر لی اور اپنی ہندوستانی حکومت کو درست کرنے میں مصروف ہو گیا ۔ مشہور شاعر فلاسفر حکیم سنائی سلطان ابراہیم غزنوی ہی کی سلطنت میں رہتا تھا ۔

سلطان مسعود غزنوی کی شکست کے بعد سلجوقیوں نے اپنے قبیلہ کا سردار سلجوق کے پوتے طغرل بیگ کو منتخب کیا ۔ طغرل نہایت عقلمند ، فیاض ، نیک چلن و علم دوست حکمران تھا ۔ اس نے خراسان کے مغرب میں جرجان ، عراق عجم اور خوارزم وغیرہ کے وسیع علاقے فتح کر لئے اور شمالی ایران میں آل بویہ کو مطیع کیا ۔ اسی زمانے میں قادر باللہ کا ۸۷ سال کی عمر میں ۴۱ سال خلافت کرنے کے بعد ۴۲۲ھ ، ۱۰۳۱ء میں انتقال ہو گیا ۔*

---

*"عربوں کی مختصر تاریخ" صفحات ۳۰۵ - ۳۰۹

Marfat.com

Marfat.com

(۲۶)

ابو جعفر عبداللہ القائم بامراللہ بن قادر

۴۲۲ھ - ۴۶۷ھ
۱۰۳۱ء - ۱۰۷۵ء

جن علماء نے تاریخ اسلام میں اپنا نام یادگر چھوڑا ہے ان میں سے اکثر خلیفہ قادر باللہ کے عہد میں ہوئے۔ مثلاً معتزلی عالم قاضی عبدالجبار، اور اس کا زبردست مخالف اشعری ابواسحاق الاسفرینی، شیعی مجتہد علامہ شیخ مفید، شاعر ابوعمر بن دراج، فقہا دار قطنی اور ابن شاھین وغیرہ۔ قائم نہایت پرہیزگار، عادل، عالم و مخیر خلیفہ تھا۔ اس نے تقریبا ۲۴ سال تک آل بویہ کے زیر استبداد خموشی سے محض خلافت پر قناعت کی، سلطنت کے کاروبار سے کوئی غرض نہ رکھی۔ ۴۶۶ھ میں ایک ترک سردار ارسلان البساسیری امور سلطنت پر حاوی ھو گیا اور اس نے بویہی امیرالامرأ ملک رحیم کو نکال باھر کیا۔ اس موقعے پر خلیفہ قائم نے سلجوقی سلطان سے امداد چاھی۔ جس وقت طغرل بیگ بغداد کے قریب پہنچا، بساسیری موصل کو فرار ھو گیا۔ مگر جیسے ھی کہ طغرل ایران کی ایک بغاوت فرو کرنے کے لئے بغداد چھوڑ کر گیا، بساسیری واپس بغداد آیا اور آتے ھی خلیفہ قائم کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ فاطمی خلیفہ المستنصر باللہ کو امیرالمومنین مقرر کیا۔ خلافت کی نشانیاں مصر بھیجی گئیں اور عراق کی مساجد میں مستنصر کے لئے دعا کی گئی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ سنکر طغرل بیگ فوراً واپس لوٹا، بساسیری کو شکست دے کر قتل کیا اور قائم کو دوبارہ تخت خلافت پر

Marfat.com

متمکن کیا ۔ ان خدمات کے صلے میں خلیفہ نے طغرل بیگ کو اپنا وزیر، سپہ سالار و امیرالامراء بنایا اور اس کے ہاتھ میں سلطنت عباسیہ کا سیاہ و سپید سونپ دیا ۔ ایک عظیم الشان دربار عام میں خلیفہ نے طغرل بیگ کو تاج سلطانی پہنایا، خلعت فاخرہ عطا کیا ، اور ''ملک الشرق و الغرب ،، کے خطاب سے سرفراز فرمایا ۔ آل بویہ کے زوال کے بعد ، غزنویوں کے عروج کے زمانے میں خلیفۂ عباسی کا کھویا ہوا اثر و اقتدار کسی قدر واپس آ گیا تھا ۔ مگر اب طغرل بیگ سلطان اور القائم خلیفہ تھا اور سلطنت و خلافت کے دو متوازی نظام شروع ہو گئے تھے ۔ دین و سیاست کی علیحدگی نہایت خطرناک ثابت ہوئی ۔ اس دو عملی نے 'دینداروں ، اور ' دنیا داروں ، کے نام سے ملت اسلامیہ کو تقسیم کر دیا ، اور اب مذہب خانقاہوں میں اور سیاست دنیا داروں کے پاس چلی گئی ۔ خلیفہ کی حالت اس قدر کمزور ہو چکی تھی کہ ۴۵۴ھ میں قائم کو اپنی مرضی کے خلاف مجبوراً اپنی بیٹی کا نکاح طغرل بیگ سے کرنا پڑا ۔

ترک ، ترکمان اور منگول (مغول) سب ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے ہیں ، مگر منگول ترکوں اور ترکمانوں کی نسبت کم مہذب ہیں اور منگولیا کے وحشت زدہ علاقے میں رہنے کے باعث ویسے ہی خصائص رکھتے ہیں ۔ ان کے برعکس ترک ترکستان کے باشندے اور مہذب اقوام کے ہمسایہ ہونے کے باعث زیادہ ترقی یافتہ اور سلجوق ترک قبائل میں سب سے زیادہ مہذب تھے ۔ طغرل بیگ کے ماتحت سلجوق ترک ایشیا میں طاقتور ترین قوم بن گئے ۔ مسلمان ہو جانے کے بعد انہوں نے اسلام کو بڑی ترقی دی ۔ انہوں نے سلطنت عباسیہ کی طوائف الملوکی ختم کر دی اور بازنطینی عیسائی یونانیوں کے مقابل صف آرا ہوئے ۔ اس درمیان میں بازنطینی فتوحات و مقبوضات ایشیا میں جنوب کی جانب انطاکیہ تک اور مشرق میں آرمینیا کی حدود تک وسیع ہو گئی تھیں ۔ ١٠٦٠ء میں طغرل بیگ

Marfat.com

نے بازنطینیوں پر حملہ کیا اور کپاڈوسیا اور فریجیا کو پامال کر ڈالا ۔

۵۵۴ھ مطابق ۱۰٦۳ء میں طغرل بیگ کا انتقال ہوگیا اور چونکہ اس کا کوئی لڑکا نہ تھا اس لئے سلجوقی قوم کی سرداری اس کے بھتیجے الپ ارسلان بن جگری بیگ داؤد کو ملی ۔ خلیفہ نے اسے ''عضدالدولہ،، کا خطاب عطا کیا ۔ الپ ارسلان مجموعۂ صفات انسان تھا ۔ تمام مؤرخین نے اس کی بے حد تعریف کی ہے ۔ اس نے جارجیا اور آرمینیا کو فتح کیا اور آذر بائجان میں وہ خوئی کے مقام پر مقیم تھا کہ اسے خبر ملی کہ باز نطینی شہنشاہ قسطنطنیہ ارمانوس نے ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ ایشیائے کوچک پر حملہ کر دیا ہے ۔ چنانچہ عرب و ترک افواج متحد ہو کر اس کے مقابلے کو بڑھیں اور ''ملازکرد،، کے مقام پر ارض روم اور وان کے جدید شہروں کے درمیان مشہور تاریخی جنگ ہوئی، جس میں رومی افواج کو سخت ہزیمت نصیب ہوئی اور شہنشاہ ارمانوس اپنے سرداروں سمیت گرفتار ہوا ۔ اس کے بعد جو صلحنامہ سلطان الپ ارسلان اور ارمانوس کے درمیان مرتب ہوا اس کے مطابق ارمانوس نے اپنی بیٹیوں کی شادی سلطان کے لڑکوں سے کرنا منظور کیا، دس لاکھ دینار بطور تاوان جنگ ادا کرنے اور تین لاکھ ساٹھ ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرنے پر راضی ہوا ۔ اس نے تمام مسلمان قیدی چھوڑ دئے اور سلطان نے اسے مع اس کے امراء کے رہا کردیا ۔ اس کے بعد وہ واپس قسطنطنیہ جا رہا تھا کہ یونانیوں نے اسے اندھا کر کے مار ڈالا ۔

خلیفہ نے ۴٦۵ھ مطابق ۱۰۷۲ء میں ایشیائے کوچک کی امارت سلطان الپ ارسلان کے عم زاد بھائی قتلومیش کے بیٹے سلیمان کو بخش دی ۔ سلیمان بڑا لایق فرماں روا ثابت ہوا ۔ اس نے اپنی حکومت شمال میں ہیلیس پونٹ تک اور مغرب میں بحر روم تک وسیع کرلی اور باز نطین کے حاکم کو خراج ادا کرنے پر مجبور کیا ۔ اس نے اپنا مستقر حکومت بتھینیا میں سینس کے مقام پر رکھا، جہاں وہ صلیبی لڑائیوں کے وقت تک رہا ۔ جب

Marfat.com

صلیبی عیسائی سورماؤں نے اس پر قبضہ کر لیا تو اس نے دارالحکومت قونیه کو منتقل کر دیا - ایشیائے کوچک سلیمان سلجوقی کی اولاد کے زیر حکومت اس وقت تک رہا جب تک که تاتاریوں نے آ کر اس حکومت کا خاتمه نه کردیا - یه سلاطین تاریخ میں سلجوقی سلاطین روم کے نام سے مشہور ہیں -

الپ ارسلان کا وزیر مشہور خواجه حسن طوسی الملقب به نظام الملک تھا - جو مشہور مدرسهٔ نظامیه بغداد کا بانی تھا، جس کی تکمیل ۴۵۹ھ میں ہوئی تھی اور جس کا سالانه خرچ چھ لاکھ دینار یعنی تیس لاکھ روپیه تھا - اس کے پہلے ''شیخ،، شیخ ابو اسحاق شیرازی تھے - ان کے بعد اس کے صدر مدرس (پرنسپل) امام ابونصر، امام ابوالقاسم، امام ابو احمد غزالی (رحمت اللہ علیه) اور امام سہروردی (رحمت اللہ علیه) جیسے علمائے کرام رہے - قاہرہ (مصر) میں ''جامع ازہر،، کی بنیاد ۳۱۰ھ ہی میں پڑ چکی تھی -

۴۶۶ھ مطابق ۱۰۷۳ء میں الپ ارسلان چین کو فتح کرنے کے ارادے سے روانه ہوا، مگر جیحون ہی پار کرنے پایا تھا که موت کا پیام آ پہنچا - اس کے بعد اس کا لایق فرزند ملک شاه ''جلال الدوله،، کے لقب سے سلطان ہوا - خلیفه قائم کا انتقال ۴۶۷ھ مطابق ۱۰۷۵ء میں ہوا اور اس کا پوتا مقتدی خلیفه ہوا - طغرل بیگ نے اپنی بھتیجی ارسلان خاتون خلیفه قائم کے نکاح میں دی تھی اور خود خلیفه کی بیٹی کے ساتھ نکاح کیا تھا - بنی بویه دیلمیوں کی جگه مکمل طور پر سلجوقیوں نے لے لی تھی -*

اوپر یمن کی آزاد حکومت زیادیه کا حواله دیا جا چکا ہے - ۴۱۲ھ میں بنی زیاد کے غلام موید نجاح نے اس بادشاہت پر قبضه کر لیا - یه سلطنت ۵۰۴ھ تک قائم رہی - اس کے بعد وہاں مہدوی حکومت قائم ہوئی - موصل میں ہمدانیوں کے بعد عقیلی حکومت قائم ہوئی - ۳۸۰ھ میں ابو علی بن حسن مروان نے ایک نئی

* ''عربوں کی مختصر تاریخ'' صفحات ۳۱۰ ——— ۳۱۴

Marfat.com

سلاجقۂ عظمیٰ

۱۰۳۷ء ــ ۱۱۱۷ء
۴۲۹ھ ــ ۵۱۱ھ

		سنہ عیسوی	سنہ ہجری
۱-	طغرل بیگ	۱۰۳۷ء	۴۲۹ھ
۲-	الپ ارسلان	۱۰۶۳ء	۴۵۵ھ
۳-	ملک شاہ اول	۱۰۷۲ء	۴۶۵ھ
۴-	ناصر الدین محمود	۱۰۹۲ء	۴۸۵ھ
۵-	برقیارق	۱۰۹۴ء	۴۸۷ھ
۶-	ملک شاہ ثانی	۱۱۰۴ء	۴۹۸ھ
۷-	محمد	۱۱۰۴ء	۴۹۸ھ
۸-	سنجر	۱۱۱۶ء	۵۱۰ھ

Marfat.com

Marfat.com

حکومت قائم کی جو دولت مروانیه کے نام سے ۴۸۹ھ تک قائم رھی۔ حلب میں (۴۱۴—۴۸۴ھ) خاندان مرداس حکومت کرتا رہا۔ غزنوی حکومت افغانستان کا ذکر تو ہو ھی چکا ھے۔

سلجوق ترک تاریخ عرب میں ایک اھم حیثیت کے مالک ھیں۔ سلجوق حکومتیں پانچ مقامات پر قائم تھیں، جنھوں نے ۱۰۳۷ء سے ۱۳۰۰ء تک خراسان و کرمان سے لیکر عراق، شام و فلسطین تک حکومت کی :—

(۱) سلاجقهٔ عظمیٰ، بغداد (۴۲۹—۵۲۲ھ - ۱۰۳۷—۱۱۲۸ء)
خراسان، عراق اور فارس وغیرہ پر قابض تھے۔
(۲) سلاجقهٔ روم (۴۷۰—۷۰۰ھ - ۱۰۷۷—۱۳۰۰ء)
(۳) سلاجقهٔ کرمان (۴۳۳—۵۶۳ھ - ۱۰۴۱—۱۱۶۸ء)
(۴) سلاجقهٔ کردستان وعراق (۵۱۱—۵۹۰ھ - ۱۱۱۷—۱۱۹۴ء)
(۵) سلاجقهٔ شام (۴۸۷—۵۱۱ھ - ۱۰۹۴—۱۱۱۷ء)

ان میں اول الذکر ھر دو زیادہ مشہور ھیں۔ بغداد پر سلاجقهٔ عظمیٰ کا اثر تھا جن میں الپ ارسلاں اور ملک شاہ وغیرہ سلاطین ھوئے۔ ان کی کمزوری کے بعد بغداد میں کردستان کی شاخ کا کچھ دن اثر رہا۔ تقریباً ایک صدی تک سلجوقیوں کا بڑا زور رہا۔ پھر یہ آھستہ آھستہ مٹ گئے۔ مگر سلاجقهٔ روم (قونیه) نے بڑی عمر پائی۔ ۷۰۰ھ میں تاتاریوں کے ھاتھ سے ان کا خاتمہ ھوا۔ ان کی جگہ عثمانی ترکوں نے لی۔ چودھواں سلطان روم سلجوقی علاؤالدین مولانا جلال الدین رومی (رحمہ اللہ علیہ) کا سرپرست اور شاگرد تھا۔*

---

* "ہماری بادشاھی" صفحات ۱۰۹—۱۱۰

Marfat.com

Marfat.com

سلاجقۂ عراق و کردستان

۱۱۱۷ء — ۱۱۹۴ء

۵۱۱ھ — ۵۹۰ھ

		سنہ عیسوی	سنہ ہجری
۱-	مغیث الدین محمود	۱۱۱۷ء	۵۱۱ھ
۲-	غیاث الدین داؤد	۱۱۳۱ء	۵۲۵ھ
۳-	طغرل اول	۱۱۳۲ء	۵۲۶ھ
۴-	غیاث الدین مسعود	۱۱۳۳ء	۵۲۷ھ
۵-	معین الدین ملک شاہ	۱۱۵۲ء	۵۴۷ھ
۶-	محمد	۱۱۵۳ء	۵۴۸ھ
۷-	سلیمان شاہ	۱۱۵۹ء	۵۵۴ھ
۸-	ارسلان شاہ	۱۱۶۱ء	۵۵۶ھ
۹-	طغرل ثانی	۱۱۷۷-۹۴ء	۵۷۳-۹۰ھ

Marfat.com

Marfat.com

(۲۷)
ابو القاسم عبداللہ المقتدی بامر اللہ بن محمد بن قائم

۴۶۷ھ / ۱۰۷۵ء — ۴۸۷ھ / ۱۰۹۴ء

مقتدی جب خلیفہ ہوا اس وقت اس کی عمر صرف انیس سال کی تھی، مگر اس نے اسی زمانے میں اپنی پاکبازی و حسن اخلاق کا ثبوت دیدیا تھا۔ وہ بنی عباس کے بہترین خلفا میں شمار ہوتا ہے۔ اس نے اپنی رعایا اور سلطنت کے حالات کو بہتر بنانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اس کے زمانے میں سخت گیر حنبلیوں اور اشعریوں (حنفیوں) کے درمیان بڑی معرکہ آرائیاں ہوئیں اور نوبت کشت و خون تک پہنچی۔ لیکن اس زمانے میں دنیائے اسلام کی امیدوں کا مرکز خلیفہ کا دربار نہیں بلکہ سلطان کی پائگاہ تھی، جو ایشیا کا حکمران تھا۔ سلطان ملک شاہ نہ صرف مسلمان بادشاہوں میں بلکہ بین الاقوامی فرمانروایان عالم میں اپنی مثال بہت کم رکھتا تھا۔ وہ طبعاً نہایت شریف، حد درجہ کا منصف، بڑا بہادر، اور بہت عاقل و مدبر تھا۔ اس نے اپنے باپ الپ ارسلان کے لایق و فاضل، زیر خواجہ حسن طوسی الملقب بہ ''نظام الملک،، کو ہی اپنا وزیر بنالیا تھا اور اسے ''اتابک،، کا خطاب دے کر اپنی سلطنت میں حکمرانی کے جملہ اختیارات سونپ دئے تھے۔ غالباً یحیٰی بر مکی کے بعد نظام الملک دنیائے اسلام اور ایشیا کا لایق ترین وزیر، ناظم و سیاست دان ہوا ہے۔ اس کی تصنیف فارسی ''سیاست نامہ،، اصول حکمرانی پر ایک نہایت مستند کتاب شمار ہوتی ہے۔ سلطان ملک شاہ سلجوقی کی سلطنت مشرق میں چین کی سرحد سے لے کر مغرب میں بحر متوسط تک اور شمال میں جارجیا سے لے کر جنوب میں یمن تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے بارہ

Marfat.com

مرتبہ اپنی اس وسیع سلطنت کا دورہ کیا تھا اور ہر صوبے پہنچ کر اپنی رعایا کے حالات کا بچشم خود معاینہ کیا تھا۔ اس نے تاجروں اور مسافروں کی حفاظت و آسائش کے لئے خلفا ہارون رشید اور مامون رشید کی طرح زائرین اور تجارتی قافلوں کی گذرگاہوں پر بے شمار کنوئیں کھدوائے، درخت لگوائے، پولس اور فوج کی چوکیاں قائم کیں اور مسافر خانے بنوائے تھے۔ ملک شاہ شکار کا بڑا شایق تھا۔ اس کا عہد حکومت اپنی شان و شوکت، وسعت سلطنت اور رعایا کی خوشحالی و پر امنی کے معاملے میں کسی بہترین سے بہترین رومی یا عربی دور حکومت سے کسی طرح کمتر نہ تھا۔ تجارت، صنعت و حرفت اپنے عروج پر تھی، زراعت خوب ہو رہی تھی، آرٹ اور لٹریچر کی سر پرستی کی جاتی تھی، فارسی زبان بڑی ترقی پا رہی تھی، ایشیا کے ہر بڑے شہر مین کالج، اسپتال، مساجد اور محل تعمیر کئے گئے تھے اور تمام سلطنت میں سڑکیں اور نہریں، سلسلۂ رسل و رسائل کی آسانی اور زمین کی زر خیزی کے لئے بنائی گئی تھیں۔ سب سے بڑی اصلاح جو اس زمانے میں کی گئی اور جس کا فائدہ تمام دنیا نے اٹھایا، وہ کیلنڈر کی درستی تھی۔ اس عظیم الشان اصلاح کے لئے سائنس دانوں اور ہیئت دانوں کی ایک کمیٹی بنائی گئی تھی، جس کا صدر مشہور ہیئت داں و شاعر عمر خیام تھا۔ وقت اور کیلنڈر کی اس اصلاح کو ''جلالیان،، کا نام دیا گیا۔

سلیمان سلجوقی، حاکم روم (قونیہ) نے سلجوقی حکومت کیریا کی سرحد تک وسیع کرلی اور بہت سے جزیرے فتح کر لئے تھے۔ باز نطین کے نصرانی فرماں روا نے سلطان ملک شاہ سلجوقی کی اطاعت قبول کرلی تھی اور خراج دینا شروع کر دیا تھا۔ ۴۶۷ھ میں سلیمان سلجوقی نے یونانیوں کو انطاکیہ سے نکال باہر کیا اور اسے مملکت سلجوقی میں شامل کردیا۔ مگر اس کے سات سال کے بعد جزیرۂ صقلیہ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل کر عیسائیوں کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ ۱۰۶۱ء میں اس جزیرے پر نارمن قوم نے

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

حملہ کیا۔ عربوں نے تیس سال تک جنگ جاری رکھی، مگر آخر کار ۴۸۴ھ مطابق ۱۰۹۱ء میں صقلیہ پر نارمن کاؤنٹ راجر نے قبضہ کرلیا۔ اس جزیرے کو زیادت اللہ اغلبی نے فتح کرکے اس پر اسلامی حکومت قائم کی تھی، اس کے بعد وہ فاطمیوں کے قبضے میں رہا، جن سے عیسائیوں نے چھین لیا۔

سلطان ملک شاہ سلجوقی کا نائب جو بغداد کا شحنہ کہلاتا تھا، اپنے مکان پر نوبت و نقارۂ خاص بجوایا کرتا تھا۔ نظام الملک طوسی کی قابلیت کے باعث خلیفہ و سلطان میں عرصے تک تصادم نہ ہونے پایا مگر مقتدی اور ملک شاہ کی دختر کی شادی کی وجہ سے ان میں ان بن پیدا ہوگئی تھی۔ اب سلاطین سلجوقیہ کا نام ''السلطان ظل اللہ'' کے الفاظ کے ساتھ خطبوں میں شامل تھا۔ اس سے پہلے سلطان کو ''ظل اللہ'' کبھی نہیں کہا گیا۔ مگر اب سلطان کو بھی خلیفہ کی طرح مامور من اللہ، ثابت کرنے کی کوشش کی گئی اور سلطنت و خلافت کی غیر اسلامی تقسیم کو جواز کی سند دی گئی۔ نظام الملک طوسی وزیر جیسے ادیب و عالم نے سب سے پہلے اپنی تصنیف ''سیاست نامہ'' میں سلطان کے اختیارات کو جائز ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اب سلطان کے یہاں بھی خلیفہ کی طرح وراثتی بادشاہت کا نظام جاری تھا۔

ملک شاہ کی حکومت کے آخر زمانے میں حشیشین باطنی فرقہ نے مازندران کے اسی دشوار گذار علاقے میں ظہور کیا، جہاں کبھی پہلے بابک خرمی اور اس کے پیرو اسلام پر تباہ کاری پھیلا چکے تھے۔ اس موذی فرقے کا بانی حسن بن صباح تھا جو نظام الملک طوسی کا ہم سبق رہ چکا تھا اور سلطنت سلجوقیہ میں اعلیٰ ترین منصب پر فائز ہونے کی کوشش میں ناکام رہ کر اس نے نظام الملک سے انتقام لینے کے لئے اس اسلام کش فرقے کی بنیاد ڈالی تھی۔ اس کا نظام زہر اور خنجر پر قائم تھا۔ اس نے شیعی فاطمی خلیفۂ مصر کی بیعت کی اور مشرق میں شیعی فاطمی ایجنٹ مقرر ہوا تاکہ وہاں اسماعیلی مذہب کی نشر و

Marfat.com

اشاعت کرے۔ اب تک اسماعیلیہ مشرب میں ''داعی'' اور ''رفیق'' کے دو مناصب تھے ۔ حسن بن صباح نے اپنے منحوس مقصد کی کامیابی کے لئے تیسرے خطرناک منصب ''فدائی'' کی بنیاد ڈالی۔ فدائی اپنے اس اسماعیلی باطنی مذھبی رھنما کو ''سیدنا'' کہکر پکارتے تھے اور حسن بن صباح خاص طور پر ''سیدنا شیخ الجبل'' کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا تھا ۔ اس کے بعد ''داعی الکبیر'' کا عہدہ تھا ۔ ایسے تین داعیان کبیر اس وقت باطنیوں کے ماتحت تین مختلف صوبوں ، جبال، کوھستان اور شام کی حکمرانی پر مامور تھے ۔ داعی الکبیر کے ماتحت ''داعی'' ھوتا تھا ۔ داعی کے ماتحت ''رفیق''۔ رفیق سے نیچے ''فدائی'' کا درجہ تھا ۔ مگر باطنی فرقے کی دھشت انگیز بنیاد در اصل ''فدائی'' طبقے ھی پر قائم تھی۔ دنیائے اسلام نے ان باطنی اسماعیلیوں، بالخصوص فدائیوں کو ''ملاحدہ'' کہا ھے۔ ۴۸۳ھ میں حسن بن صباح نے جبر و فریب سے کوھستان مازندران کے نہایت مضبوط و دشوار گذار قلعۂ ''الموت'' پر قبضہ کر لیا اور پھر وھاں سے اس نے دنیائے اسلام کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا ۔ سلطان ملک شاہ سلجوقی نے ان باطنی اسماعیلیوں کے خلاف دو فوجی مہمیں روانہ کیں، مگر وہ ان کی بیخ کنی کے انتظامات مکمل نہ کرنے پایا تھا کہ اس کی موت کا وقت آ پہنچا ۔ ۱۰۹۱ء میں حسن بن صباح کے اشارے سے ایک بد بخت فدائی نے نظام الملک طوسی کا کام تمام کر دیا ۔ نظام الملک نے اپنے بعد اپنے تین بیٹے موید الملک، فخرالملک اور عزالملک چھوڑے جو بعد ازاں ملک شاہ کے اخلاف سلاطین کے وزراء ھوئے ۔ نظام الملک کے انتقال کے بعد ملک شاہ کی شادی شہنشاہ بازنطین، الیکزیس کمینس کی بیٹی سے ھونے والی تھی کہ اس کی وفات کا وقت بھی آ گیا اور یہ اسلامی نصرانی اتحاد ھوتے ھوتے رہ گیا ۔ ملک شاہ کا انتقال اکیس سال تک نہایت شاندار و کامیاب سلطنت کرنے کے بعد صرف ۳۹ سال کی کی عمر میں ۱۰ شوال ۴۸۵ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۰۹۲ء کو ھو گیا

Marfat.com

اس کی بیوہ مشہور خاتون الجلالیہ ترخان بیگم کی خواھش کے مطابق خلیفہ نے اس کے کم عمر بیٹے محمود کو ''ناصرالدنیاوالدین،، کے خطاب سے سلطان بنایا، لیکن محمود کے سب سے بڑے بھائی برقیارق نے سلطنت پر قبضہ کر لیا اور خلیفہ سے ''رکن الدین،، کا لقب حاصل کیا ۔ اس کے تھوڑے ھی عرصے کے بعد ملک شاہ کے منجھلے بیٹے محمد نے بھی حکومت کا دعویٰ کیا ۔ ان دونوں بھائیوں برقیارق اور محمد کے درمیان جو خانہ جنگیاں ھوئیں، ان کے باعث اسماعیلی فدائیوں نے بڑی کامیابی حاصل کی ۔ فدائی قاتلوں نے چن چن کر دنیائے اسلام کے فاضل ترین علماء، مشائخ و مجاھدین کو شہید کیا ۔ اس طرح باطنی فرقہ شمالی ایران، عراق اور شام کے کوھستانی علاقوں کے مضبوط ترین قلعوں پر قابض ھو گیا ۔

اس عہد میں وزیر سلطنت نظام الملک طوسی کی زھرہ جبین بیٹی زبیدہ، جو وزیر ابن جاھر کو بیاھی گئی تھی، بڑی فاضلہ جلیلہ خاتون تھی، اسی طرح سلطان ملک شاہ سلجوقی کی بہن زلیخا بھی اپنے زمانے کی حسین ترین اور نہایت لایق و قابل خاتون ھوئی ہے —— نظام الملک کے قتل ھونے کے بعد ترخان خاتون ملکہ سلطان ملک شاہ سلجوقی کا سیکریٹری و مصاحب خاص تاج الملک ابوالغرائم القمی وزیر سلطنت مقرر ھوا تھا ۔ خلیفہ مقتدی کا انتقال ۴۸۷ھ - ۱۰۹۴ء میں ھوا اور اس کا بیٹا مستظہر اس کا جانشین ھوا ۔*

---

* ''عربوں کی مختصر تاریخ،، صفحات ۳۱۵ - ۳۲۰

Marfat.com

Marfat.com

ف
ل

ے
ین
اہ
ی
گل
پر
،
ن
کا
ن
"
ں
-
ے
ے
-
ب

Marfat.com

Marfat.com

(۲۸)

ابو العباس احمد المستظہر باللہ بن مقتدی

۴۸۷ھ	—	۵۱۲ھ
۱۰۹۴ء		۱۱۱۸ء

مستظہر جس وقت خلیفہ ہوا اس وقت اس کی عمر صرف سولہ سال کی تھی۔ وہ ایک ہمدرد، سخی، نیک اور عادل انسان تھا۔

صوبۂ خوارزم (جدید خیوا) کو سلطان ملک شاہ سلجوق نے اپنے طشتدار* نشتگین کی جاگیر میں دے دیا تھا۔ اس کا جانشین اس کا بیٹا، قطب الدین محمد، ہوا، جسے سلطان سنجر نے خوارزم شاہ کا خطاب دیا تھا۔ خوارزم شاہ کا بیٹا اور جانشین، اتسیز، باغی ہوگیا اور سلطان سنجر کی حکومت کے آخر زمانے میں وہ بالکل آزاد و خود مختار ہوگیا۔ اتسیز کے پوتے تکیشں نے عراق عجم پر قبضہ کر لیا اور آخری سلجوقی سلطان طغرل کے مارے جانے کے بعد، جو سنجر کا بھتیجہ تھا، خلیفہ نے اسے ایران، خوارزم اور خراسان کی بادشاھت عطا کر دی۔ تکیشں کے بعد اس کا جانشین اس کا بیٹا علاؤالدین محمد ہوا۔ بلخ اور ھرات کی فتح سے اس نے خراسان کی تسخیر کو مکمل کر لیا، اور ان کے بعد اس نے مازندران، کرمان، غزنی اور آخر میں ماوراءالنہر پر بھی قبضہ کر لیا، جو اس وقت قراخطائی ترکمان قبیلہ کے خان کے نائب کے قبضے میں تھا۔ ۱۲۱۴ء میں علاؤالدین محمد خلیفہ پر حملہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا لیکں راہ میں اسے اور اس کے لشکر کو طوفان برف نے

---

* خیوا کے خان ابتک اپنے نام کے ساتھ ''طشتدار'' کا لقب شامل کرتے ھیں، اور خود کو سلطان ترکی کا ''طشتدار'' بتاتے ھیں۔

Marfat.com

روک لیا اور وہ ہمدان کے قریب اسد آباد کے کوہستان سے آگے نہ بڑھ سکا۔ اس کے بعد وہ واپس اپنے دارالسلطنت کو چلا آیا ۔ چار سال کے بعد منگولی یلغار نے اسے اور اس کی سلطنت کو تباہ کردیا ۔ *

۱۲۱۸ء میں چنگیز خانی سلطنت علاؤالدین محمد شاہ خوارزم کی حدود سلطنت سے ملی ہوئی تھی ۔ ماوراُلنہر کے اس مغرور و بددماغ ترکمان بادشاہ نے ایسی حماقت و ناروا بے رحمی کا کا مظاہرہ کیا کہ لاکھوں ، وحشی درندوں کے مانند خونخوار و مسلح ، تاتاری (منگول) جنگجوؤں کا سردار چنگیز خاں نتقام لینے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا ۔ دنیائے اسلام بالکل زیر و زبر ہوگئی اور تمام مغربی ایشیا چندسال کے اندر ایک وسیع ویرانہ بن گیا ۔ بات یہ ہوئی کہ سرحد کے ایک شہر کے خوارزمی گورنر نے منگولیا سے آنے والے چند تاجروں کو جاسوسی کا الزام لگا کر مار ڈالا اور ان کا مال لوٹ لیا ۔ اس پر چنگیز خاں نے اپنا ایلچی شاہ خوارزم محمد کے پاس اس مطالبہ کے ساتھ بھیجا کہ مجرم قاتل گورنر کو گرفتار کر کے اس کے حوالے کر دیا جائے ۔ شاہ خوارزم نے اس کا جواب اس طرح دیا کہ اس تاتاری سفیر کو قتل کروا دیا ۔ یہ بات انسانیت اور بین الاقوامی سیاسی مفاہمت کے بالکل خلاف تھی ، چنانچہ اس خبر کے پہنچتے ھی چنگیز خاں بے حد برا فروختہ ہوا اور دس لاکھ وحشی تاتاریوں کو لے کر صوبۂ فرغنہ پر ٹوٹ پڑا ۔ یہ واقعہ ۶۱۵ھ ، ۱۲۱۸ء کا ھے۔ اس منگولی یلغار سے پیشتر ہرچند کہ ماوراُلنہر ، خراسان اور ایران متواتر جنگوں کا محاذ رہ چکے تھے ، مگر پھر بھی بڑے زرخیز و شاداب علاقے تھے ، ان کی رعایا بڑی مہذب و ہنر مند تھی اور ان کے شہر بہت خوبصورت و بارونق تھے ۔ ہرات اور بلخ دونوں کی آبادی دس دس لاکھ سے کم نہ تھی اور بخارا اور سمر قند تو ان سے بھی کہیں زیادہ آباد و شاندار

---

* ”عربوں کی مختصر تاریخ“ صفحہ ۳۸۶

Marfat.com

شہر تھے ۔ خوارزم شاہ کی فوج تو ایک ہی تاتاری یورش میں میں صاف ہو گئی ۔ چھوٹے شہروں کا تو ذکر ہی کیا ۔ خجند زمین دوز کر دیا گیا اور اس کی کل آبادی تہ تیغ کر دی گئی ۔ بخارا کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی اور شہر کو جلا کر خاکستر کر دیا گیا ۔ لاکھوں کی آبادی قتل کر دی گئی یا غلام بنا لیگئی ۔ اس کے بعد چنگیز خان سمرقند پر حملہ آور ہوا جو ماوراء النہر کا صدر مقام اور بڑا تجارتی مرکز تھا ۔ منگولوں نے اس عظیم الشان اور خوبصورت شہر کو بالکل برباد کر ڈالا اور اس کی رعایا کو بے دریغ قتل کیا ۔ چنگیز خان نے سمرقند کے ہزارہا کاریگروں کو غلام بنا کر منگولیا بھیج دیا کہ وہ وہاں اس کے شہر کو خوبصورت بنائیں ۔ بلخ کے شہر اور اس کی رعایا کا بھی یہی حشر ہوا ۔ مئی ۱۲۲۰ء میں منگولوں نے ارگنج قدیم خیوہ کا بھی یہی حال کیا ۔ نیسا کے مقام پر ان وحشیوں نے ستر ہزار مرد ، عورت اور بچوں کو تیروں کا نشانہ بنا دیا ۔ اپریل ۱۲۲۱ء میں حکومت طاہریہ اور ایرانی سلاجقہ کے صدر مقام نیشاپور کو برباد کیا گیا ۔ صرف نیشاپور اور اس کے ارد گرد کے اضلاع میں تاتاریوں نے سترہ لاکھ سینتالیس ہزار نفوس کو تہ تیغ کیا ۔ ہرات اور اس کے مضافات میں ان درندوں نے سولہ لاکھ سے زیادہ انسانوں کو قتل کیا ۔ رے ، نہاوند اور ہمدان کے شہر ویرانے بنا دیئے گئے ۔ اس کے بعد تاتاریوں نے عراق پر حملہ کیا جو خلیفہ عباسی کے زیر نگیں تھا مگر خلیفہ مستنصر کی افواج نے انہیں مار کر پیچھے ہٹا دیا ۔

اس زمانے میں کہ اس کی سلطنت ریگستان بنا دی گئی تھی اور اس کی رعایا کا قتل عام ہو رہا تھا ، خوارزم شاہ محمد ، جو دنیائے اسلام پر اس تباہ کاری کے لانے کا ذمہ دار تھا اپنی جان بچانے کے لئے بھاگا بھاگا پھر رہا تھا اور تاتاری اس کے تعاقب میں شکاری کتوں کی طرح لگے ہوئے تھے ۔ اس کے خاندان اور متعلقین کے ہر فرد کو قتل کیا جا چکا تھا ،

Marfat.com

صرف اس کے تین بیٹے زندہ بچ کر نکل گئے تھے جن میں سے ایک جلال الدین نے تاتاریوں کا کئی جگہ جم کر مقابلہ کیا اور انہیں شکستیں دیں۔ محمد نے بحرخزر کے ایک جزیرے میں پناہ لی اور وہیں فوت ہو گیا۔ اس کی تاریخ وفات ۶۱۷ھ-۱۲۲۰ء تھی۔ اس کا بہادر بیٹا جلال الدین جان بچا کر خوارزم، ہرات اور غزنی ہوتا ہوا مشرق افغانستان میں پہنچا۔ منگول بھی اس کے تعاقب میں وہاں تک گئے مگر جلال الدین نے انہیں سخت شکست دی اور ان کی بڑی تعداد کو قتل کر ڈالا۔ اس پر چنگیز خاں نے خود جلال الدین کا تعاقب کیا اور غزنی، کابل اور بامیان سے ہو کر دریائے انڈس کے مغربی کنارے تک پہنچ گیا۔ یہاں ان دونوں کا زبردست مقابلہ ہوا۔ جلال الدین بپھرے ہوئے شیر کی طرح نہایت جوانمردی سے لڑا اور جب اس نے حالت دگرگوں دیکھی تو اپنے گھوڑے کو دریائے اٹک میں ڈال کر بڑی دلیری سے دریا پار کر گیا اور صحیح سلامت انڈس کے اس طرف جا پہنچا۔ جلال الدین دریائے انڈس میں عین حالت جنگ میں تقریباً تیس فٹ کی بلندی پر سے اپنے گھوڑے سمیت کودا تھا اور صحیح سلامت دشمن کے دیکھتے دیکھتے اس زبردست و خطرناک دریا کو پار کر گیا تھا۔ چنگیز خاں نے جب دریا کو عبور کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے مشرق کنارے پر سلطان بلبن شاہ ہندوستان کی فوج مسلح تیار پائی۔ چنانچہ اس ارادے سے باز رہا اور واپس مغرب کی جانب چلا گیا۔

ماوراًلنہر اور خراسان میں صدیوں کی پرانی تہذیب و ثقافت وحشی تاتاریوں نے برباد کر ڈالی۔ وسطی ایشیا سے لے کر مغربی ایشیا تک تمام ممالک ویران ہو گئے۔ اس کے بعد چنگیز خاں واپس منگولیا کو چلا گیا اور وہیں فوت ہو گیا۔ اب جلال الدین نے دوبارہ اپنے علاقے فتح کر لئے، مگر تاتاری پھر پلٹے اور جلال الدین کو دوبارہ راہ فرار اختیار کرنی پڑی۔ وہ کردستان کے علاقے میں پناہ گزیں تھا کہ کسی کرد نے اسے دھوکے سے

Marfat.com

بحرِ رُوم کے ممالک
(پہلی صلیبی جنگ کے وقت)
مشرقی رومی نصرانی بازنطینی سلطنت قسطنطنیہ
سلطنتِ المرادوبیہ (سُنّی)
فاطمی خلافت (شیعہ) قاہرہ
بحرِ اوقیانوس
فرانس کی بادشاہت
مغربی رُومی سلطنت
پولینڈ
روس
ہنگری
بحرِ اسود
قسطنطنیہ
قرسقہ
سردانیہ
جزائر بیلیرک
بادشاہت اطالیہ
صقلیہ
روم
بحر
اقریطش
قبرص
بیت المقدس

Marfat.com

Marfat.com

قتل کر دیا۔ یہ خوارزم شاہی سلطنت ۴۹۰ھ (۱۰۹۶ء) سے ۶۲۸ھ (۱۲۳۱ء) تک قایم رہی۔ خوارزم شاہ نے ایک شیعہ مذہب کی امامت کا اعلان کر دیا تھا، اس لئے تمام سنی مسلمان اس کے خلاف ہو گئے اور انہوں نے چنگیز خاں کے خلاف اسے کوئی مدد نہ دی۔ بلکہ خلیفہ عباسی نے اس کے ساتھ لڑائی شروع کر دی۔ اس طرح ۶۲۸ھ میں خوارزم شاہی سلطنت کا اور پھر ۶۵۶ھ (۱۲۵۸ء) میں عباسیہ خلافت کا تاتاریوں نے خاتمہ کر دیا۔*

اسی زمانے میں "صلیبی جنگوں" کے نام سے دنیائے عیسائیت کی اسلام کے خلاف اس مذہبی دیوانگی کا آغاز ہوا، جس نے مغربی ایشیا پر بے اندازہ تباہ کاری پھیلائی۔ بیت المقدس کو مسلمانوں سے چھیننے کے لئے عیسائی یورپ کی یہ مقدس جنگ ۴۹۱ھ - ۱۰۹۷ء میں شروع ہوئی۔ یورپی عیسائی مؤرخین نے ان جنگوں کے عیسائی مبارزین کی تعریف بہت رنگ دے کر اور بڑھا چڑھا کر کی ہے حالانکہ ان جنگوں کے دوران میں ان عیسائی سورماؤں نے جیسی جیسی انسانیت کش و شرافت سوز حرکتیں کی ہیں، وہ تاریخ عیسائیت کا نہایت تاریک باب ہیں۔ یہ صلیبی لڑائیاں تاریخ میں انسانی دیوانگی کی انتہا شمار ہوتی ہیں، جن کا زمانہ تین صدیوں سے کم نہیں، اس طویل مدت میں تمام یورپ کی عیسائی آبادی باربار مغربی ایشیا کی اسلامی آبادی پر حملہ آور ہوئی، اور بیشتر ناکام و پسپا ہوئی۔ لاکھوں انسان سفروں کی صعوبت، بھوک، پیاس، بیماریوں اور تلوار کی نذر ہو گئے، اور عیسائی دیوانوں نے مسلمان مظلوموں اور مفتوحوں پر جو شرمناک مظالم کئے وہ صلیب اور جناب مسیح کے ناموں کو شرمانے کے لئے کافی تھے۔ اسلامی سلطنت میں عیسائیوں کے ساتھ ہمیشہ مسلمانوں کا سا سلوک کیا گیا اور فلسطین اور بیت المقدس میں ان کے لئے کسی قسم کی روک

---

* "عربوں کی مختصر تاریخ" صفحہ ۳۹۶

Marfat.com

ٹوک یا پابندی نہ تھی - جب ۹۶۹ء میں فلسطین پر فاطمی خلفائے مصر کا قبضہ ہوگیا تو عیسائیوں کی مراعات میں وہاں مزید اضافہ ہوا - دسویں صدی عیسوی کے آخر میں لاطینی دنیا سے بے شمار نصرانی آکر فلسطین میں آباد ہونے لگے اور گیارھویں صدی عیسوی میں ان کی تعداد پیشتر کی نسبت کہیں زیادہ بڑھ گئی - اس زمانے میں فلسطین (ارتغ) توک کے ترکمان حکمراں خاندان کے قبضہ میں تھا ، جو سلجوقی سلطان یا اس کے شامی نائب کے برائے نام ماتحت تھا - ان ترکمانوں کے ھاتھ سے جب کبھی کسی عیسائی زایر کو ذرا بھی تکلیف پہنچی تو وہ یورپ میں ایک زبردست مصیبت ، ایک بڑے ظلم و ستم کی طرح بیان کی گئی اور عیسائی جمہور کے جذبات کو اسطرح اسلام اور مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کیا گیا - غرضیکہ ۱۰۹۵ء میں ایک سال کے اندر پوپ اربن ثانی نے مارچ میں پلیسینٹیا کے مقام پر اور نوسبر میں کلیر مانٹ کے مقام پر دو مجالس برپا کیں ، جن میں اس نے "کافر"، مسلمانوں کے خلاف ، جو بیت المقدس پر قابض تھے ، "جہاد" (کروسیڈ) کا اعلان کیا ، اور ھر اس عیسائی کے گناھوں کی معافی کا وعدہ کیا جو اس مذھبی جنگ میں شریک ھو اور اس نصرانی کی شہادت کی سعادت اور جنت کے تحفہ کی گواھی دی ، جو اس جنگ میں کام آئے - چنانچہ پہلی صلیبی جنگ کے عیسائی سورما بیت المقدس کو فتح کرنے ، مشرق کی عمدہ شرابیں پینے اور یونان کی حسین دوشیزاؤں کے شباب و جمال سے مستفید ھونے یعنی ان تینوں لطائف سے بہرہ ور ھونے کے ملے جلے دل خوش کن جذبات اور تمناؤں کے ساتھ روانہ ھوئے -

۱۰۹۶ء میں صلیبی سورماؤں کا پہلا لشکر، جسکا رہنما والٹر گاتھیردی پینی لیس تھا، عیسائی بلغاریوں کے ھاتھ سے قتل کردیا گیا - دوسرے لشکر کا سردار، جسکی تعداد چالیس ھزار تھی اور جس میں ھر قوم کے مرد ، عورت اور بچے تھے، پیڑدی ھرمٹ

Marfat.com

تھا ۔ اس لشکر نے بلغاریوں سے جی بھر کے انتقام لیا اور اس شہر کے سات ہزار آدمیوں ، عورتوں اور بچوں کو قتل کردیا ، جہاں اُن کا پہلا صلیبی لشکر فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا او، شہر کو مسمار کر ڈالا ۔ پھر ھنگری اور بلغاریہ دونوں ممالک کو ان مقدس صلیبیوں نے ویران کردیا اور وھاں کی رعایا کے ساتھ انتہائی شرمناک اعمال کا ارتکاب کیا ۔ ان عیسائیوں نے اپنی ہم مذھب عورتوں کی بے دھڑک عصمت دری کی ۔ شہنشاہ قسطنطنیہ ایلکزیس نے انہیں اپنے شہر میں داخل ہونے نہ دیا اور بالا بالا آبنائے باسفورس کے پار ایشیائے کوچک کے ساحل پر اُترواد یا — ایشیا کی سرزمین پر قدم رکھتے ھی ان صلیب برداروں نے ایسی ناگفتہ بہ قابل شرم حرکات کیں کہ فطرت بھی سرنگوں ہوگئی ۔ وہ ماؤں کی چھاتیوں سے معصوم شیر خوار بچوں کو زبردستی چھڑا کر اُنہیں قتل کر ڈالتے اور انکے ننھے ننھے اعضا کو پارہ پارہ کر کے ھوا میں اُچھالتے تھے ۔ ان مظالم کا مظاھرہ کرتے ہوئے وہ نیس تک پہنچ گئے جہاں کے مسلم سلطان قلیج ارسلان سلجوق نے انکا مقابلہ کیا ۔ انہیں شکست فاش ہوئی ۔ جسکے بعد انکے رہ نما ریجینلڈ نے بہت سے عیسائیوں کے ساتھ اسلام قبول کیا باقی قتل کردئے گئے ۔

تیسرا صلیبی لشکر ایک جرمن پادری گوٹے شال کے ماتحت یورپ سے روانہ ھوا ۔ ان لوگوں نے راستے میں عیسائی شھروں میں اسقدر زناکاری، شرابخوری، کشت و خون و بداعمالیاں کیں کہ ھنگری قوم انکے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی اور سب کو فنا کردیا ۔ چوتھا لشکر انگستان، فرانس، فلینڈرس اور لاربن سے تیار ھوکر روانہ ھوا ۔ انہوں نے یہودیوں کے قتل عام سے اپنے "جہاد" کی ابتدا کی اور کولون کے مقام پر دریائے رھائن اور موسیل کے کنارے کے شھروں میں یہودی آبادی کو بیدریغ تہ تیغ کیا ۔ لیکن اس لشکر کو بھی ھنگری قوم ھی نے ھمبرگ کے مقام پر ٹھکانے لگادیا ۔ ١٠٩٧ء میں یورپ کے

Marfat.com

حکمرانوں نے خود اپنا ایک لشکر تیار کیا اور گاڈ فرے آف بوئلن کے ماتحت روانہ ہوئے۔ مئی ۱۰۹۷ء میں الیکزیس نے بڑی حکمت عملی سے قسطنطنیہ کو ان انسانی درندوں سے محفوظ رکھا اور اپنے جہازوں میں لاد کر انہیں ایشیا کے ساحل پر پہنچا دیا۔ یہ سات لاکھ صلیب برداروں کی عظیم الشان فوج نیس کے مقام پر سلجوقی سلطان کی اسلامی فوج کے مقابل صف آرا ہوئی۔ سلطان اتنی بڑی فوج کا اپنی مٹھی بھر فوج سے کیا مقابلہ کر سکتا تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ نیس پر الیکزیس کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد یہ صلیبی فوج انطاکیہ پر اکتوبر ۱۰۹۷ء میں حملہ آور ہوئی۔ انطاکیہ کے ترک اور عرب باشندے نو ماہ تک محصور رہے، حتیٰ کہ محاصرین کے پاس سامان رسد باقی نہ رہا اور عیسائی "مجاہد" انسان خوری پر اتر آئے۔ انطاکیہ کا حاکم، سلجلوق امیر، نہایت بیرحمی سے مارا گیا۔ سلجوقی جنرل قوام الدولہ کربوغا کی نالایقی سے مرج وابق کی لڑائی میں انطاکیہ بچایا نہ جا سکا۔

آخرکار ایک ارمنی غدار فیروز یا بہروز نامی نے رات کے وقت شہر پناہ کے پھاٹک کھول دئے اور جون ۱۰۹۸ء میں اس طرح اس شہر پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا۔ تمام مرد اور بچے قتل کئے گئے اور عورتوں کی کھلم کھلا بے حرمتی کی گئی۔ بے حیائی، حرامکاری اور انتہائی بیرحمی و بہیمیت کے لئے یہ مسیحی "بہادر" ضرب المثل تھے۔ انطاکیہ میں جو جشن فتح منایا گیا اس کی دعوت میں ان عیسائیوں نے ترکوں اور عربوں کا گوشت بڑے مزے لے لے کر کھایا۔ پھر اس نصرانی لشکر نے شام کے خوبصورت شہر مرأۃ النعمان پر حملہ کیا اور اس پر قبضہ کر کے ایک لاکھ مسلمانوں کو قتل کر ڈالا۔ باقی کو غلام اور کنیزیں بنا کر بردہ فروشی کے لئے انطاکیہ بھیج دیا۔ مرأۃ النعمان کے بازار میں سڑکوں پر مسلمانوں کا گوشت مردم خوری کے لئے فروخت ہوا۔ پھر ۲۳ شعبان ۴۹۲ھ مطابق

Marfat.com

۱۵ جولائی ۱۰۹۹ء کو صلیب کے ان نام لیواؤں نے یرو شلم بھی فتح کر لیا اور وہاں انہوں نے جس بہیمیت اور درندگی کا ثبوت دیا اس کا بیان اعادے کے لائق نہیں ہے ۔ ان عیسائیوں کے مظالم کے باعث اہالیان بیت المقدس طیطوس رومی کے مظالم کو بھی بھول گئے ۔ مسجد اقصیٰ اور مسجد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اتنا انسانی خون بہہ رہا تھا کہ گھوڑوں کی ٹانگیں اس میں ڈوب گئی تھیں ۔ بوھیمنڈ اس فوج کا راہ نما تھا ۔ شہر کے اندر ایک ہفتے تک مسلمان آبادی کا قتل عام ہوا اور ستر ہزار سے زاید مسلمان جان سے مارے گئے ۔ یہود کے ساتھ بھی مسلمانوں کا سا سلوک ہوا اور ان کے معابد منہدم کئے گئے، ان کے مکانات جلا ڈالے گئے اور یہودی آبادی قتل کی گئی۔ لاطینی حملہ آوروں نے اس دوران میں انسانیت کا شمہ بھر بھی ثبوت نہ دیا ۔ گاڈ فرے آف بوئلن بیت المقدس کا ۱۰۹۹ء میں بادشاہ بنایا گیا ، اور ایک سال کے بعد اس کا بھائی بالڈون اول اس کا جانشین ہوا ۔ اس نے قیصریہ ، طرابلس، طائر اور سیڈون پر قبضہ کر لیا اور وہاں کی اسلامی آبادیوں کو قتل کر ڈالا ۔ اس زمانے میں ساحل بحر کے یہ فونیقی شہر نہایت خوش حال و بارونق تھے ۔ طرابلس خصوصیت سے نہایت شاندار ساحلی شہر تھا ، جس پر ۱۱۰۹ء میں ٹینکریڈ کے ماتحت عیسائیوں نے قبضہ کیا تھا ۔ اس طرح تمام فلسطین اور شام کا ایک حصہ ان فرینکس کے قبضہ میں آ گیا ۔ اسی سال صلیبیوں نے امیر جیوشں افضل کو مصر میں شکست دی ۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ سلطان الپ ارسلان سلجوقی نے ایشیائے کوچک کی حکومت اپنے چچیرے بھائی سلیمان سلجوقی کو بخش دی تھی ، اور پھر سلطان ملک شاہ سلجوقی نے شام کا ملک اپنے بھائی تاج الدولہ طوطوش کو دے دیا تھا ۔ یہ دونوں سلطان سلجوقی کے ماتحت تھے ۔ ان کے علاوہ میسو پٹیمیا شام اور فلسطین کے حاکم سلطان سلجوقی کے باجگذار تھے ۔

Marfat.com

سلطان ملک شاہ سلجوقی اور اس کے لائق وزیر نظام الملک اتابک کے عہد تک تو یہ سب مطیع و منقاد رہے مگر ملک شاہ اور نظام الملک کے بعد ، پہلے تو ترخان خاتون اور برقیارق کے مابین ، خاتون مذکورہ کے بیٹے محمود کی جانشینی کے باعث ، کشمکش رہی - مگر محمود جلد مر گیا اور برقیارق سلاجقۂ بغداد کا سردار تسلیم کر لیا گیا اور خلیفہ مقتدی نے اسے سلطان کا لقب عطا کیا - پھر برقیارق اور اس کے چچا طوطوش کے درمیان چپقلس ہوئی - مگر طوطوش مارا گیا - لیکن پھر برقیارق کو اپنے منجھلے بھائی محمد سے لڑنا پڑا اور یہ لڑائی کئی سال تک جاری رہی - خلیفہ مستظہر نے بہتیری کوشش کی کہ برقیارق اور محمد باھمی جنگ و جدل ملتوی کر کے عیسائی فرینکس سے لڑیں ، مگر کامیابی نہ ہوئی - آخرکار ۴۹۸ھ ، (۱۱۰۴ء) میں برقیارق کا انتقال ہو گیا ، اور محمد سلجوقی سلطان ہو گیا ، اور اس منصب پر وہ چودہ برس تک قائز رہا - وہ نہایت نیک نام سلطان ہوا ہے - مشہور صوفی اور فلاسفر امام ابو حامد الغزالی سلطان محمد سلجوقی کے ہی ھمعصر تھے اور سلطان موصوف ان کی بڑی عزت و توقیر کیا کرتا تھا - سلطان محمد کی بیٹی فاطمہ خلیفہ مقتفی کو بیاھی گئی ، جو اپنے عہد کی نہایت فاضلہ خاتون گذری ہے -

اس وقت سلطنت عباسیہ کی سیاسی حالت نہایت ابتر تھی اور مختلف حکمرانوں کے مابین انتہائی نفاق و افتراق موجود تھا - اس افسوس ناک وجہ سے یورپی عیسائی فلسطین کے مسلمانوں پر مظالم ڈھا رہے تھے ، مگر یہ سب خاموش اور بے بس تھے - باھمی اتفاق کی کوئی تحریک اس مشترک دشمن کے مقابلے کے لئے کامیاب نہ ہوتی تھی - شام اور میسو پٹیمیا کے مسلم حکمران ایک دوسرے سے خایف تھے - حلب کا حکمران غیاث الدنیا والدین رضوان بن طوطوش نہایت غدار شخص تھا ، فاطمی خلافت کی ، جس کے ماتحت اس وقت شام اور فلسطین کا

Marfat.com

ساحلی علاقہ تھا، حالت ان سب سے بدتر تھی کیونکہ فاطمی خلیفہ مستعلی نہایت ناکارہ شخص تھا ۔

۱۱۱۳ء کے شروع میں عیسائی شاہ یروشلم بالڈون اول نے دمشق پر حملہ کیا ۔ خود کو اس کے مقابلے میں کمزور پا کر تغتگین، امیر دمشق، نے موصل کے امیر مودود کی مدد چاہی ۔ ۱۳ محرم ۵۰۷ھ مطابق جولائی ۱۱۱۳ء میں موصل، دمشق، سنجار (تمیرک) اور مریدین کی متحدہ افواج نے فلسطین پر لشکر کشی کی ۔ تبیر یاز کے مقام پر لڑائی ہوئی، جس میں فرینکس کو سخت شکست ہوئی ۔ جون ۱۱۱۹ء میں الغازی امیر مریدین نے البلاط کے مقام پر انہیں دوبارہ شکست فاش دی ۔ مصریوں کو بھی ساحلی جنگوں میں ان پر فتح ہوئی ۔ مگر اس کے بعد فدائیوں نے، جو مسلمانوں کے خلاف ''کروسیڈرز،، کو مدد دے رہے تھے، امیر مودود کو شہید کر دیا، اور یورپ سے آنیوالی متواتر امداد نے عیسائیوں کو فلسطین میں پھر جما دیا۔ مغربی ایشیا کے مسلم امرأ اپنے اختلاف کو دور نہ کر سکے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صلیبی جنگ آزماؤں نے شہر پر شہر فتح کر لئے، تمام ملک کو اُجاڑ دیا اور باشندوں کو قتل کر ڈالا۔*

سلطان محمد سلجوقی کا انتقال ۱۰ ذوالحجہ ۵۱۱ھ مطابق ۱۸ اپریل ۱۱۱۸ء کو ہوا اور اسی سال کے آخر میں خلیفہ مستظہر بھی ۱۶ ربیع الثانی ۵۱۲ھ (۱۱۱۸ء) کو فوت ہو گیا ۔ اس خلیفہ نے پچیس سال تک خلافت کی اور اس کے بعد اس کا بیٹا المسترشد خلیفہ ہوا ۔

---

* ''عربوں کی مختصر تاریخ'' صفحات ۳۲۰-۳۳۳

Marfat.com

Marfat.com

(۲۹)

ابومنصور الفضل المسترشد باللہ بن مستظہر

۵۱۲ھ / ۱۱۱۸ء - ۵۲۹ھ / ۱۱۳۵ء

سلطان محمد سلجوقی کی جگہ اس کے بھائی سنجر نے لے لی ، جو مشہور شاعر انوری کا دوست اور سرپرست تھا ۔ خاندان سلاجقہ کا یہ آخری زبردست سلطان ہوا ہے ۔ سلطان محمد کی نجی املاک کا وارث اس کا بیٹا محمود ہوا ۔ سلطان محمد کے تین بیٹے تھے محمود ، مسعود اور سلجوق شاہ ۔ اسی سلطان محمود کے ماتحت اسلام کا وہ پہلا عظیم المرتبت مجاہد دنیا کے سامنے آیا جسے تاریخ عمادالدین زنگی کے نام سے جانتی ہے اور جس نے فرینکس کو شکستوں پر شکستیں دے کر ان کے لئے فلسطین میں عرصۂ حیات تنگ کر دیا تھا۔ عمادالدین زنگی، سلطان ملک شاہ سلجوق کے ایک محبوب سردار قاسم الدولہ آک سنکر کا بیٹا تھا ۔ قاسم الدولہ آک سنکر سلطان ملک شاہ کا حاجب تھا ۔ وہ ایک قابل اور بہادر سپاہی اور دانا منتظم تھا ۔ اس نے اپنے آقا ملک شاہ کے انتقال کے بعد اس عہد کی تاریخ میں نمایاں حصہ لیا ۔ عمادالدین زنگی کو وہ ایرانی زنگی نہ سمجھنا چاہئے، جو فارس کے حاکم اتابک سعد (''گلستان،، و ''بوستان،، کے مصنف شاعر و مصلح شیخ مصلح الدین سعدی رحتہ اللہ علیہ کا مربی) کا باپ تھا ۔ آک سنکر کا جب انتقال ہوا اس وقت زنگی صرف چودہ برس کا لڑکا تھا ، مگر اس نے اسی عمر میں اپنی اقبال مندی و بلند حوصلگی کا مظاہرہ کرنا شروع کر دیا تھا ۔ وہ حاکم، منتظم اور جنرل ہونے کے لئے پیدا ہوا تھا ۔ ۵۱۶ھ ، (۱۱۲۲ء) میں سلطان محمود سلجوقی نے زنگی کو

Marfat.com

شہر واسط کا حاکم اور بصرے کا شحنہ مقرر کیا - چار سال کے بعد ۵۲۱ھ ، (۱۱۲۷ء) میں خلیفہ نے اسے موصل اور بالائی میسو پٹیمیا کا حاکم مقرر کیا اور '' اتابک ،، کا خطاب عطا کیا - عمادالدین زنگی موصل کے اتابک حکمرانوں کے لانبے سلسلے کا پہلا حکمران تھا - اس وقت عیسائی فرینکس بالائی میسو پٹیمیا میں مریدین. سے لیکر مصر کی سرحد پر شہر عاریش تک قابض تھے - ھران ، رقہ ، نسیبین اور حلب وغیرہ شہر بار بار انہوں نے لوٹے اور دمشق جانے والی تمام راھیں مسدود کر دی تھیں - زنگی نے حیرت انگیز انتظامی صلاحیت کے ساتھ اسلامی عساکر جمع کیں اور فرینکس کو میسوپٹیمیا سے بدر کرنیکی مہم پر ڈٹ گیا - اس نے ۵۲۲ھ ، (۱۱۲۸ء) میں میمبج اور بزا کے مقامات فتح کئے اور پورے صوبۂ موصل پر قابض ھو گیا - ۱۱۲۸ء میں اس نے حلب بھی فتح کر لیا - پھر حاما فتح ھوا - ۱۱۲۹ء میں زنگی نے العسارب کا قلعہ فتح کیا ، جس کے بعد اس سے عدیسہ کے کاؤنٹ جاسلین نے صلح کر لی - سلطان محمود سلجوقی کا انتقال ۵۲۵ھ ، (۱۰۳۱ء) میں ھوا - اس کا جانشین اس کا بھائی مسعود ھوا - مگر سب سے چھوٹے بھائی سلجوق شاہ نے بھی جانشینی کا دعویٰ کیا - پہلے تو دونوں میں کشمکش رھی ، مگر پھر دونوں نے متحد ھو کر اپنے چچا سنجر کے خلاف ۵۲۶ھ (۱۱۳۲ء) میں لشکر کشی کی ، مگر دامرج کے مقام پر شکست کھائی - لیکن سلطان سنجر نے ان کے ساتھ مروت اور عنایت کا برتاؤ کیا اور ان کے علاقے انہیں کو واپس کر دئے - اس کے بعد خلیفہ مسترشد اور مسعود میں چل گئی ، جس میں مسترشد کو شکست ہوئی اور وہ مسعود کے ھاتھ میں گرفتار ھو گیا - اسی حالت بیچارگی میں خلیفہ ایک شیعی فاطمی باطنی فدائی کے ھاتھ سے شہید ھوا ، اور ذوقعدہ ۵۲۹ھ (اگست ۱۱۳۵ء) میں اس کا بیٹا راشد اس کا جانشین ھوا - *

* ''عربوں کی مختصر تاریخ'' صفحات ۳۳۰-۳۳۷

Marfat.com

(۳۰)

ابو جعفر منصور الراشد باللہ بن مسترشد

۵۲۹ ھ
۱۱۳۵ء

راشد کو چند ماہ بھی خلیفہ بنے نہ ہوئے تھے کہ اس کی سلطان مسعود سلجوقی سے بگڑ گئی، جس کے باعث اسے بغداد چھوڑ کر موصل کو جانا پڑا۔ اس کی غیبت میں سلطان مسعود نے اسے معزول کردیا اور اس کی جگہ مقتفی کو خلیفہ بنا دیا۔

Marfat.com

Marfat.com

ابو عبداللہ محمد المقتفی لامر اللہ بن مستظہر

۵۳۰ھ — ۵۵۵ھ
۱۱۳۵ء — ۱۱۶۰ء

سلجوقی سلطان کی طاقت کے زوال کے ساتھ خلیفہ مقتفی کی طاقت بڑھتی گئی اور وہ آخر میں عراق اور کالدیا پر بالکل متصرف ہوگیا۔ اتابک زنگی شام میں متمکن ہوا۔ اب صلیبیوں نے پھر سر اٹھایا۔ یورپ سے انہیں زبردست کمک پہنچ گئی اور خود شہنشاہ قسطنطنیہ جان کامنینس بھی ایک یونانی فوج کے ساتھ ان کا شریک ہوگیا۔ انہوں نے بزوا پر قبضہ کر لیا اور وہاں کی آبادی کو تہ تیغ کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے قیصریہ پر حملہ کیا، جو حاما سے ایک دن کی مسافت پر تھا۔ یہاں کا قلعہ نہایت دشوار گذار تھا اور امیر مویدالدولہ آسامہ کا مولد تھا۔ جس نے صلیبیوں سے بہت لڑائیاں لڑی تھیں۔ پانچویں صدی ھجری کے آغاز سے یہ قلعہ اور اس کے اطراف کا ضلع عرب قبیلہ کنانہ کے خاندان بنو منکض کے قبضے میں تھا۔ جیوں ھی کہ اس قلعہ کے امیر ابو عساکر سلطان نے، جو آسامہ کا چچا تھا، اتابک زنگی کو صلیبیوں کے خلاف امداد کے لئے لکھا، زنگی فوراً روانہ ہوگیا۔ اس کی آمد کی خبر سن کر فرینکس اور یونانیوں نے محاصرہ اٹھا لیا اور واپس چلے گئے۔ زنگی نے پھر بھی پیچھا نہ چھوڑا اور بڑھ کر عکہ کے قلعہ پر قبضہ کر لیا جو طرابلس کے کاؤنٹ کے قبضے میں تھا۔ اس کے بعد اتابک زنگی نے بعلبک چھین کر اس پر سلطان صلاح الدین کے باپ نجم الدین ایوب کو حاکم بنادیا۔ مگر چونکہ دمشق ایک آزاد مسلمان حکمران کے قبضے میں تھا، اس لئے

Marfat.com

شام کے ملک سے زنگی کا فرینکس کو باھر نکالنا دشوار تھا۔ ۵۳۴ھ - ۱۱۳۹ء میں زنگی نے فرینکس کو برین کے مقام پر سخت شکست دی اور وہ مقام ان سے چھین لیا - پھر اس نے جمادی الثانی ۵۳۹ھ - دسمبر ۱۱۴۴ء میں عیسائیوں سے عدیسہ بھی چھین لیا، جو جوسلین دوہم کی زیر حکومت تھا۔ یہ اتابک زنگی کی نہایت شاندار فوجی کامیابی تھی - کیونکہ عیسائی اسے اپنا ایک نہایت مقدس شہر سمجھتے تھے۔

اس زمانے میں بلحاظ تقدس مذھبی حسب ذیل مقامات تھے :- بیت المقدس، انطاکیہ، روم، قسطنطنیہ، اور غدیسہ۔ عدیسہ میسو پٹیمیا کی آنکھ کہا جاتا تھا۔ اس کے بعد زنگی نے سروج، البیرا اور دیگر مقامات فتح کئے - جبکہ وہ قلات جابر کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا تھا، رات کے وقت، سوتے ہوئے، اتابک عماد الدین زنگی کو، دھوکے سے، ۵ ربیع الثانی ۵۴۱ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۱۴۶ء کو خود اس کے مملوک (غلام) نے شہید کر دیا اور اس طرح بارھویں صدی عیسوی کا سب سے بڑا مجاھد مسلمان اور بہادر انسان دنیا سے روپوش ھوگیا۔ اتابک زنگی اپنی رعایا کے لئے باپ کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس نے میسو پٹیمیا اور شام کی زراعت، تجارت، صنعت و حرفت کو بہت ترقی دی - وہ رعایا کی آسائش و خوشحالی کی تدابیر میں دن رات غرق رھتا تھا - وہ عورتوں کی عصمت کا بڑا محافظ اور غربا و فقراء کا ماجا و ملجا تھا - وہ ایک وفادار دوست اور نرم آقا تھا مگر میدان جنگ میں ایک بپھرے ھوئے شیر سے کسی طرح کم نہ دکھائی دیتا تھا - وہ نہایت علم دوست شخص تھا اور اس کا فاضل وزیر جمال الدین الجواد بھی ایسا ھی مکمل انسان تھا - ابو جعفر محمد جمال الدین الجواد نے مکہ اور مدینہ میں زائرین اور حاجیوں کی آسائش کے لئے متعدد عمارتیں بنوائی تھیں اور دور دراز مقام سے پانی کی نہر عرفات تک کھدوائی تھی - وہ ھر سال حج کے موقعہ پر

Marfat.com

تمام حجاج کے لئے روپیہ اور لباس بھجوایا کرتا تھا۔ اس کی خیرات کی کوئی حد نہ تھی۔ ایک مرتبہ قحط کے زمانے میں اس نے اپنا اثاث البیت تک لٹادیا تھا۔ اس کے زمانے میں موصل میں کوئی ننگا بھوکا باقی نہ رہا تھا۔

اتابک زنگی نے اپنے بعد چار بیٹے چھوڑے:۔سیف الدین غازی جو موصل کا حکمران ہوا، نورالدین محمود، جو حلب کا حاکم بنا اور جس پر عیسائیوں اور صلیبیوں کے مقابلے کی ذمہ داری رکھ دی گئی، قطب الدین مودود اور نصرت الدین امیر میران۔ ان سب میں منجھلا بھائی نور الدین محمود لایق ترین تھا، جو ایک بہادر سپاھی، زیرک مدبر و سیاست داں، با تدبیر جنرل، عالم و فقیہہ اور علوم و فنون کا بڑا سر پرست تھا۔ اس نے اٹھائیس سال تک نہایت شان و شوکت اور نیک نامی کے ساتھ حکومت کی۔ اس نے ایک مجموعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کا ''فخرالنوری،، کے نام سے مرتب کیا تھا جو عدل، خیرات، پرھیزگاری و اتقا پر مبنی تھیں۔ یہی مجموعۂ احادیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر آسکی مشعل راہ رہا۔ آسنے اپنی بادشاھت کے ھر مقام پر کالج اور شفا خانے قایم کئے اور آسکا دربار اس زمانے کے علماء و فضلاء کا مامن و مستقر تھا۔ سب سے پہلے دنیائے اسلام میں آسی نے باقاعدہ ھائی کورٹ کا ''دارالعدل،، کے نام سے افتتاح کیا۔ آس کی رعایا آس سے بیحد محبت کرتی تھی۔ نورالدین محمود کو حلب پر حکمرانی کرتے ہوئے کچھ زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ عدیسہ کے عیسائیوں نے فرینکس (جوسلین کے ماتحت) اور ارمنیوں کی مدد سے وھاں کی اسلامی آبادی کو تہ تیغ کر ڈالا۔ نورالدین نے اس دغا بازی کا سخت انتقام لیا اور فرینکس اور ارمنیوں کو قرار واقعی سزا دی۔ جوسلین دویم عدیسہ کا کاؤنٹ، نورالدین محمود کے ھاتھ میں گرفتار ھوا اور آسی کی قید میں فوت ھوا۔ اب کلیروا کے سینٹ برنارڈ نے دوبارہ جنگ صلیبی کی یورپ کو دعوت

Marfat.com

و ترغیب دی - چنانچہ ۵۴۲ھ - ۱۱۴۷ء میں کونراڈ ثالث، شہنشاہ جرمنی اور لوئی ہفتم، شاہ فرانس، نو لاکھ جنگ آزماؤں کو لیکر فلسطین و شام کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ دوسری صلیبی جنگ تھی۔ اس لشکر میں لوئی ہفتم کی بیوی الینر آف گیئین بھی شامل تھی، جسنے بعد ازاں شاہ انگلستان، ہنری دویم، سے شادی کرلی تھی۔ اُسکی نقل دوسری بیشمار جرمن اور فرانسیسی عورتوں نے کی، جو اسلحۂ جنگ سے مسلح ہو کر اور گھوڑوں پر سوار ہوکر صلیبی سورماؤں کے دوش بدوش چلیں۔ ان عورتوں کی ہم صحبتی نے عیسائی لشکر میں زناکاری و جنسی رقابت کی گرم بازاری کر دی۔

اس لشکر کا حشر عبرتناک ہوا۔ دونوں عیسائی بادشاہوں کی فوجوں کا بڑا حصہ شام کی طرف جاتے ہوئے راہ ھی میں تباہ کر دیا گیا۔ کونراڈ کا جرمن لشکر لاؤڈیسیا کے قریب بہت کچھ تباہ ہوا، اور لوئی کے فرانسیسی جوانوں کو سلجوقی فوج نے باباداغ کی بلندیوں پر ساحل کے قریب ختم کر دیا۔ جوں توں کر کے دونوں بادشاہ اپنی بچی کھچی فوج کے ساتھ انطاکیہ پہنچے، جسپر اُسوقت فرانس کی ملکہ الینر کا چچا ریمنڈ حاکم تھا۔ ان فوجوں کے شہر انطاکیہ میں پہنچنے سے شہوت رانی و زناکاری عام ہوگئی کیونکہ یورپ کی اکثر مشہور حسین و جمیل عورتیں، جو اپنے شباب کا سودا بہت ارزاں کرتی تھیں، بیک وقت یہاں جمع ہوگئیں۔ انمیں کونٹس آف تلوز، کوئنٹس آف بلوے، سبیلے آف فلنڈرس۔ کونٹس آف روسی، ڈچیز آف بوئلن۔ وغیرہ تھیں جو اپنی خاندانی نجابت و ذاتی حسن و جمال کے باعث ممتاز تھیں۔ سب سے زیادہ دعوت حسن و عشق دینے والی ملکہ ایلینر تھی، جس نے اپنے شربت وصال سے بے شمار مقدس صلیبیوں کی جنسی تشنگی بجھائی اور اُسکے چچا ریمنڈ نے اس باب میں اُسکی بڑی ہمت بڑھائی۔ اسکے بعد یہ مشترک صلیبی لشکر ۶ ربیع الاول ۵۴۳ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۱۴۸ء کو دمشق پر حملہ آور ہوا۔ مگر سیف الدین

Marfat.com

غازی اور نورالدین محمود کی آمد پر یہ نصرانی ''سورما،،
محاصرہ چھوڑ کے فلسطین کی طرف بھاگ نکلے۔ اسکے بعد جرمن
بادشاہ کونراڈ اور فرانسیسی بادشاہ لوئی یورپ کو واپس چلے گئے
اور دوسرا صلیبی معرکہ اس طرح ختم ہوگیا۔ سیف الدین غازی
کا انتقال جمادی‌الثانی ۵۴۴ھ مطابق نومبر ۱۱۴۹ء میں ہوا
اور چونکہ اُسنے کوئی اولاد نرینہ نہ چھوڑی، اسلئے اُسکا منجھلا
بھائی قطب الدین مودود موصل کی اتابکی پر فایز ہوا۔

اب نورالدین نے شام کی سرحد پر عیسائیوں کا مشہور قلعہ
الارتمہ فتح کیا ، اور اسکے چند ماہ کے بعد اُسنے فرینکس کو انطاکیہ
کے قریب زغرا کے مقام پر سخت شکست دی - پھر ۴۹-۱۱۴۸ء
میں عنیب کی دیواروں کے نیچے شاہ انطاکیہ ، مغرور ریمنڈ ،
نووالدین محمود کے ھاتھ سے مارا گیا ، اور اُسکی فوج تباہ ھوگئی۔
ریمنڈ نے ایک نوعمر لڑکا، بوھیمنڈ کے نام سے، اپنی بیوی کی سپردگی
میں چھوڑا - مگر ریمنڈ کی بیوہ نے دوسری شادی کر لی -
لیکن اُسکا دوسراشوھر بھی نورالدین محمود ھی کے ھاتھ سے مارا گیا -
۵۴۴ھ مطابق ۵۰-۱۱۴۹ء میں نورالدین نے افامیہ کا قلعہ، جو
حاما سے ایک دن کی مسافت پر تھا ، فتح کیا۔ لیکن اسکے دو سال
کے بعد ۵۴۶ھ مطابق ۵۲-۱۱۵۱ء میں اسنے جوسلین کے ھاتھ سے
شکست کھائی - مگر نورالدین محمود نے جلد انتقام لیا اور جنگ
میں شکست دیکر جوسلین کو گرفتار کر لیا - اُسکی گرفتاری سے
شام اور فلسطین کے فرینکس کی کمر ٹوٹ گئی اور نورالدین محمود
کی فتوحات کا سیلاب بہ نکلا ، جسنے نہایت مختصر مدت میں
عیسائیوں سے تیل با شیر، عین تاب ، نہرالجاز ، اور برج‌الرساس وغیرہ
کے قلعے چھین لئے۔ پھر جنگ دلوک میں فرینکس کو شکست دیکر
نور الدین کے ھاتھ میں انطاکیہ کا بیشتر علاقہ آگیا -

سلطان مسعود سلجوقی کا انتقال ۵۴۷ھ مطابق ۱۱۵۳-۱۱۵۲ء
میں ھوا ، جسکی جگہ تخت پر اُسکے بھائی سلطان محمود سلجوقی
کا بیٹا ملک شاہ بیٹھا - ملک شاہ آخری سلجوقی سلطان تھا -

Marfat.com

چونکہ دمشق پر ایک خود مختار امیر کی حکومت تھی، جسکی وفاداری مسلم نہ تھی، اسلئے نورالدین محمود کو عیسائیوں کے خلاف لشکر کشی میں ہمیشہ دقت ہوتی تھی۔ اس دوران میں صلیبیوں نے ساحلی شہر عسقلان کو فتح کرلیا اور دمشق کی فتح کے منصوبے پھر باندھنے لگے۔ تغتگین کے زمانے میں صلیبیوں نے باطنی اسماعیلیوں کے ساتھ اشتراک عمل کر کے دمشق پر حملہ کیا تھا مگر شکست فاش کھائی تھی۔ اس افراتفری کے زمانے میں اہالیان دمشق نے نورالدین محمود سے اعانت کی اپیل کی جو فوراً وہاں پہنچا۔ تغتگین کے بعد اسکا بیٹا تاج الملوک بوری امیر دمشق مقرر ہوا تھا۔ بوری کے بعد دمشق کا حاکم اُسکا بیٹا شمس الملوک اسماعیل ہوا۔ جب وہ قتل کر دیا گیا تو اُسکا بھائی شہاب الدین محمود اُسکا جانشیں ہوا۔ اسکا بیٹا مجیر الدین ایبک اُسوقت دمشق کا حاکم تھا جبکہ نورالدین محمود اہالیان دمشق کی دعوت پر وہاں پہنچا۔ مجیر الدین کو دمشق کے بجائے حمص کی حکومت دیدی گئی اور نورالدین محمود ۱۰ صفر ۵۴۹ھ مطابق ۲۶ اپریل ۱۱۵۴ء کو دمشق کا بادشاہ بنایا گیا۔ مجیر الدین بعد ازاں غم و غصہ سے مسلمانوں کے خلاف فرینکس سے مل گیا، جسپر اُسے حمص کی حکومت سے علیحدہ کر دیا گیا اور وہ اپنی موت تک بلیز میں رہا* خلیفہ مقتفی نے نورالدین محمود کو اب ''ملک العادل،، کا خطاب عطا کیا**

خلیفہ مقتفی کا انتقال ۲ ربیع الاول ۵۵۵ھ مطابق ۱۲ مارچ ۱۱۶۰ء کو ہوا اور اُسکے بعد اُسکا بیٹا مستنجد خلیفہ ہوا۔ سلطان مسعود سلجوقی کے بعد سلاجقہ پر زوال آگیا۔ ملک کے کچھ حصے پر خلیفہ مقتفی نے قبضہ کرلیا تھا اور باقی اتابکوں (یعنی سلجوقیوں کے فوجی سرداروں) میں بٹ گیا۔ جو خود مختار

* مجیرالدین ایبک کے زمانے میں دمشق پر دراصل اسامہ کے دوست معین الدین انار وزیر کی حکومت تھی۔

** '' عربوں کی مختصر تاریخ '' صفحات ۳۳۷-۳۴۵

Marfat.com

اتابک (گورنر) موصل

۱۱۲۷ء — ۱۲۶۲ء

۵۲۱ھ — ۶۶۰ھ

(جو آخری خلفائے عباسیه کے همعصر تھے)

		سنه عیسوی	سنه هجری
۱-	عماد الدین زنگی	۱۱۲۷ء	۵۲۱ھ
۲-	سیف‌الدین غازی اول	۱۱۴۶ء	۵۴۱ھ
۳-	قطب الدین مودود	۱۱۴۹ء	۵۴۴ھ
۴-	سیف‌الدین غازی ثانی	۱۱۶۹ء	۵۶۵ھ
۵-	عزالدین مسعود اول	۱۱۸۰ء	۵۷۶ھ
۶-	نور الدین ارسلان شاه اول	۱۱۹۳ء	۵۸۹ھ
۷-	عز الدین مسعود ثانی	۱۲۱۰ء	۶۰۷ھ
۸-	نور الدین ارسلان شاه ثانی	۱۲۱۸ء	۶۱۵ھ
۹-	نصر الدین محمود	۱۲۱۹ء	۶۱۶ھ
۱۰-	بدر الدین لو لو	۱۲۳۳ء	۶۳۱ھ
۱۱-	اسمٰعیل لو لو	۱۲۵۹-۶۲ء	۶۵۷-۶۰ھ

Marfat.com

Marfat.com

ریاستیں اس زمانے میں سلطنت عباسیہ میں قائم ہوئیں، وہ حسب ذیل تھیں :—

(۱) خوارزم شاہی (۴۹۰-۶۲۸ھ ۱۰۹۶-۱۲۳۱ء) آخر میں تاتاریوں کے ہاتھ آئی۔

(۲) ارتقیہ کیفیہ (۴۹۵-۶۲۰ھ)- بعد کو ایوبیوں کو ملی۔

(۳) ارتقیہ ماردینیہ (۵۰۲-۸۱۱ھ)- عثمانی ترکوں کے قبضے میں آئی۔

(۴) اتابکیۂ برید، دمشق (۴۹۷-۵۴۹ھ ۱۱۰۳-۱۱۵۴ء) زنگیوں کے ہاتھ آئی۔

(۵) اتابکیۂ زنگی، موصل (۵۲۱-۶۶۰ھ ۱۱۲۷-۱۲۲۴ء)- تاتاریوں کا قبضہ ہوا۔

(۶) اتابکیۂ حلب (۵۴۱ھ)- نور الدین محمود زنگی اسی شاخ میں تھا۔ بعد کو یہ بھی ایوبیوں کو ملی۔

(۷) اتابکیۂ سنجار (۵۶۶-۶۱۷ھ) - یہ بھی ایوبی حکومت میں شامل ہوئی۔

(۸) اتابکیۂ جزیرہ (۵۷۶-۶۴۸ھ)- یہ بھی ایوبیوں کو ملی۔ ۵ سے ۸ تک چاروں ریاستوں کی اصل موصل ہی کی اتابکی ریاست ہے۔ قطب الدین مودود کے دو بیٹے سیف الدین اور عماد الدین بالترتیب موصل اور سنجار کے حکمران ہوئے۔ پھر سیف الدین کے دو بیٹے عز الدین اور سنجر شاہ

Marfat.com

بالترتیب موصل اور جزیرے کے حکمران ہوئے۔

(۹) اتابکیۂ اربل (خاتمہ ۶۳۰ھ)۔ عباسیوں کو ملی اور تاتاریوں کے حملے تک انھیں کے قبضے میں رہی۔

(۱۰) اتابکیۂ فارس (۵۴۳-۶۸۶ھ)۔ تاتاریوں کے ہاتھوں تباہ ہوئی۔ ابوبکر بن سعدزنگی اسی خاندان میں تھا۔ یہ وہی ابوبکر سعد ہے، جسکی شیخ سعدی نے اپنی کتاب ''گلستان،، میں تعریف کی ہے اور جسکے نام پر انھوں نے اپنا تخلص سعدی رکھا تھا۔

(۱۱) اتابکیۂ آذربائیجان (۵۳۱-۶۲۲ھ) خوارزمیوں کے قبضے میں آئی۔

(۱۲) اتابکیۂ لورستان (۵۴۳-۸۲۷ھ)۔

(۱۳) شاہان ارمن (۴۹۳-۶۰۴ھ)۔ ایوبیوں کو ملی۔

اسی زمانے میں غزنویوں سے افغانستان و پنجاب کی حکومت نکلکر غوریوں کے قبضے میں آئی، جنھوں نے ھندوستان میں مستقل اسلامی سلطنت قائم کی *

* ''ھماری بادشاھی'' صفحات ۱۱۰-۱۱۶

Marfat.com

ابو المظفر یوسف المستنجد باللہ بن مقتفی

۵۵۵ھ	—	۵۶۶ھ
۱۱۶۰ء		۱۱۷۰ء

چھ سال کے بعد نورالدین محمود زنگی نے مصر پر ایک فوجی مہم بھیجی۔ اسوقت شیعی فاطمی خلافت مصر زوال پزیر تھی، اسکا آخری خلیفہ الاعضدلدین اللہ محض ایک عضو معطل تھا، اور مصر کی حکومت کلیتاً اسکے وزیر شاویرالسعدی کے ھاتھ میں تھی۔ جب دیگر اُمرائے دربار نے متحد ہوکر شاویر کو مصر سے نکال دیا تو وہ نورالدین کی خدمت میں جمادی الاول ۵۵۹ھ مطابق اپریل ۱۱۶۳ء میں دمشق پہنچا اور اُس سے ان وعدوں کے ساتھ مدد مانگی کہ مصر سے صلیبیوں کو باھر نکالنے میں مصری سپاہ معاون ہو گی، کچھ مصری علاقہ دمشق کی بادشاھی کی نذر کیا جائے گا اور ایک بڑی رقم نور الدین کو پیش کیجائیگی۔ نورالدین نے کچھ تامل و پس و پیش کے بعد شاویر کی درخواست قبول کر لی اور اُسکی مدد کے لئے سلطان صلاح الدین ایوبی کے چچا اسدالدین شیر کوہ و فوج دیگر مصر بھیجدیا۔ مگر جیسے ھی کہ اُس غدار نے مصر پر دوبارہ تسلط حاصل کیا، فوراً عہد شکنی پر کمر بستہ ھو گیا۔ اسنے فرنیکس صلیبیوں سے معاھدہ کر لیا اور شیر کوہ سے مصر چھوڑ دینے کا مطالبہ کیا۔ شیر کوہ نے بلبیس (قدیم پلیسیم) کے مقام پر کچھ عرصے تک اپنی مٹھی بھر فوج سے اُس شیعی و نصرانی متحد فوج کا مقابلہ کیا، مگر پھر مجبور ہوکر ذوالحجہ ۵۵۹ھ مطابق اکتوبر ۱۱۶۴ء میں واپس

Marfat.com

آنا پڑا۔ رمضان ۵۵۹ھ مطابق اگست ۱۱۶۴ء میں فرینکس اور یونانیوں نے ملکر نورالدین پر حملہ کیا۔ یہ زبردست جنگ حارم کی دیواروں کے نیچے واقع ہوئی، جسمیں فرینکس کو شکست ہوئی اور آنکے بڑے بڑے سردار مثلاً شاہ انطاکیہ بوھیمند، حاکم طرابلس ریمنڈ، جاسلین ثالث اور یونانی سپہ سالار ڈیوک آف کلامار مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے۔ نورالدین نے حارم، پنیاس اور المنیطرہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔

ربیع الثانی ۵۶۲ھ مطابق فروری ۱۱۶۷ء میں شیر کوہ دوبارہ مصر میں داخل ہوا اور شاویر نے پھر فرینکس سے مدد مانگی، جسپر اموری اول نے، جو اب یروشلم کا بادشاہ تھا، فوراً کمک روانہ کی، کیونکہ اسکی حریصانہ نگاھیں مصر پر لگی ہوئی تھیں۔ لیکن شیر کوہ نے اپنی مختصر فوج سے شیعی فاطمیوں اور عیسائی صلیبیوں کی متحدہ فوج کو بابین کی لڑائی میں شکست دی، اور اسکندریہ پر قبضہ کرکے وہاں مقیم ہو گیا۔ اسکے بعد معاہدۂ صلح مرتب ہوا جسکی رو سے فرینکس نے مصر سے واپس چلے جانے اور پھر کبھی مصری قضیے میں اپنے پاؤں نہ پھنسانے کا وعدہ کیا، اور شیر کوہ پچاس ہزار دینار بطور تاوان جنگ وصول کرکے واپس شام کو چلا آیا۔ مگر فرینکس نے شاویر سے ایک خفیہ معاہدہ کرلیا جسکی رو سے انہیں قاھرہ میں ایک ریزیڈنٹ رکھنے اور چند مصری شہروں پر اپنی فوجوں کا تسلط قائم کرنے کا اختیار حاصل ہو گیا، نیز مصر نے عیسائیوں کو سالانہ ایک لاکھ دینار بطور خراج دینے قبول کئے۔ یہ امور اس صلحنامہ کی صریحی خلاف ورزی پر مبنی تھے جو شیر کوہ سے مصریوں اور فرینکس نے کیا تھا۔ آخر کار صلیبیوں کا، قاھرہ اور دیگر مصری شہروں میں، طرز عمل اسقدر ناقابل برداشت ہو گیا کہ خود شیعی فاطمی خلیفۂ مصر العاضد کو نور الدین سے مدد کی اپیل کرنی پڑی۔ اب نور الدین نے شیر کوہ کے ماتحت کافی بڑا لشکر روانہ کیا تاکہ فرینکس کو مناسب سزا

Marfat.com

دیجاسکے۔ شیر کوہ کی مصر میں آمد کی خبر سنکر فرینکس نے بعجلت فلسطین کو راہ فرار اختیار کی۔ مختصر یہ کہ ۷ ربیع الثانی ۵۶۴ھ مطابق ۸ جنوری ۱۱۶۹ء کو شیر کوہ قاھرہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہوا اور فاطمی خلیفہ اور رعایائے مصر نے اسے اپنے نجات دھندہ کی حیثیت سے خوش آمدید کہا۔ شاویر کو فاطمی خلیفہ نے قتل کروا دیا اور اسکی جگہ شیر کوہ کو اپنا وزیر اعظم اور امیرالجیوش مقرر کیا ۔ شیر کوہ کا اسکے دو ماہ کے بعد انتقال ھو گیا اور اسکی جگہ اسکا الوالعزم بھتیجہ صلاح الدین یوسف ''الملک الناصر'' کے خطاب سے اسکا جانشین ہوا۔ یہ واقعہ ۲۲ جمادی الثانی ۵۶۴ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۱۶۹ء کا ھے۔ ھر چند کہ صلاح الدین اب فاطمی شیعی خلیفہ الاعضد کا وزیر و سپہ سالار تھا مگر وہ در اصل خود کو نور الدین کا نائب سمجھتا تھا ، جسے نور الدین ھمیشہ ''الامیر الاسفاح سالار'' کہکر مخاطب کیا کرتا تھا ۔ صلاح الدین نے اپنے عمدہ برتاؤ سے بہت جلد ھر کہ و مہ کے دل میں گھر کر لیا ۔ الاعضد اب قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا تھا اور اپنی آخری سانسیں گن رھا تھا۔ چنانچہ صلاح الدین نے، جو پکا حنفی تھا، بغیر کسی شور و شغب کے مصر کو عباسی خلیفہ کے ماتحت کردیا ۔

۹ ربیع الثانی ۵۶۶ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۱۷۰ء کو خلیفہ المستنجد کا انتقال ھو گیا اور اسکی جگہ اسکا بیٹا مستضی خلیفہ ھوا۔ خلیفہ مستنجد کا شمار بنی عباس کے نیک نام خلفأ میں ھوتا ھے*

*''عربوں کی مختصر تاریخ'' (انگریزی)۔ صفحات ۳۴۵-۳۴۸

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ملک الناصر سلطان صلاح الدین ایوبی اعظم

Marfat.com

(۴۳)

ابو محمد حسن المستضی بامراللہ بن المستنجد

۵۶۶ھ / ۱۱۷۰ء — ۵۷۵ھ / ۱۱۷۹ء

ملک الناصر صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب بن شاضی بن مروان آرسینیا کے ایک کرد قبیلہ روادیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ شاضی کا ایک گہرا دوست بہروز نامی یونانی تھا جو پہلے سلجوق شہزادوں کا اتالیق مقرر ہوا اور پھر بغداد کا گورنر ہوگیا تھا۔ اسی بہروز نے صلاح الدین کے باپ ایوب کو دریائے دجلہ کے کنارے قلعہ تکریت کا حاکم مقرر کیا تھا، جہاں ۱۱۳۸ء - ۵۳۲ھ میں صلاح الدین کی پیدایش ہوئی۔ صلاح الدین کے پانچ بھائی اور دو بہنیں تھیں۔

صلاح الدین کی شہرت سے پہلے شام و فلسطین میں حسب ذیل عیسائی فرینکس ریاستیں قایم ہو چکی تھیں :—
(۱) شمال میں عدیسہ (ایڈیسہ) کی فرینکس کاؤنٹی (ریاست)، جو دیاربکر اور حلب کے درمیان تھی۔ (۲) عدیسہ (ایڈیسہ) کی ریاست کے جنوب و مغرب میں انطاکیہ کی پرنسپلٹی (ریاست)، اسمیں طرسوس اور اڈانہ شامل تھے جو صوبۂ سلیسیا میں واقع تھے۔ (۳) انطاکیہ کے جنوب میں طرابلس کی ریاست (کاؤنٹی)، صوبۂ لبنان اور بحر روم کے درمیان واقع تھی۔ یہ تینوں فرینکش نصرانی ریاستیں برائے نام لاطینی بادشاہت القدس کے ماتحت تھیں، جسکی حدود حسب ذیل تھیں :— شمال میں بیروت سے شروع کر کے مع سڈون، طایر، عکہ، قیصریہ، ارسوف اور یافہ کے جنوب میں مصری سرحدی ساحلی قلعہ عسقلان تک۔

Marfat.com

مغرب میں بحر روم اور مشرق میں وادئی دریائے اردن اور بحر مردار۔ یہ لاطینی بادشاہت قدس مع مندرجہ صدر ریاستوں کے شمالاً جنوباً قریباً پانچ سو میل لمبی تھی مگر شرقاً غرباً ہمیشہ پچاس میل سے کم چوڑی رہی۔ حلب، دمشق، حاما اور حمص کے شہر کبھی عیسائیوں کے ہاتھ میں نہ آسکے۔ خود لاطینی بادشاہت یروشلم مندرجہ ذیل چھوٹی چھوٹی ماتحت ریاستوں میں منقسم تھی :— (الف) یافہ اور عسقلان کی ریاست (کاؤنٹی)، جسمیں غزہ اور رملہ کے ساحلی شہر شامل تھے۔ (ب) کراک اور شوبک کی لارڈ شپ، بحر مردار کے مشرق میں۔ (ج) گیلیلی کی پرنسپلٹی، جسمیں طبریہ اور سفید کے مقامات تھے۔ (د) سیدہ کی لارڈ شپ، اور دیگر چھوٹی چھوٹی ریاستیں، مثلاً بیسان اور نبلوس وغیرہ۔

قلعۂ تکریت کی حکومت سے کنارہ کش ہوکر نجم الدین ایوب عماد الدین زنگی والئی موصل کے پاس چلا آیا تھا۔ زنگی نے ایوب کو ۱۱۳۹ء میں بعلبک کا گورنر بنا دیا اور اسی جگہ صلاح الدین کا بچپن گذرا اور تعلیم و تربیت ہوئی۔ زنگی کی شہادت (ستمبر ۱۱۴۶ء) کے بعد بعلبک پر معین الدین انار وزیر دمشق کادوبارہ قبضہ ہوگیا۔ چنانچہ ایوب بھی دمشق چلا آیا اور مجیر الدین ایبک، سلجوقی سلطان دمشق کی افواج کا سپہ سالار ہوگیا۔

عماد الدین زنگی کے بیٹے سیف الدین غازی اور نور الدین محمود بالترتیب موصل (میسوپٹیمیا) اور حلب (شام) کے فرماں روا تھے۔ ایوب کا بھائی اسد الدین شیر کوہ نور الدین محمود کی ملازمت میں تھا۔ ۱۱۵۴ء میں نور الدین محمود نے دمشق پر حملہ کیا اور دونوں بھائیوں ایوب و شیر کوہ کی مدد سے اسپر قابض ہوگیا۔ دمشق کی فتح میں آسانی یوں بھی ہوئی کہ وہ زبردست وزیر معین الدین انار جسنے دمشق پر نہ کبھی عیسائیوں کا قبضہ ہونے دیا اور نہ عماد الدین زنگی

Marfat.com

کا، اگست ۱۱۴۸ء میں فوت ہو چکا تھا*۔ ان قابل قدر خدمات کے صلے میں نور الدین محمود نے ایوب کو دمشق کا گورنر بنایا، اور شیر کوہ کو صوبہ دمشق کا وائسرائے مقرر کر کے حمص میں رکھا۔ اس طرح صلاح الدین ۱۱۴۷ء سے ۱۱۶۴ء تک دمشق میں مقیم رہا، اور نور الدین کا درباری مقرر ہوا۔ پھر جب نور الدین محمود نے شیر کوہ کو ۱۱۶۴ء میں مصر کی مہم پر بھیجا تو صلاح الدین اسکے ہمرکاب تھا۔ اسطرح صلاح الدین مصر و شام کی مہموں میں ۱۱۶۴ء سے ۱۱۶۹ء تک اپنے چچا شیر کوہ کا شریک رہا۔ ۲۳ مارچ ۱۱۶۹ء کو صلاح الدین شیر کوہ کی اچانک موت کے بعد "ملک الناصر" کے خطاب کے ساتھ مصر کا وزیر اور امیر الجیوش مقرر ہوا۔ اسوقت اسکی عمر صرف تیس سال کی تھی۔ اور ایوب اپنے بیٹے یوسف کا وزیر خزانہ تھا۔ ۱۱۶۹ء میں ملک الناصر یوسف نے اپنے بھائیوں توران شاہ اور ملک العادل کی مدد سے سوڈانی حبشیوں کی بغاوت کا مقابلہ کیا جو ۱۱۷۰ء تک جا کر فرو ہوسکی۔ اسی زمانے میں صلاح الدین نے نور الدین محمود کی مدد سے بازنطینی یونانیوں اور لاطینی فرینکس کی متفقہ یورش مصر کا کامیاب مقابلہ کیا اور انہیں شکست فاش دی۔ محرم ۵۶۷ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۱۷۱ء کو فاطمی خلیفہ کے بجائے صلاح الدین نے جامع مسجد قاہرہ میں جمعہ کے روز عباسی خلیفہ بغداد کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ ۱۳ ستمبر ۱۱۷۱ء - ۵۶۷ھ کو صرف اکیس سال کی عمر میں آخری شیعی فاطمی خلیفہ مصر الاعضد بیمار ہو کر فوت ہو گیا** اور اس روز سے صلاح الدین بجائے وزیر و سپہ سالار کے نور الدین محمود کا مصر میں وائسرائے بن گیا۔ نجم الدین ایوب

---

* مجیرالدین ایبک کو حمص کی حکومت دیدی گئی۔ پھر اسے بیز کو منتقل کر دیا گیا۔

** مصر میں فاطمیوں کی حکومت قریباً ۲۶۶ سال رہی۔

Marfat.com

کا انتقال ۹ اگست ۱۱۷۳ء کو ہوا اور ۱۵ مئی ۱۱۷۴ء۔ (شوال ۵۶۹ھ) کو ۵۶ سال کی عمر میں سلطان نور الدین محمود زنگی بھی فوت ہو گیا۔ صلاح الدین نے شمالی افریقہ کے ساحلی شہروں برقہ اور طرابلس وغیرہ کو ۱۱۷۳ء میں فتح کیا۔ سوڈان اسکے بڑے بھائی توران شاہ نے اسی سال فتح کیا۔ پھر صلاح الدین نے توران شاہ کو ۵ فروری ۱۱۷۴ء (۵۶۹ھ) کو مصر سے یمن کی فتح کے لئے روانہ کیا۔ اگست ۱۱۷۴ء تک تمام یمن فتح ہوگیا اور توران شاہ نے وہاں ۱۱۷۶ء تک حکومت کی، جسکے بعد صلاح الدین نے اسے اپنے پاس بلالیا۔ یمن میں خاندان ایوبی کی حکومت پچپن سال تک رہی۔ ۶ اپریل ۱۱۷۴ء کو صلاح الدین کی جان کے خلاف سازش کا انکشاف ہوا، جسمیں باطنی فرقہ کا ہاتھ تھا۔ چنانچہ تمام سازشی قتل کئے گئے۔ ۱۱۷۴ء میں سلطان صلاح الدین مصر کا خود مختار بادشاہ بن گیا۔ نور الدین محمود کے بھائی سیف الدین غازی، والئی موصل، کا انتقال ۱۱۴۹ء میں ہی ہو گیا تھا۔ پھر تیسرے بھائی قطب الدین مودود کا انتقال ۱۱۷۰ء (۵۶۵ھ) میں ہوا۔ نور الدین محمود کا بیٹا ملک الصالح اسمعیل حلب کا حاکم ہوا، مگر حلب صلاح الدین کے قبضے میں آگیا۔ اسیطرح قطب الدین مودود کا بیٹا سیف الدین غازی دویم موصل کا حکمراں ہوا، مگر موصل بھی صلاح الدین کے قبضے میں آیا۔ دمشق کا بھی یہی حشر ہوا، غرضیکہ ۱۱۸۳ء تک مصر، نیوبیا، شام، میسوپٹیمیا، عراق، حجاز اور یمن کے تمام علاقے صلاح الدین کے قبضے میں آگئے۔

گمشتگین وزیر الصالح اسمعیل حلب نے سلطان صلاح الدین کو قتل کرانے کے لئے شامی باطنی فدائیوں کے داعی شیخ الجبل سنان سے امداد چاہی۔ اس موذی شیعی اسمعیلی باطنی فرقہ کا صدر مقام بحر خزر کے جنوبی کوہستان واقع رودبار میں قلعہ الموت نامی میں تھا۔ اور اس زمانے میں باطنیوں کا

Marfat.com

اس قلعه میں داعی الکبیر نورالدین محمد (۵۶۱—۶۰۷ھ ۱۱۸۶ء—۱۲۱۰ء) نامی تھا، جو حسن بن صباح کے بعد اس فرقے کا پانچواں فرماں روا تھا۔ اس انسانیت کش فرقے کی حکومت قتل و خونریزی پر قایم تھی، اور اسکے مقاصد مذہبی بھی تھے اور سیاسی بھی۔ اس فرقے نے اسی دہشت انگیزی سے آہستہ آہستہ شمالی شام کے انصاریہ نامی سلسلۂ کوہستان میں بلونیاس کے (جسے انہوں نے ۱۱۲۵ء میں قبضے میں کیا تھا) ساحلی قلعه سے لیکر اندرون کوہستان کے قلعه مسیف تک نو مضبوط پہاڑی قلعوں پر اپنا قبضه کر لیا تھا۔ صلاح الدین کے زمانے میں ان فدائیوں کا شام میں پورا تسلط قایم ہو چکا تھا، اور انکی خنجر زنی کے باعث تمام ملک کانپ رہا تھا۔ شیخ الجبل نے سلطان صلاح الدین کو شہید کرانیکے لئے فدائیوں کو مامور کیا، جنہوں نے سلطان کے کمپ واقع حاب میں پہنچکر اقدام قتل کیا، مگر قبل از وقت گرفتار ہوگئے اور سب کے سب مارے گئے۔ یه جنوری ۱۱۷۵ء کا واقعه ہے۔

اب حلب کو چھوڑ کر سلطان صلاح نے بعلبک، دمشق، حمص، حاما کے شہر فتح کر لئے اور ۱۳ اپریل ۱۱۷۵ء کو سلجوقی سلاطین موصل و حلب کی متحده افواج کو حاما کے قریب سخت شکست دی۔ ۲۲ اپریل ۱۱۷۶ءکو صلاح الدین نے سلجوقی سلاطین کی زبردست متحده افواج کو پھر حلب کے قریب شکست فاش دی۔ اسکے بعد سلطان صلاح الدین قلعه عزاز کے سامنے محاصره ڈالے پڑا تھا که ۲۲ مئی ۱۱۷۶ء کو فدائی بد بختوں نے دوباره کمپ میں گھسکر اسپر متواتر حملے کئے مگر یکے بعد دیگرے سب مارے گئے۔ قلعه عزاز بالاخر فتح کر لیا گیا اور ۲۹ جولائی ۱۱۷۶ء کو حلب بھی فتح ہوگیا۔ اس فتح کے بعد سلطان صلاح الدین اور شاه حلب اور ارتغی فرمانروایان کیفه و مریدین کے مابین صلحنامه ہوگیا۔ اسکے بعد سلطان صلاح الدین سلسلۂ کوہستان سمک یا انصاریه میں

Marfat.com

اگست ۱۱۷۶ء میں باطنی اسماعیلیوں کو سزا دینے کے لئے داخل ہوا اور انکے مشہور قلعۂ مسیف کا محاصرہ کر لیا، مگر وہ اسی ماہ کے اندر انسے صلح کر کے واپس چلا آیا۔

۲۵ نومبر ۱۱۷۷ء کو سلطان صلاح الدین نے تل جزر متصل رملہ کے مقام پر فرینکس سے شکست کھائی۔ مگر تین ماہ کے اندر ھی سلطان پھر تیار ہوکر انکے مقابلے کیلئے میدان جنگ میں پہنچ گیا۔ جون ۱۱۷۹ء میں، چھوٹی چھوٹی کامیابیوں کے بعد، سلطان نے عیسائیوں پر بنیاس کے مقام پر عظیم الشان فتح حاصل کی، جسمیں عیسائیوں کے بڑے بڑے فوجی سردار مسلمانوں کے ھاتھ میں گرفتار ہوئے۔ اسکے بعد ۱۱۸۰ء میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان دو سال کیلئے صلح ھوگئی۔ اس فرصت میں سلطان نے ایک زبردست بحری بیڑہ مصر میں تیار کیا۔ اسکے علاوہ سلیسیا (ایشیائے کوچک) میں کامیاب مہمیں بھیجی گئیں۔ ۲ اکتوبر ۱۱۸۰ء کو سمیسط کے قریب دریائے سینجا کے کنارے (عدیسہ کے شمال میں) سلطان نے ایک زبردست دربار شاھی آراستہ کیا جسمیں تمام فرمانروایان میسوپٹیمیا۔ موصل، جزیرہ، اربیل، کیفہ اور مریدین—اور سلطان روم (قونیہ) نیز شاہ آرمینیا نے حاضر ھوکر ایک باھمی معاھدۂ صلح پر دو سال کے لئے سمجھوتہ کیا۔

۵۷۵ھ-۱۱۷۹ء میں خلیفۂ بغداد مستضی کا انتقال ھوا، اور اسکے بعد اسکا بیٹا ناصر خلیفہ ھوا۔ ۴ دسمبر ۱۱۸۱ء - ۵۷۹ھ کو سلطان نور الدین محمود زنگی کے وارث بیٹے ملک الصالح اسماعیل کا بھی حلب میں انتقال ھوگیا۔ اسنے اپنی جانشینی کیلئے اپنے چچیرے بھائی عز الدین مسعود، والئی موصل، کی وصیت کی، چنانچہ عز الدین مسعود اتابک موصل حلب کا مالک بھی بن گیا*— مئی ۱۱۸۲ء میں اسنے حلب کی حکومت اپنے

---

* سیف الدین غازی دوئم کی وفات (۱۱۸۰ء) کے بعد عزالدین مسعود موصل کا اتابک مقرر ھوا تھا۔

Marfat.com

بھائی عماد الدین والئی سنجار کو دیدی اور حلب کے بدلے میں سنجار کی حکومت قبول کرلی ۔ معاهدۂ صلح کی دو سال کی مدت ختم ہونے سے پیشتر ہی شام اور میسوپٹیمیا کے زنگی فرمانروا، جو سلطان صلاح الدین سے حاسدانہ رقابت رکھتے تھے، سلطان موصوف کے خلاف عیسائیوں اور باطنی اسماعیلیوں سے اشتراک خفی کر چکے تھے۔ اگست ۱۱۸۲ء میں سلطان صلاح الدین اپنے بھائیوں، سیف الاسلام تغتگین، سیف الدین ابوبکر العادل اور تاج الملوک بوری اور بھتیجوں، عز الدین فرخ شاہ اور تقی الدین عمر المظفر کے ساتھ دمشق سے میسو پٹیمیا کا صوبہ فتح کرنے اور باغی زنگی و سلجوقی سلاطین کو سزا دینے کیلئے روانہ ہوا۔ ملک العادل بحری بیڑے کا سردار تھا *۔ ککبری والئی ہران اور نور الدین والئی کیفہ صلاح الدین کے مددگار تھے۔ بیروت اور حلب میں ناکامی کے بعد، صلاح الدین نے صوبۂ جزیرہ کے تمام شہر عدیسہ، سروج، رقہ، قرقسیہ اور نسیبین یکے بعد دیگرے فتح کرلئے۔ پھر دسمبر ۱۱۸۲ء میں اسنے سنجار کو فتح کرکے مسمار کرا ڈالا۔ فروری ۱۱۸۳ء میں عز الدین والئی موصل، عماد الدین والئی حلب، شاہ آرمینیا اور شاہ مریدین مریدین کے قریب میدان حرزیہ میں جمع ہوئے مگر صلاح الدین نے انہیں سخت شکست دی اور مئی ۱۱۸۳ء میں شہر عامد فتح کرکے اپنے دوست والئی کیفہ کو دیدیا۔ جون ۱۱۸۳ء میں اتابک عماد الدین حلب کا شہر صلاح الدین کو دیکر واپس اپنے علاقے سنجار کو چلا گیا اور صلاح الدین کی اطاعت قبول کرلی۔ اب اتابک عز الدین مسعود والئی موصل اور سلجوقی سلطان قونیہ (روم) نے بھی لاچار ہو کر اطاعت قبول کرلی۔ شاہ آرمینیا (جو مسلمان تھا) بھی مطیع ہوا۔ اسکا دارالسلطنت خلات تھا۔

۱۱۸۲ء میں فرخ شاہ فوت ہوگیا جو دمشق میں صلاح الدین

---

* صلاح الدین کا بھائی شمس الدولہ توران شاہ ۱۱۸۰ء میں فوت ہوا۔

Marfat.com

کا وایسرائے تھا - مئی ۱۱۸۳ء میں ارناط (ریجینلڈ آف چیٹیلن) والئی کراک حجاز پر حملہ کر کے مکہ میں خانۂ کعبہ کو ڈھانے اور مدینہ میں روضۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مسمار کرنے کے ذلیل ارادے سے روانہ ہوا۔ اس خبر کو سنکر دنیائے اسلام میں کھلبلی مچ گئی اور سلطان صلاح الدین نے قسم کھائی کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے اس کمینہ عیسائی کو قتل کرے گا۔ ریجینلڈ نے اپنے جہاز خلیج عقبہ میں اتارے اور بندرگاہ ایلہ پر قبضہ کرلیا - سلطان صلاح الدین کے مصری بحری بیڑے نے امیر البحر لولو کے ماتحت اس کا تعاقب کیا ، بندرگاہ ایلہ کو رہائی دلائی اور بحرقلزم کے بندرگاہ الحورا میں ، جہاں سے وہ مدینۂ منورہ پر چڑھائی کرنا چاہتے تھے ، عیسائیوں کو گھیر لیا - عیسائی فوج اور ملاح سب بھاگ کر خشکی پر آگئے اور پہاڑوں پر چڑھ گئے - لولو نے عیسائیوں کے جہازوں پر قبضہ کرلیا اور اپنے مصری ملاحوں کو عرب بدویوں کے گھوڑوں پر سوار کر کے عیسائیوں کا قتل عام کیا۔ ریجینلڈ اپنی جان بچا کر بھاگ نکلا مگر اس کی تمام فوج ماری گئی - کچھ عیسائی قیدی عیدالاضحیٰ کے موقع پر مکہ لیجا کر منیٰ کے میدان میں حاجیوں کے سامنے قتل کئے گئے اور کچھ اسکندریہ لیجا کر مصریوں کے سامنے مارے گئے - اور دنیائے اسلام نے سجدۂ شکرانہ ادا کیا -

اب صلاح الدین عیسائیوں کو انکی بے ادبی کی سزا دینے کے لئے ستمبر ۱۱۸۳ء میں دمشق سے روانہ ہوا۔ اس نے کراک تک پہنچتے پہنچتے متعدد عیسائی شہر اور قلعے فتح کئے اور کئی بار عیسائی افواج کو شکست دی۔ مگر کراک دسمبر ۱۱۸۴ء تک فتح نہو سکا اور ارناط (ریجنلڈ) ہنوز زندہ تھا۔ دسمبر ۱۱۸۴ء میں شاہ القدس (یروشلم) بالڈون چہارم کا انتقال ہوا* اور اس کی جگہ ایک نو عمر لڑکا بالڈون پنجم کے نام سے بیت المقدس کے تخت پر بیٹھا - طرابلس کا حاکم ریمنڈ ریجنٹ مقرر ہوا ، مگر

* بالڈون چہارم، شاہ یروشلم، کوڑھی تھا - ۰

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

گائی دی لسیگنن کی نظریں خود ''القدس،، کی سلطنت پر لگی ہوئی تھیں۔ جو بالآخر املرک اول ؛ شاہ یروشلم، کی بیٹی سبیلا سے شادی کر کے ۱۱۸۶ء میں شاہ یروشلم نامزد ہوا ۔ اسی کے زمانے میں ۱۱۸۷ء میں سلطان صلاح الدین نے بیت المقدس فتح کرلیا۔ مگر دسمبر ۱۱۸۴ء میں سلطان اور عیسائیوں کے درمیان چار سال کے لئے صلح ہوگئی ۔ اس زمانے میں مصر کی وزارت، صلاح الدین کی جانب سے، قاضی الفاضل* کے اور شام کی وزارت عماد الدین اصفہانی الوح کے ہاتھ میں تھی ۔ دونوں وزراء فرید عصر مدبر ، ادیب ، فاضل و مقنن تھے۔ ان کے علاوہ ایک اور جید عالم بہاؤالدین سلطان کا سیکریٹری تھا ، جسنے بعد ازاں سلطان صلاح الدین کے قابل قدر سوانح حیات لکھے ۔

سنجرشاہ والئی جزیرہ (جو اتابک عزالدین مسعود والئی موصل کا بھتیجہ تھا) ، یلوک ارسلان والئی مریدین ، سکمان والئی کیفہ، ککبری والئی اربیلہ وحرأن اور اتابک عماد الدین والئی سنجار سب سلطان صلاح الدین کے ماتحت تھے اور شاہ آرمینیا ، والئی دیار بکر اور حاکم کردستان آس کے حلیف تھے ۔ مگر عزالدین اتابک موصل ابتک بغاوت پر تلا ہوا تھا ۔ آخر کار مارچ ۱۱۸۶ء میں وہ بھی مطیع و منقاد ہو گیا ۔ سلطان صلاح الدین نے حمص کی حکومت اپنے داماد ناصر الدین محمد بن شیرکوہ کو بخشدی تھی ۔

مارچ ۱۱۸۷ء میں سلطان صلاح‌الدین ایک زبردست لشکر کے ساتھ دمشق سے کل عیسائی سلطنت فلسطین کو فتح کرنے اور قلعۂ کراک کی تسخیر کے بعد (ارناط) ریجنلڈ کو قتل کر کے اپنی قسم پوری کرنے کے لئے روانہ ہوا ۔ اس جہاد میں اسکے ماتحت تمام مسلم فرمانروایان اشیائے کوچک ، عراق ، میسوپیٹمیا ور شام تھے اور مصری ، ارمنی اور کرد افواج بھی شامل تھیں۔

---

* ابو علی عبدالرحیم الملقب بہ مجیرالدین القاضی الفاضل — لخمی عرب اور عسقلان کا باشندہ تھا ۔

Marfat.com

۴ جولائی ۱۱۸۷ء مطابق ۲۵ ربیع الثانی ۵۸۳ھ کو جھیل طبریہ کے مغرب میں شہر طبریہ (گیلیلی) کے قریب، موضع لوبیہ کے متصل، حطین کی پہاڑی کے جنوب و مغرب میں، دو میل کے فاصلے پر، مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان زبردست تاریخی جنگ لڑی گئی جسمیں مسمانوں کو شاندار فتح نصیب ہوئی اور ایک دو کو چھوڑ کر عیسائیوں کے تمام بڑے سردار مع شاہ گائی، بادشاہ بیت‌المقدس، گرفتار ہوئے۔ سلطان صلاح الدین نے ریجنلڈ کو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے اپنی قسم پوری کی۔

فتح طبریہ کے بعد تمام فلسطین مسلمانوں کے ہاتھ میں آگیا۔ نوے سال کے بعد ''القدس،، پھر عیسائیوں کے ہاتھ سے نکلتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ دو ماہ کے اندر شمال میں بیروت سے لیکر جنوب میں غزہ تک تمام فلسطین سلطان صلاح الدین کے ہاتھ میں آگیا، صرف طایر اور بیت‌المقدس باقی رہ گئے۔ ۸ جولائی ۱۱۸۷ء کو عکہ فتح ہوا۔ پھر نزاریتھ، سفوریہ، حیفہ، قیصریہ، یافہ، تبنین، سیدا اور بیروت فتح ہوئے۔ اب لاطینی بادشاہت یروشلم میں صرف چند قلعے شکیف ارنون، سفید، حنین، کوکب، طایر، عسقلان اور القدس فرینکس کے ہاتھوں میں باقی رہ گئے—پھر رملہ، یبنہ، داروم اور غزہ بھی فتح ہوگئے۔ اسکے بعد صلاح‌الدین نے ملک العادل کی مدد سے ۴ ستمبر ۱۱۸۷ء کو عسقلان فتح کیا۔ آخر کار سلطان صلاح الدین نے ۲ اکتوبر ۱۱۸۷ء مطابق ۲۷ رجب ۵۸۳ھ کو بیت‌المقدس بھی فتح کرلیا۔ سلطان صلاح‌الدین کی فتح بیت‌المقدس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے ہاتھ سے فتح مکہ کی پرانی یاد تازہ کردی۔ اس موقع پر بھی نہ ایک متنفس کا خون بہایا گیا، نہ کسی کا مال لوٹا گیا، اور نہ کسی عورت کی بے حرمتی ہوئی۔ اس کے مقابلے میں ۱۰۹۹ء میں جب ''القدس،، کو عیسائیوں نے فتح کیا تھا، اس وقت مسلمان آبادی کے ساتھ جو انسانیت سوز سلوک کیا گیا تھا، وہ انسانیت کی پیشانی پر کلنگ کا ٹیکہ ہے ——— اب فلسطین میں صرف کرا کہ

Marfat.com

سلطان صلاح الدین ایوبی کی سلطنت (بارھویں صدی عیسوی)
(دوسری اور تیسری صلیبی جنگیں)

Marfat.com

Marfat.com

شوبک ، سفید ، کوکب اور طایر کے قلعے فرینکس صلیبیوں کے قبضے میں باقی رہ گئے تھے — سلطان صلاح الدین شمال کی جانب متوجہ ہوا اور طرابلس کی کاؤنٹی اور انطاکیہ کی پرنسپلٹی کی تسخیر شروع کردی ۔ اسنے انطارطس کو فتح کرلیا ۔ پھر بلونیاس، جبیلہ ، لاذیکیہ ، سحیون اور برزویہ اگست ۱۱۸۸ء تک فتح ہوگئے ۔ زاں بعد سفید ، کوکب اور کراک کے قلعے بھی فتح ہوگئے اور صرف طایر ، طرابلس اور انطاکیہ باقی رہ گئے، جن سے صلح ہوگئی ۔

۱۱۸۹ء میں شاہان یورپ کا جو تازہ ''کروسیڈ،، فلسطین (بیت المقدس) کی فتح کے لئے روانہ ہوا تھا ، اس میں سے ستر سالہ بوڑھا شہنشاہ جرمنی، فریڈرک باربروسا، تو راستے ھی میں ، ایشیائے کوچک میں سلوسیا کے قریب دریائے سلاف میں ڈوب کر ۱۰ جون ۱۱۹۰ کو مر گیا اور اس کا بیٹا، ڈیوک آف سوابیا، اس کی باقی ماندہ جرمن افواج کو فلسطین لا سکا ۔ رچرڈ شاہ انگلستان اور فلپ شاہ فرانس جون ۱۱۹۱ء (۵۸۷ھ) میں فلسطین پہنچے اور سخت خونریزیوں کے بعد ۱۲ جولائی ۱۱۹۱ء (۵۸۷ھ) کو انہوں نے عکہ پر قبضہ کرلیا ۔ اس کے بعد شاہ فرانس علالت کے عذر سے واپس فرانس چلا گیا اور اپنی فوج ڈیوک آف برگنڈی کے تحت رچرڈ کی اعانت کے لئے چھوڑ گیا— رچرڈ ''شیردل،، نے عکہ کی معصوم مسلمان آبادی کا قتل عام کروایا اور اپنے لشکر کے ساتھ بیت المقدس کے ارادے سے روانہ ھوا ۔ اس کے فوراً بعد ۷ ستمبر ۱۱۹۱ء کو سلطان صلاح الدین اور رچرڈ کے درمیان مشہور جنگ ارسوف ہوئی ، جس میں عیسائیوں کا پلہ بھاری رہا اور مسلمانوں کو نقصان ھوا ۔ اب سلطان رملہ میں مقیم تھا اور عیسائی یافہ اور عکہ میں ۔ اسی زمانے میں سلطان نے قلعۂ عسقلان کو گروا کر زمین سے ملا دیا ۔ اور اس کے بعد یہی حشر لیڈا اور رملہ کے قلعوں کا ھوا ۔

اکتوبر ۱۱۹۱ء میں رچرڈ نے سلطان صلاح الدین سے صلح

کی درخواست کی۔ رچرڈ اور ملک العادل کے درمیان متعدد ملاقاتیں ہوئیں اور دوستی قائم ہو گئی ۔ رچرڈ کی یہ تجویز تھی کہ اس کی بہن جون سے، جو شاہ صقلیہ کی بیوہ تھی ، یا اُسکی بھتیجی سے، ملک العادل کا نکاح ہو جائے، اور "القدس" و فلسطین ان دونوں کی حکومت میں دیدئے جائیں ۔ * مگر یہ تجویز عمل میں نہ آ سکی۔ دسمبر ۱۱۹۱ء سے رچرڈ نے بیت المقدس فتح کرنیکی مساعی جاری کر دیں اور عکہ، بیروت اور یافہ وغیرہ مقامات فتح کر لئے ۔ طائر، طرابلس اور انطاکیہ تو اُنکے پاس پہلے ہی سے تھے ۔ صلاح الدین رملہ میں بیٹھا رچرڈ کی جارحانہ کارروائیوں کا رد کرتا رہا ۔ متعدد چھوٹی موٹی لڑائیاں ہوئیں ، لیکن اگست ۱۱۹۲ ء تک عیسائی بیت المقدس فتح نہ کر سکے ۔ آخرکار ۲ ستمبر ۱۱۹۲ ء (۵۸۸ ھ) کو ملک العادل کی وساطت سے سلطان صلاح الدین اور شاہ رچرڈ کے درمیان تین سال کے لئے معاہدۂ صلح ہوگیا اور یہ طے پایا کہ انطاکیہ ، طایر و طرابلس دستور عیسائیوں کے قبضے میں رهیں، عکہ سے یافہ تک تمام ساحلی علاقہ فرنیکس کو ملے اور یروشلم ایک کھلا شہر بنا دیا جائے جسمیں مسلمان اور عیسائی دونوں کو مذهبی آزادی حاصل ہو۔ اسکے بعد ۹ اکتوبر ۱۱۹۲ ء کو شاہ رچرڈ عکہ سے انگلستان کو واپس روانہ ہوگیا ۔

عظیم الشان جنگ حطین (جولائی ۱۱۸۷ ء) سے پیشتر، جسمیں مسلمانوں کی شاندار فتح ہوئی تھی ، دریائے اُردن کے مغرب میں ایک انچ زمین بھی مسلمانوں کے قبضے میں نہ تھی اور کل فلسطین صلیبی عیسائیوں کے تسلط میں تھا ، مگر صلح رملہ (ستمبر ۱۱۹۲ ء) کے بعد تمام ملک اُنکے ھاتھ میں واپس آ گیا ، سوائے اُس تنگ ساحلی علاقہ کے جو طایر سے شروع

---

* سر والٹر اسکاٹ نے اپنے رومان "طلسمان" نامی میں جو صلاح الدین اور ایڈتھ کے اتصال کا حوالہ دیا ہے وہ خیالی ہے۔

Marfat.com

ھوکر یافہ میں ختم ھوتا تھا۔ یورپ کے تمام عیسائی بادشاھوں اور آمراء نے ملکر فلسطین پر یورش کی، مگر سلطان صلاح الدین سے بیت المقدس نہ چھین سکے۔ ''القدس،، کا برائے نام بادشاہ عکہ میں بیٹھکر حکومت کر رھا تھا، جو قطعی مسخرہ پن معلوم ھوتا تھا۔ تیسری صلیبی جنگ کی پوری قوت بھی سلطان صلاح الدین کی عسکری طاقت کو متزلزل نہ کرسکی۔ جو کوھستان کردستان سے لیکر شمالی افریقہ میں صحرائے لیبیا تک قایم تھی۔ اسکے علاوہ شاہ جارجیا، شاہ آرمینیا، سلطان روم (قونیہ) اور شہنشاہ قسطنطنیہ سلطان صلاح الدین کے حلیف تھے اور اس امر پر فخر کرتے تھے۔ آخرکار پچپن سال کی عمر میں ۴ مارچ ۱۱۹۳ء (۲۷ صفر ۵۸۹ ھ) کو چہار شنبہ کے روز اس عظیم الشان مجاھد سلطان کا انتقال ھوگیا، اور وہ مسجد اموی دمشق میں دفن کیا گیا۔ ھر دلعزیزی، رحم و کرم، حلم، شیریں زبانی، خدمت خلق، سادگی، جفاکشی، مذھبی رواداری، منکسر مزاجی، خلق، صبر و تحمل، ضبط و درگذر، خطا پوشی، عفو، دادرسی، عدل و بے تعصبی، میانہ روی و مساوات، بچوں سے محبت، وضعداری، وفاداری، پابندئی عہد، اتقا و زھد، گداز قلبی، فیاضی وغیرہ بہترین خصوصیات انسانی میں سلطان صلاح الدین کی نظیر نہ تھی۔ مرنیکے بعد سلطان ممدوح کے پاس صرف ایک دینار اور ۴۷ درھم نکلے، اسکے علاوہ اس نے کوئی ذاتی جائداد نہ چھوڑی۔ سلطان صلاح الدین کے مشہور جرنل فرخ شاہ، تقی الدین، ملک العادل، کراکش، حسام الدین، اور مشطوب تھے۔ مشہور فقیہہ و مجاھدالحقاری اسی عہد میں تھے۔ سلطان صلاح الدین کے متعلق ایک یہ بات بھی سن لینے اور یاد رکھنے کے قابل ھے کہ تعمیر بیت المقدس کے زمانے میں سلطان ممدوح نے بہ نفس نفیس اپنے کاندھے پر پتھر رکھکر اٹھائے تھے اور ایک معمولی مزدور کی طرح کام کیا تھا۔

الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف ایوبی (رحمتہ اللہ علیہ)

Marfat.com

کی اس عاقبت نااندیشی نے ، جو اُس سے اپنا جانشیں نامزد نہ کر کے ظاھر ہوئی ، اُسکی سلطنت کو بہت جلد تباہ کر دیا ۔ اُسکی عظیم‌الشان سلطنت کے ، اُسکی وفات کے بعد، اس طرح حصے بخرے ہو گئے :- سلطان مرحوم کا سب سے بڑا بیٹا ابوالحسن نورالدین علی الملک‌الافضل شام و فلسطین کا خود مختار بادشاہ ہوا ، دمشق اُسکا پایۂ تخت تھا ۔ دوسرا بیٹا الملک‌العزیز ابوالفتح عماد الدین عثمان ، جو اپنے باپ کی زندگی ھی میں مصر کا گورنر تھا ، اب وھاں کا آزاد بادشاہ بن گیا ، قاھرہ اُسکا دارالحکومت تھا ۔ تیسرا بیٹا الملک‌الظاھر غیاث الدین غازی حلب کا حکمران ہوا ۔ انکے علاوہ سلطان صلاح الدین کا بھائی الملک‌العادل ابوبکر سیف الدین ، والئی کراک اور شوبک ، جو افواج میں بہت ھر دلعزیز تھا ، اب میسو پٹیمیا کے ایک حصے اور دریائے فرات کے ساحل کے چند شہروں کا مالک ہوا ۔ یمن کی حکومت سلطان صلاح الدین کے دوسرے بھائی سیف‌الاسلام تغتگین کے ھاتھ میں تھی ۔ اسد الدین شیرکوہ کی اولاد حمص پر قابض تھی ۔ اسی طرح خاندان ایوبی کے دیگر افراد مختلف مقامات پر حکمران تھے ۔ تقسیم سلطنت کے باوجود اگر سلطان صلاح الدین یوسف کے بیٹے آپس میں اتحاد و اتفاق سے رھتے تو غالباً اُن کا زوال اسقدر جلد نہوسکتا ۔ مگر اُنکے باھمی نفاق نے اُنکے چچا ملک‌العادل کو اپنے بھائی سلطان صلاح الدین کی سلطنت پر قابض ہونیکا موقع دیا ۔ ملک‌الافضل اور ملک العزیز کی باھمی جنگ میں ، افضل کو دمشق چھوڑنا پڑا ، جسپر ملک‌العادل نے قبضہ کر لیا اور افضل کو اُسکے بجائے سرخد کا شہر دیدیا گیا ۔ عزیز کی وفات کے بعد اُسکے نابالغ بیٹے الملک‌المنصور محمد کی پرورش افضل کے سپرد ہوئی ۔ اسکے بعد ملک‌العادل اور ملک‌الافضل میں نا چاقی ہوگئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ ملک‌العادل نے افضل اور منصور دونوں کو مصر سے نکال باھر کیا ۔ عادل نے ان دونوں کو میسو پٹیمیا میں

Marfat.com

جاگیریں دیدیں جنسے اُنھوں نے اور اُنکی اولاد نے بسر اوقات کی۔ سیف الدین ابوبکر الملک العادل ۱۶ ربیع الثانی ۵۹۶ ھ المطابق فروری ۱۲۰۰ ء کو مصر کا بادشاہ ہوا۔ اسکے بعد ملک العادل نے ممالک شام، شرقی میسو پٹیمیا، خلات اور آرمینیا پر قبضہ کیا اور ۶۱۲ ھ (۱۲۰۷-۸ ء) میں یمن پر بھی قابض ہو گیا۔ ۱۲۱۵-۱۶ ء میں اُسنے یمن کی گورنری پر اپنے پوتے الملک المسعود صلاح الدین ابوالمظفر یوسف بن الملک الکامل محمد کو مقرر کیا۔ اب سلطان سیف الدین ابوبکر الملک العادل تمام ممالک شام، بالائی میسو پٹیمیا، مصر، عرب و یمن و آرمینیا کا بادشاہ ہو چکا تھا اور اُسکی وسیع سلطنت اُسکے عظیم المرتبت بھائی سلطان صلاح الدین سے کسیطرح کم نہ تھی۔ تمام سلطنت میں اُسکے نام کا خطبہ مساجد میں پڑھا جاتا تھا اور اُسکا سکہ رائج تھا۔ وہ نہایت جری، بہادر، مدبر، بیدار مغز، صالح و متشرع، عالم و فاضل، غیر متعصب و روادار بادشاہ ہوا ہے۔

سلطان صلاح الدین کی وفات کے دو سال بعد، پوپ سیلیسٹائن ثالث نے چوتھی صلیبی جنگ کا اعلان کیا۔ شام کے عیسائی حکمرانوں نے حسب معمول سابق اپنی حلفیہ قسموں کو اور صلاح الدین سے جو معاہدے کئے تھے انھیں توڑ ڈالا اور صلیبیوں کی اُس یورپی فوج کے ساتھ، جو فونیقی سواحل پر لنگر انداز ہوئی تھی، شامل ہو کر بیروت پر قبضہ کر لیا۔ اُسوقت سلطان صلاح الدین کے بیٹے اپنی حکومتوں پر فائز تھے۔ لیکن ملک العادل نے اس عیسائی بربریت کا مقابلہ کیا۔ صلیبی افواج طبنین کا محاصرہ کئے پڑی تھیں۔ ملک العادل نے چشم زدن میں یافہ پر قبضہ کرلیا اور فرنیکس کو شکست فاش دی۔ آخرکار ۵۹۰ ھ (۱۱۹۷-۹۸ ء) میں تین سال کے لئے عیسائیوں اور مسلمانوں میں صلح ہو گئی اور اس طرح اس ناکام چوتھی صلیبی یورش کا انجام ہوا۔ اس زمانے میں بھی، حسب سابق، صلیبی "بہادروں" نے مظلوم مسلمانوں اور اُنکی عورتوں اور بچوں کا قتل عام کرکے اور طرح طرح کے مظالم

Marfat.com

ڈھاکے یوروپی " جرأت و بسالت " میں مزید روایات کا اضافہ کیا۔

۱۲۰۳ء میں پوپ انوسینٹ ثالث نے پانچویں صلیبی جنگ (کروسیڈ) کی یوروپی فرمانروایان کو دعوت دی۔ رچرڈ شیردل شاہ انگلستان، نے اس دعوت کو حقارت سے رد کر دیا، مگر یورپ کے دیگر حکمراں مسلمان "کافروں" پر یلغار کرنیکے لئے بہت بڑے لشکر کے ساتھ روانہ ھوگئے۔ لیکن اسلام کی خوش قسمتی سے، بجائے شام پر حملہ آور ھونیکے، انکی تمام طاقت شرقی بازنطینی روسی یونانی سلطنت اور قسطنطنیہ پر صرف ھوگئی۔ فلیمش صلیبی زائرین نے عیسائی یونانی سلطنت اور قسطنطنیہ کو جلا کر تباہ کر ڈالا اور بے شمار یونانیوں کو قتل کیا۔ مذھبی مقامات اور گرجے لوٹے اور مسمار کئے گئے اور عیسائیوں نے اپنے ھی ھم مذھبوں کے ساتھ حیوانیت کا ثبوت دیکر یورپ اور عیسائیت کو ذلیل کیا۔

۱۷-۱۲۱۶ء میں پوپ انو سینٹ ثالث نے چھٹے کروسیڈ کے لئے یوروپ کو تیار کیا۔ عورتیں، بچے، بوڑھے، ضعیف، اندھے، لولے، لنگڑے، اپاھج، مفلوج اور کوڑھی سب اس مقدس فوج میں بھرتی ھوگئے اور شاہ ھنگری، آسٹریا اور بویریا کے ڈیوک اور زیرین جرمنی کے تمام حکمران مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے جمع ھوئے۔ ڈھائی لاکھ صلیبی سورما، جن میں زیادہ تعداد جرمنوں کی تھی، شام کے ساحل پر اترے اور ساحلی شہروں کو تباہ کرنے کے بعد مصر کی جانب متوجہ ھوئے۔ انہوں نے دریائے نیل کے ڈیلٹا میں دمیطہ کا محاصرہ کیا۔ سلطان ملک العادل شمالی شام سے، ان کے مقابلے کے لئے، مصر کو روانہ ھوا مگر دمشق کے قریب پہنچکر ۷ جمادی الاول ۶۱۵ھ، مطابق ۲۱ اگست ۱۲۱۸ء کو فوت ھوگیا۔ ملک العادل نے قریباً بیس سال تک بڑی کامیابی و نیک نامی سے بادشاھت کی۔ اس نے سلطان صلاح الدین کے بعد فرینکس کا نہایت عزم و استقلال سے مقابلہ کیا اور انھیں پیہم بری

Marfat.com

و بحری شکستیں دیں۔ اسکی سلطنت اس کے حسب ذیل بیٹوں میں تقسیم ہوئی :— بڑا بیٹا الملک الکامل ابوالمعالی ناصرالدین محمد مصر کا فرمانروا ہوا ، دوسرا بیٹا الملک المعظم شرف الدین عیسیٰ حمص سے لیکر مصری سرحد پر العاریش تک سلطنت شام کا بادشاہ ہوا ، جس میں فلسطین ، القدس ، الکراک وغیرہ بھی شامل تھے ، اور تیسرا بیٹا الملک الاشرف مظفر الدین موسیٰ حکومت حلب پر فائز ہوا۔

اٹھارہ مہینے تک محصور رہنے کے بعد، دمیطہ صلیبیوں کے ہاتھ میں آگیا ، اور وہاں کی مسلمان آبادی، جو نیم جاں ہورہی تھی ،حسب دستور عیسائیوں کی تلوار کی نذر ہوگئی۔ اس کے بعد صلیبیوں نے قاہرہ پر چڑھائی کی۔ ملک الکامل نے صلح کی خواہش کی مگر مغرور فرینکس راضی نہوئے، جس پر مصریوں نے دریائے نیل کے بند کھولدئے اور تمام ملک کو تہ آب کردیا۔ صلیبی فرینکس بڑے ابتلا میں مبتلا ہوگئے ، ان کی فوج میں ابتری پھیل گئی اور انھوں نے پریشان ہوکر دمیطہ واپس کردیا اور سخت بدحالی کی حالت میں واپس لوٹ گئے۔ اس درمیان میں مصری فوج بار بار ان پر حملہ آور ہوئی اور انھیں صلح کی درخواست کرنا پڑی ، چنانچہ خستہ و شکستہ حالت میں نہایت ذلیل ہوکر ۱۹ رجب ۶۱۹ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۲۲۱ء کو انھوں نے مسلمان مصریوں سے صلح کرلی اور اپنی جانوں کی امان کا پروانہ لےکر چلے گئے۔ اس حقارت سے چھٹا صلیبی معرکہ انجام پذیر ہوا۔

صلیبیوں کے واپس جاتے ھی بھائیوں میں باھمدگر جنگ چھڑ گئی۔ الملک المعظم نے ملک الکامل کو مصر سے بیدخل کرنے کے لئے جلال الدین بن علاؤالدین خوارزم شاہ کی اعانت حاصل کی۔ دوسری جانب ملک الکامل نے فریڈرک ثانی، شہنشاہ جرمنی سے، جو پوپ کی مرضی کے خلاف ، اپنے ذاتی کروسیڈ کی تیاری کررھا تھا ، مراسلت و مکاتبت شروع کی۔

Marfat.com

الملک المعظم ذوالقعدہ ۶۲۴ھ ، مطابق اکتوبر نومبر ۱۲۲۷ء
میں فوت ہوگیا ، اور اُسکی جگہ اُسکا بیٹا الملک الناصر
دمشق کا حاکم ہوا ۔ اب اُس کے دونوں چچ کامل اور اشرف
اُس کے خلاف متحد ہوگئے ۔ انھوں نے ناصر سے دمشق
چھین لیا اور اُس کے بجائے اسے حران، عدیسہ اور رقہ
تین شہر دیدئے ۔

۶۲۹ھ - ۳ فروری ۱۲۲۹ء کو عنبرور ثانی الملک الالمانی
(فریڈرک ثانی شاہ جرمنی) شام میں داخل ہوا ۔ اُس کے
اور کامل کے درمیان مراسلت ہوئی۔ آخرکار دونوں کے مابین
دس سال چھ مہینہ اور دس دن کے لئے صلحنامہ ہوگیا
جس کے مطابق بغیر جنگ و جدل کے القدس ، بیت لحم ، نزاریہ
اور یافہ اور عکہ کے درمیان تمام شہر عیسائیوں کی نذر
کردئے گئے ۔ مسلمانوں کو صرف یہ رعایت دی گئی کہ وہ
ان شہروں کے اندر اپنے مذہبی معاملات اور عبادت کے لئے
آزاد ہونگے۔ بیت المقدس میں مسجد عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
پر مسلمانوں کا قبضہ برقرار رکھا گیا ۔ اس صلح پر نہ تو
مسلمان راضی ہوئے اور نہ عیسائی ۔ مسلمانوں کی مخالفت اس بنا
پر تھی کہ اس کے باعث سلطان صلاح الدین کی تمام
فتوحات بیکار ہوگئی تھیں اور ان فتوحات کے ذریعہ سے
حاصل شدہ تمام مقبوضات عیسائیوں کے ہاتھ میں واپس
چلے گئے تھے ۔ عیسائی اس لئے ناراض تھے کہ مسلمانوں
کو ان مقامات میں مذہبی آزادی دیدی گئی تھی ، جو
اُنھیں منظور نہ تھی ۔ اس صلح کے بعد فریڈرک فوراً واپس
جرمنی چلا گیا ، جہاں پوپ کے حکم سے اس کا ملک
برباد کیا جارہا تھا ۔

ملک الکامل کا انتقال ۲۱ رجب ۶۳۵ھ مطابق ۸ مارچ
۱۲۳۸ء کو ہوا ، جس کے بعد مصر کے تخت پر امرا
نے اُس کے نوعمر بیٹے الملک العادل ابو بکر کو

Marfat.com

ارمنی علاقہ
سلیسیا
اسکندرونہ
حشیشین
طرابلس
بیروت
بحرِ رُوم
طائر
عکہ
یافہ
بیت المقدس
شام کی لاطینی ریاستیں
۱۲۲۹ء

Marfat.com

Marfat.com

بٹھایا۔ مگر ذوالقعدہ ۶۳۷ ھ (۱۲۴۰ء) میں اُس کے بھائی الملک الصالح ایوب نے اُسے معزول کردیا اور خود شاہ مصر بن گیا۔ اُس نے سرکش فوجی ممالیک کی، جو اس وقت مصر پر قابض تھے، طاقت کو توڑ دیا۔

۶۳۷ ھ (۱۲۴۰ء) ھی میں ابونصر داؤد، والئی ھران، نے عیسائیوں سے القدس کو پھر چھین لیا اور اس کی فصیلیں منہدم کروادیں۔

عباسی خلفاء مقتفی، مستنجد اور مستضی کے دوران خلافت میں خلیفہ کی سیاسی طاقت و وقار ممالک عراق، زیرین میسو پٹیمیا، فارس، اھواز اور فرات و دجلہ کے ڈیلٹا والے صوبے پر ازسر نو قایم ھوگیا تھا۔ ان خلفاء کا مذھبی تسلط اور اثر جمہور مسلمانوں پر اتنا زیادہ تھا جتنا کہ واثق کے بعد سے اب تک نہ ھوا تھا۔ خلیفہ مستضی کا انتقال ۵۷۵ھ (۱۱۷۹-۸۰ء) میں ھوگیا اور اُسکی جگہ اُس کا بیٹا ناصر خلیفہ ھوا۔*

---

* ''عربوں کی مختصر تاریخ'' صفحات ۳۴۸-۳۸۲

Marfat.com

Marfat.com

ابو العباس احمد الناصر لدین اللہ بن مستضی

۵۷۵ھ — ۶۲۲ھ
۱۱۷۹-۸۰ء — ۱۲۲۵ء

اس عباسی خلیفہ نے سینتالیس سال تک نہایت عمدگی و کامیابی سے خلافت کی۔ اپنے طویل زمانۂ خلافت میں اس نے زبردست فوج تیار کی اور اپنی کھوئی ہوئی شان و شوکت خلافت کی بہت کچھ تجدید کی۔ وہ نہایت لایق اور کامیاب فرمانروا تھا۔ تمام ہمسایہ بادشاہ اس سے ڈرتے اور اس کی عظمت کے معترف تھے۔ آس کی سلطنت میں آس وقت بالکل امن و امان تھا جبکہ تمام ہمسایہ حکومتوں میں انتشار و بد امنی پھیلی ہوئی تھی۔ آس کی وفات ۶۲۲ھ (۱۲۲۵ء) میں ہوئی، جسکے بعد آس کا بیٹا ظاھر خلیفہ ھوا۔

Marfat.com

Marfat.com

(۳۵)

ابو نصر محمد الظاہر بامر اللہ بن ناصر

۶۲۲-۲۳ ھ

۱۲۲۵-۲۶ء

ظاہر عادل، حلیم الطبع اور مخیر خلیفہ تھا، اسکی خداترسی و عدل و انصاف نے عمر بن عبدالعزیز (رحمۃ اللہ علیہ) کی یاد تازہ کردی تھی۔ مگر افسوس کہ یہ نیک خلیفہ بمشکل ایک سال خلافت پر فائز رہ کر فوت ہوگیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا مستنصر خلیفہ ہوا۔ اسی خلیفہ ظاہر کا دوسرا بیٹا ابوالقاسم احمد ''المستنصر باللہ'' کے لقب سے پہلا عباسی خلیفۂ مصر ہوا۔

Marfat.com

Marfat.com

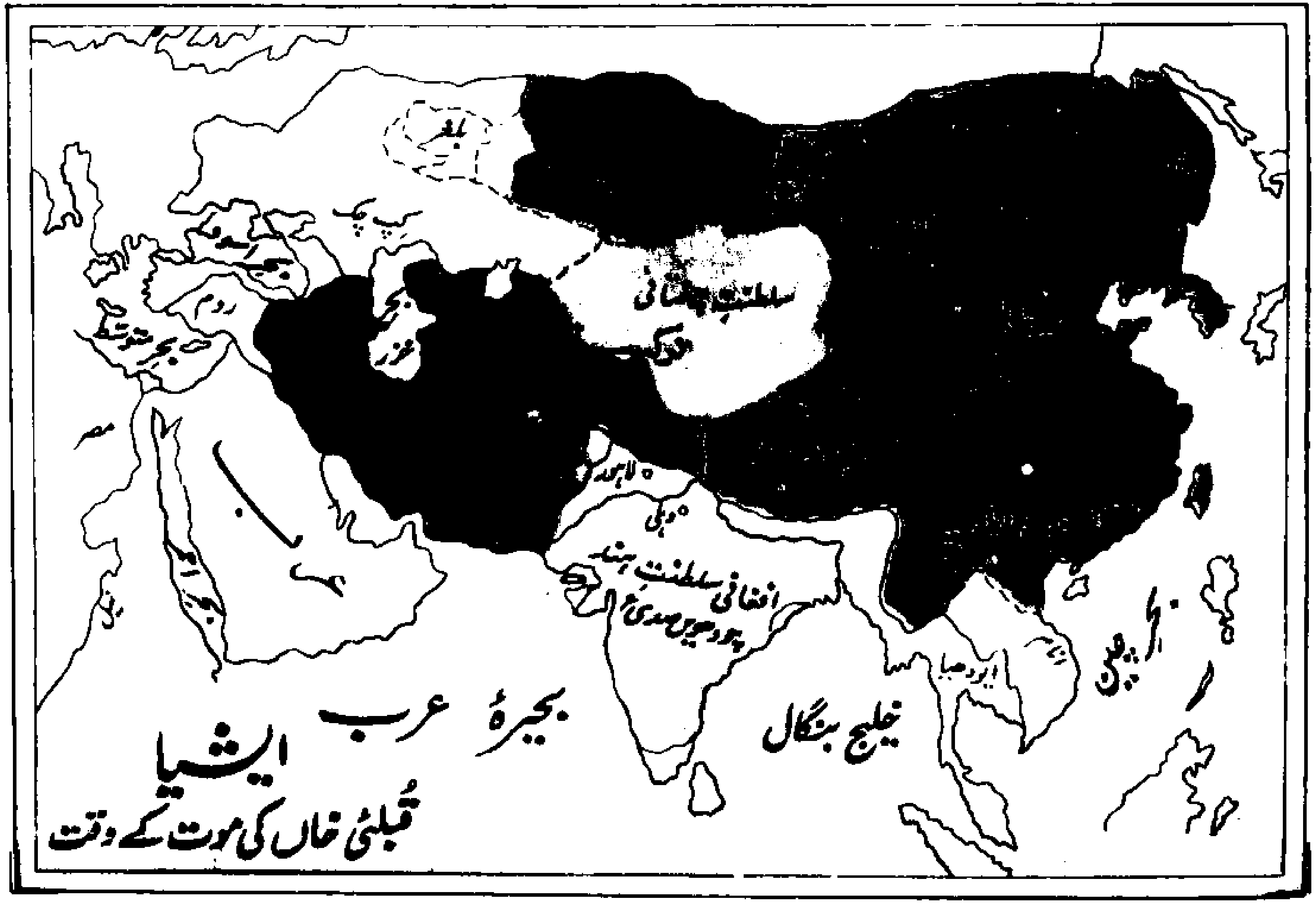
ایشیا
قبلائی خاں کی موت کے وقت
بحیرۂ عرب
خلیج بنگال
افغانی سلطنت ہند
چودھویں صدی ع
دہلی
لاہور
سلطنت چغتائی
ترکی
بحیرۂ خزر
روم
مصر
عرب
بحر احمر
بلغار
ایودھیا
انام
بحر چین

Marfat.com

Marfat.com

(۳۶)

ابو جعفر منصور المستنصر باللہ بن ظاہر

۶۲۳ھ — ۶۴۰ھ
۱۲۲۶ء — ۱۲۴۲ء

مستنصر ۱۳ رجب ۶۲۳ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۲۲۶ء کو تخت خلافت پر بیٹھا۔ اس نے خلافت عباسیہ کا وقار قایم رکھا۔ تمام مؤرخین اس امر پر متفق ہیں کہ وہ بہادر، باوقار، عادل، عاقل اور متقی فرمانروا تھا۔ اس نے اپنی مملکت میں مدارس قایم کئے اور فوجی طاقت کو بڑھایا تاکہ تاتاریوں سے اپنا بچاؤ کر سکے۔

منگولیا یا چینی تاتار کا وسیع علاقہ، جو صوبۂ فرغنہ کی مشرق سرحد سے لیکر امور تک پھیلا ہوا تھا، ایسے وحشی خانہ بدوش قبائل سے آباد تھا جنکے نام تو مختلف تھے مگر جو ایک ہی نسل اور قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ یہ منگول یا تاتاری ہر قسم کا گوشت کھا لیتے، انکی عورتیں اپنے مردوں کے دوش بدوش لڑا کرتیں، قتل و خونریزی کے وقت انکی نظر میں عورت اور بچوں کی کوئی تخصیص نہ ہوتی، وہ عمیق و تیز رفتار دریا اپنے تیرتے ہوئے گھوڑوں کے عیال اور دمیں پکڑ کر پار کر جاتے، تھکنا اور ہمت ہارنا بالکل نہ جانتے، موت کی قطعی پروا نہ کرتے اور رحم کے نام سے بھی ناواقف تھے۔ بارھویں صدی عیسوی کے آخر میں تمام وحشی تاتاری (یا منگولی) قبائل چنگیز خاں کے جھنڈے کے نیچے متحد ہو گئے۔ چنگیز، جس کا اصل نام تیموجن تھا، ۱۱۵۵ء میں پیدا ہوا تھا۔ ۱۱۸۹ء میں وہ تمام

Marfat.com

منگولوں یا تاتاریوں کا خاقان منتخب ہوا اور اسی تاریخ سے اس نے جنوب و مغرب میں اپنی فتوحات کا سیلاب رواں کر دیا۔ ۱۲۱۹ء تک اسنے چین اور تاتار کے ممالک فتح کئے۔ اس زمانے میں دنیائے اسلام پر کئی جدید حکمران خاندان مسلط تھے۔ ایران کی سلطنت سلجوقیہ ختم ہو چکی تھی۔ قریباً نصف صدی تک نہایت شان و شوکت کے ساتھ سلطنت کرنے کے بعد عظیم المرتبت سلطان سنجر ترکمانوں کے ایک باغی قبیلۂ اوغز نامی کے ہاتھوں شکست کھاکر مع اپنی ملکہ ترخان خاتون کے گرفتار ہوگیا تھا۔ ان باغی ترکمانوں نے، اپنے فرمانروا پر غیر متوقع فتح پانے کے بعد، مرو اور نیشا پور کو جلا ڈالا لیکن اس کی سلطنت کی مکمل تباہی تاتاریوں کے ہاتھ سے ہونی مقدر تھی۔ سلطان سنجر چار سال تک اوغز ترکمانوں کا قیدی رہا۔ جب قید میں اس کی بیوی مر چکی تو وہ وہاں سے فرار ہوا اور نیشاپور پہنچا، مگر جب اس نے اسے ایک ویرانہ پایا اور اپنی سلطنت کی تباہی و بدحالی دیکھی تو وہ اس قدر غمگین و دلریختہ ہوا کہ جلد ہی مر گیا۔ اس کے بعداس کا ایک بھتیجہ طغرل نامی اس کا جانشین ہوا مگر وہ قتل کر دیا گیا اور سلطنت سلجوقیہ پر ایک درباری امیر نے قبضہ کر لیا۔ اس طرح ایران کی یہ عظیم الشان سلجوق سلطنت ۵۵۲ھ (۱۱۵۷ء) میں ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی۔

۱۱۵۰ء (۵۴۵ھ) میں مشرقی افغانستان میں ایک جدید حکمران کا ظہور ہوا جس نے غزنویوں کی جگہ اپنی حکومت قائم کی اور پھر غزنویوں کا خاتمہ کر ڈالا۔ علاؤالدین حسین ”جہانسوز“، بانیٔ خاندان غوریہ نے ۵۵۰ھ (۱۱۵۵ء) میں غزنی کو جلا ڈالا اور سبکتگین کے اخلاف کو لاہور کو بھگا دیا، جہاں وہ کچھ عرصے تک مقامی طور پر حکمراں رہے۔ مغرب میں سنجر کے مقابلے میں ”جہانسوز“ کی ذرا بھی پیش نہ گئی، چنانچہ اس کی فتوحات کا سیلاب مشرق کی طرف بہ نکلا۔ ۱۱۵۶ء میں علاؤ الدین کا

Marfat.com

جانشین اس کا بیٹا سیف الدین ہوا، مگر وہ جلد رحلت کر گیا۔ اس کے بعد غوری حکومت پر اس کا چچیرا بھائی غیاث الدین فائز ہوا۔ ۵۶۹ھ (۱۱۷۳ء) میں غزنی باقاعدہ طور پر غوری سلطنت میں مدغم کر دیا گیا۔ ۵۷۱ھ (۱۱۷۵ء) میں غیاث الدین کے بھائی شہاب الدین [معزالدین محمد بن سام] غوری نے، جو مشرق میں غوری سپہ سالار تھا، ملتان فتح کیا، اور آخری غزنوی فرمانروا خسرو ملک کو ۵۸۲ھ (۱۱۸۷ء) میں بڑی حکمت سے گرفتار کر کے مروا ڈالا۔ ۱۱۹۳ء میں اسی شہاب الدین محمد غوری نے دریائے سراسوتی کے کنارے پر قابل یادگار میدان جنگ ''تراین''، نامی میں ہندوستان کی متحدہ فوج کو شکست فاش دی، اور اسی روز سے مسلمان ہندوستان کے مالک بن گئے۔ ۵۹۹ھ (۱۲۰۳ء) میں شہاب الدین محمد غوری اپنے بھائی غیاث الدین کا جانشین اور اس کی جگہ غوری فرمانروا ہوا۔ ۶۰۲ھ (۱۲۰۶ء) میں شہاب الدین کے قتل ہونے پر، لاولد ہونے کے باعث، ہندوستان کا بادشاہ اس کا مملوک (غلام) قطب الدین ایبک ہوا، جس نے ۱۲۰۶ء سے ۱۲۱۰ء تک سلطنت کی۔ شہاب الدین محمد غوری کا دوسرا غلام ایلدوز نامی غزنی کا حکمران ہوا۔ ایبک کے بعد اس کا بیٹا ابوالمظفر آرام بادشاہ ہوا، مگر ایک سال کے اندر ہی اس کا بہنوئی شمس الدین التمش اسکو معزول کر کے خود بادشاہ بن بیٹھا۔ التمش نے ہندوستان پر ۱۲۱۰ء سے ۱۲۳۵ء تک پچیس سال سلطنت کی۔ وہ ہندوستان کا پہلا مسلمان بادشاہ تھا، جسے خلیفۂ بغداد نے حکمرانی کی سند بھیجی تھی۔ التمش کے اخلاف ہندوستان کی سلطنت پر ۱۲۶۵ء تک قابض رہے۔ ۶۳۴ھ (۱۲۳۶ء) میں سلطان التمش کی بیٹی رضیہ سلطانہ، اپنے باپ کی وصیت کے مطابق، ہندوستان کی پہلی فرمانروا خاتون ہوئی، جس نے ۱۲۳۹ء تک سلطنت کی۔ وہ ایک بغاوت کے فرو کرنے کے سلسلے میں گرفتار ہو گئی اور ہنود کے ہاتھ سے شہید ہوئی۔

Marfat.com

تاتاری قیامت برپا ہونے کے وقت موصل پر زنگی خاندان کی حکومت باقی نہ رہی تھی۔ آخری اتابک موصل، نورالدین ارسلان شاہ نے اپنا معصوم بچہ مسعود اپنے وفادار مملوک بدرالدین لولو کی حفاظت میں چھوڑا تھا ۔ اس مسعود کا انتقال ۱۲۱۸ء میں ہوا، اور اس کے بعد ہی اس کا بیٹا بھی فوت ہو گیا ۔ اس کے بعد غلام بدرالدین لولو موصل کا اتابک ہوا، اور اس منصب پر ۳۷سال تک فائز رہا، حتیٰ کہ تاتاری آ پہنچے ۔

۳۷-۱۲۳۵ء میں منگولوں نے پہلی مرتبہ ایشیائے کوچک پر یورش کی ۔ اس وقت روم (قونیہ) کے تخت پر سلطان سلیمان سلجوق کے اخلاف میں ساتواں فرمانروا علاؤالدین کیقباد متمکن تھا ۔ ۶۴۱ھ (۴۴-۱۲۴۳ء) میں تاتاریوں نے کیقباد کے بیٹے اور جانشین غیاث الدین کیخسرو کو شکست دی ، اسے خراج ادا کرنے پر مجبور کیا ، اور اس کے دربار میں اپنا ایک ریزیڈنٹ قایم کیا جو " پروانہ " کہلاتا تھا ۔

۶۳۸ھ (۴۱-۱۲۴۰ء) میں، جیسا کہ بیان ہوچکا ہے، ملک الصالح ایوب مصر کا بادشاہ ہوا ۔ وہ آہستہ آہستہ شام پر بھی قابض ہو گیا اور وہاں کے ایوبی حکمران اس کے ماتحت ہو گئے ۔ اسی زمانے میں محمد خوارزم شاہ کے فوجی ، تاتاریوں سے اپنی جانیں بچاکر، شام کے ملک میں داخل ہوئے اور بدامنی پھیلانے لگے۔ ملک الصالح ایوب بڑی مشکل سے ۶۴۴ھ (۴۷-۱۲۴۶ء) میں ان پر قابو پاسکا ۔

جب ملک الصالح شام کی ابتری کو درست کرنے میں مصروف تھا ، اس وقت ۶۴۷ھ (۵۰-۱۲۴۹ء) میں فرینکس نے آٹھویں صلیبی جنگ کا آغاز کر دیا ۔ اس عیسائی لشکر کا رہنما لوئی نہم شاہ فرانس تھا ۔ لوئی نے دمیطہ (مصر) پر قبضہ کر لیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔ نجم الدین الملک الصالح ایوب کا انتقال ۱۰ شعبان ۶۴۷ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۲۴۹ء کو بمقام منصورہ دس سال کی سلطنت کے بعد ہوا ۔ وہ بڑا زبردست اور ہردلعزیز بادشاہ تھا ۔ اسی نے

Marfat.com

" بحری مملوک " فوج تیار کی تھی ۔ آیوبؑ نے ایک بیٹا الملک المعظم توران شاہ نامی چھوڑا ، جو اس وقت شام کی سرحد پر تھا ۔ایوب کی ملکہ شجرالدر نامی نے ، جو تاریخ اسلام میں نہایت بہادر اور لائق خاتون گذری ہے* اس وقت تک اپنے شوہر کی وفات کو پوشیدہ رکھا جب تک کہ عمائدین و اُمرأ نے توران شاہ کی اطاعت و وفاداری کا حلف نہ لے لیا ۔ نجم الدین الملک الصالح ایوب کی وفات کی خبر سنکر صلیبی افواج دمیطہ سے باھر نکلیں تاکہ مصر کو فتح کر لیں ، مگر فرینکس کو سخت شکست ہوئی اور شاہ فرانس لوئی نہم مع اپنے امرأ کے مسلمانوں کے ھاتھ میں گرفتار ہو گیا ۔ بعد ازاں شجرۃالدر نے فدیہ لے کر اسے چھوڑ دیا ۔ توران شاہ نالائق شخص تھا ، اس نے بجائے ممنون ہونے کے شجرالدر سے بد سلوکی شروع کر دی ۔

توران شاہ " برجی مملوک " فوج کو زیادہ عزیز رکھتا تھا، جسے وہ عراق سے ساتھ لایا تھا ۔ اس رقابت کے باعث وہ مصری " بحری مملوک " فوجیوں کے ھاتھ سے ۶۴۸ھ میں مارا گیا ، جن سے وہ اچھا سلوک نہ کرتا تھا اور جنہوں نے اس کی ماں شجرالدر کو " المستعصمتہ الصالحتہ الملکتہ المسلمین عصمت الدنیا والدین اُم الملک المنصور خلیل " کے خطابات سے مصر کے تخت حکومت پر بٹھایا ۔** شجرالدر کا اتابک العساکر (سپہ سالار افواج) معزالدین ایبک " چاشنی گیر " تھا ۔ کچھ عرصے کے بعد اس ایبک نے شجرالدر کو معزول کر دیا اور ۱۲۵۰ء میں خود شاہ مصر بن گیا ۔ مگر مصری امرأ مطمئن نہ ہوئے ، چنانچہ انہوں نے

---

* شجرالدر ملک صالح ایوب کی کنیز تھی۔ پھر اس کی ملکہ کی حیثیت سے بیوہ ہو کر مصر کی حکمران ہوئی۔ اس کا لڑکا خلیل چھ سال کا ہو کر فوت ہو گیا تھا ۔ وہ اُم خلیل کی کنیت سے سلطانہ تسلیم کی گئی تھی ۔ توران شاہ اس کا سوتیلا لڑکا تھا ۔

** شجرالدر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اس کا سکہ ڈھالا گیا ۔ ایبک سے نکاح ہونے کے بعد بھی شجرالدر ھی مصر کی اصلی حکمران رھی ۔

Marfat.com

۵ اگست ۱۲۵۰ء کو الملک الکامل کے ایک نو عمر پر پوتے موسیٰ نامی کو ملک الاشرف کے لقب کے ساتھ ایبکؒ کا شریک سلطنت بنا دیا۔ اس وقت الناصر یوسف ثانی دمشق و حلب بلکہ دراصل تمام ملک شام کا بادشاہ تھا۔ خلیفہ کی مداخلت و سفارش سے الناصر یوسف اور ایبک کے مابین ایک صلحنامہ ہو گیا، جسکی رو سے ۶۵۱ ھ، ۱۲۵۳ء میں دریائے اردن تک کا ملک مصریوں کو دیدیا گیا۔ ۶۵۲ ھ، ۵۵-۱۲۵۴ء میں ایبک نے مصر کے تخت پر مکمل قبضہ کرلیا اور شجرالدر سے نکاح کرلیا۔ الملک الاشرف کو جان بچاکر یمن کو بھاگ جانا پڑا۔ الملک الاشرف موسیٰ خاندان ایوبی کا آخری حکمران تھا، جسکے نام کا خطبہ مصر میں پڑھا گیا۔ ایبک نے بحری ممالیک پر سختیاں شروع کیں، جنکے باعث وہ سب شام کو فرار ہوگئے، اور الناصر اور ایبک کے درمیان ازسر نو جنگ چھڑ گئی۔ خلیفہ نے پھر مداخلت کی اور اسکی جو صلح ہوئی اسکی رو سے الناصر کی حدود سلطنت مصری سرحد پر العاریشں تک وسیع ہوگئیں۔ اسکے دو سال کے بعد ایبک مارا گیا* سوتاپے کے حسد کے باعث شجرالدر نے ایبک سے ناراض ہو کر سلطان حلب سے شادی کی درخواست کی تھی۔ اسی نے اپنے مملوکوں سے ایبک کو قتل کروایا تھا۔ پھر ایبک کی دوسری بیوی نے اپنے غلاموں سے شجرالدر کو قتل کروا دیا تھا۔ اور اسکا بیٹا نورالدین علی ''الملک المنصور'' کے خطاب کے ساتھ مصر کا بادشاہ ہوا۔ ایبک کے انتقال کے بعد خلیفہ نے الملک الناصر یوسف کو سند سلطانی عطا کی۔ ہر چند کہ الناصر فرات سے لیکر سرحد مصر تک کل ملک شام کا مالک تھا، مگر اب بھی ان حدود کے اندر ایوبی خاندان کے متعدد دیگر افراد اپنی چھوٹی چھوٹی املاک اور ریاستوں پر فایز تھے۔ جسوقت تاتاری یلغار وہاں پہونچا، حمص پر شیرکوہ کے ایک پوتے الملک الاشرف

---

*'' عربوں کی مختصر تاریخ '' صفحات ۳۸۴-۳۹۵

Marfat.com

موسیٰ کی حکومت تھی - ۱۲۴۸ ء میں ناصر نے حمص اُس سے چھین لیا تھا ، اور اسکے بجائے اُسے تیل باشر کا ضلع دیدیا تھا - مگر تاتاریوں نے آکر اشرف کو دوبارہ حمص کی حکومت دلوائی اور اُسے شام میں اپنا نائب مقرر کیا ـــــ سلطان صلاح الدین اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) نے حاما کا شہر اور علاقہ اپنے جنگجو بھتیجے الملک المظفر تقی الدین عمر کی جاگیر میں دیا تھا ، اور وہ ابتک اُسی کی اولاد کے قبضے میں تھا - تقی الدین عمر کا بیٹا الملک المنصور محمد اول صلیبیوں کے خلاف لڑائیوں میں بڑا نام پیدا کرچکا تھا - اسکا پوتا المنصور محمد ثانی اُسوقت حاما کا حاکم تھا جبکہ تاتاریوں نے شام کو پامال کیا تھا - اسکا بھتیجہ الملک الموید عمادالدین اسماعیل ، والئی حاما ، ”ابوالفدا“ کے نام سے مشہور مؤرخ اسلام ھوا ھے ـــــ کراک اور شوبک سلطان صلاح الدین اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) کے بھائی سیف الدین ابو بکر الملک العادل کی اولاد کی حکومت میں تھے - جس وقت تاتاری یہاں نمودار ھوئے ، اس وقت اس علاقہ پر الملک العادل کا پر پوتا الملک المغیث تقی الدین عمر حاکم تھا ـــــ شام کے علاوہ ایوبی خاندان کے افراد سلطان صلاح الدین کی میسو پیٹیمیا کی مقبوضات کے بعض حصوں پر بھی قابض و متصرف تھے - ان میں سے ایک میافارقین کے علاقہ کا حکمراں تھا ، جو الملک العادل کے ایک بیٹے کی اولاد میں تھا - جب ھلاکو نے اس علاقے کو پامال کیا ، اُس وقت اس خاندان کا ایک شخص ملک کامل نامی یہاں حکومت کر رھا تھا ، اور تاتاریوں کے ھاتھ سے شہید ھوا -

خلیفہ المستنصر کا انتقال ۱۰ جمادی الثانی ۶۴۰ ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۲۴۲ء کو ھوا- اُس کے بعد اُس کا بیٹا مستعصم بنی عباس کا سینتیسواں اور آخری خلیفہ ھوا -

Marfat.com

Marfat.com

(۳۷)

ابو احمد عبداللہ المستعصم باللہ بن المستنصر

۶۴۰ھ — ۶۵۶ھ
۱۲۴۲ء — ۱۲۵۸ء

المستعصم بنی عباس کا ایک نہایت ناکارہ و نالایق خلیفہ تھا۔ اسی کے ساتھ خاندان و خلافت بنی عباس 'بغداد' کا خاتمہ ہوگیا۔ اُس کے زمانے میں حنفیوں اور حنبلیوں، سنیوں اور شیعوں میں سخت تنازعات برپا ہوئے۔ شیعی آبادی اُس وقت بغداد کے مضافات میں کرخ کے مقام پر تھی۔ مستعصم نے نہایت بیوقوفی یہ کی کہ فوج کا بڑا حصہ توڑ ڈالا۔ اُس وقت وزیر سلطنت مویدالدین محمد بن علقمی نامی ایک شیعی تھا۔ اسی غدار نے تاتاریوں کو عراق آنے اور بغداد فتح کرنے کی دعوت دی۔ چنگیز خانی سلطنت کا مالک اس وقت منگوخاں تھا، جس کی جانب سے اس کا بھائی ہلاکو ایران میں نائب السلطنت تھا۔ ہلاکو، اسماعیلی باطنی طاقت کو فنا کرنے اور بحر خزر کے جنوب میں علاقہ رودبار میں اُن کے تمام قلعے تسخیر اور مسمار کرنے کے بعد ربیع الاول ۶۵۵ھ (۱۲۵۷ء) میں بغداد کی طرف اپنی ٹڈی دل تاتاری فوج کے ساتھ روانہ ہوا۔ چالیس روز تک محصور رہنے کے بعد خلیفہ مستعصم نے ۴ صفر ۶۵۶ھ (۱۲۵۸ء) کو مدافعت ختم کردی اور خود مع اپنے بھائی اور دو بیٹوں کے تاتاری کمپ میں حاضر ہوا۔ دوسرے دن صبح ہی سے ہلاکو نے بغداد کی تباہی اور اہالیان بغداد کے قتل کا حکم دیدیا۔ وحشی تاتاریوں نے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو یکساں طور پر روند کے مار ڈالا۔ عصمت مآب خواتین کی سڑکوں اور چوراہوں

Marfat.com

پر عصمت دری ہوئی اور وہ کنیزوں کی طرح فروخت کی گئیں۔ آرٹسٹک اور ادبی جواہر پارے، جو بے شمار خلفاء اور حکمرانوں نے یکے بعد دیگرے جمع کئے تھے، چند گھنٹوں کے اندر تباہ کر دیئے گئے۔ تین روز تک بغداد کی سڑکوں پر انسانی خون پانی کی طرح بہتا رہا، اور دریائے دجلہ میلوں تک سرخ ہوگیا۔ چھ ہفتوں تک بغداد میں لوٹ مار، قتل و غارتگری، بربادی و تباہ کاری، عصمت دری و درندگی کا یہی عالم رہا۔ بارونق محل، عظیم الشان مساجد، مقدس خانقاہیں اور مزارات سب جلا کر خاکستر کردیئے یا گرا کر زمین سے ملادیئے گئے۔ اسپتالوں میں مریض اور کالجوں میں پروفیسر اور طلبا موت کے گھاٹ اتاردیئے گئے۔ قبروں میں سے مردے اکھاڑ کر نکالے اور جلائے گئے۔ زبردست کتب خانوں کی بے شمار نایاب کتابیں جلائی یا دجلہ کے پانی کی نذر کردی گئیں۔ غرضیکہ پانچ سو سال سے اس خوبصورت شہر بغداد میں جو کچھ جمع تھا، سب فنا ہوگیا۔ خلیفہ مستعصم کو چوتھے روز مع اسکے بیٹوں، بھائیوں، تمام عزیزوں اور امراء کے نہایت بے عزتی و بے رحمی سے مار ڈالا گیا۔ بنی عباس کے معدودے چند افراد کسی طرح بچ نکلے۔ شہر بغداد جو کبھی علوم و فنون کا مرکز، اسلامی ثقافت کا مستقر اور عربوں کی تہذیب و تمدن کا گہوارہ تھا، ہمیشہ کے لئے برباد و تباہ ہوگیا۔ اس کی بیس لاکھ آبادی میں سے بمشکل چند ہزار نفوس زندہ و سلامت بچ سکے۔ "جہاں کشا" کے مصنف جوینی نے، جو چنگیز خانی مؤرخ ہے، تاتاریوں کے ان مظالم کا اقبال کیا ہے۔

بغداد تباہ کرنے کے بعد، وحشی تاتاری دریائے فرات پار کرکے میسو پٹیمیا میں داخل ہوگئے اور وہاں قتل و غارتگری شروع کردی۔ انھوں نے عدیسہ، ہران، نسیبین، اور حامب کے عظیم الشان شہر چشم زدن میں تباہ و برباد کردیئے اور وہاں کی آبادیوں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ جزیرہ کا پورا صوبہ صفر ۸ ۵ ۶ ھ

مطابق جنوری ۱۲۶۰ء میں ان کے ہاتھوں ویراں ہو گیا ۔ وہاں سے انھوں نے مغرب کی طرف رخ کیا حتیٰ کہ وہ ۱۵ رمضان ۶۵۸ھ (۱۲۶۰ء) کو فلسطین میں نزاریتھ کے قریب عین الجالوت نامی شہر پر حملہ آور ہوئے ۔ یہاں عظیم المرتبت سلطان بیبرس نے، جو بعد ازاں مصر کا بادشاہ ہوا، ان خونخوار وحشیوں کو سخت شکست دی اور ان کی بڑی تعداد کو قتل کردیا ۔ بیبرس نے بھاگتے ہوئے تاتاریوں کا تعاقب کیا اور حلب کے اس پار تک انھیں نکل کے شام اور میسوپٹیمیا کے صوبے منگولی درندوں سے پاک و صاف کردئے۔ ۲۵ رمضان ۶۵۸ھ (۳ ستمبر ۱۲۶۰ء) کو سیف الدین محمود قطوزی نامی فوجی جنرل نے ایبک کے بیٹے کو تخت و تاج سے محروم کردیا اور خود مصر کا بادشاہ بن بیٹھا ۔ مگر عین الجالوت کی فتح کے بعد ہی قطوز قتل کرڈالا گیا، اور سلطان بیبرس اکتوبر ۱۲۶۰ء (۶۵۸ھ) میں ''الملک الظاہر'' کے لقب کے ساتھ شاہ مصر ہوا ۔*

دو سال تک (۵۸-۶۵۷ھ - ۶۰-۱۲۵۹ء) دنیائے اسلام میں لامرکزیت رہی اور خلافت کا منصب خالی رہا ۔ آخر کار الملک الظاہر سلطان بیبرس، شاہ مصر، نے خلافت کی تجدید کی اور بنی عباس کے ایک شہزادے ابوالقاسم احمد بن ابونصر محمد الظاہر بامراللہ، خلیفہ بغداد، کو ''المستنصر باللہ'' کے لقب سے ۱۳ رجب ۶۵۹ھ مطابق ۱۲ مئی ۱۲۶۱ء کو قاہرہ میں بلا کر پہلا خلیفہ بنی عباس مصر بنادیا۔ خود بیبرس، شاہ مصر، اور قاضی القضاۃ تاج الدین نے نئے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کی ۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اس کے نام کا سکہ ڈھالا گیا ۔ مگر عباسی خلافت قاہرہ (مصر) کبھی ایک روحانی اعزاز و منصب سے زیادہ اہمیت حاصل نہ کر سکی اور ہمیشہ شاہان مصر کے ماتحت رہی ۔ سولھویں صدی عیسوی میں سلطان سلیم اعظم، عثمانی ترک فاتح، نے آخری عباسی خلیفہ قاہرہ سے یہ روحانی

---

*'' عربوں کی مختصر تاریخ '' (انگریزی) صفحات ۳۵۶-۳۰۱

Marfat.com

اعزاز بھی حاصل کرلیا اور اُس وقت سے خلافت کا منصب و استحقاق عثمانی ترکوں میں منتقل ہو گیا، اور مستقر خلافت قاہرہ (مصر) سے قسطنطنیہ (یورپی ترکی) کو چلا گیا۔

جیسا کہ بیان ہوچکا ہے، مصر میں دولت ایوبی کے خاتمہ کے بعد ۶۴۸ ھ (۱۲۵۰ء) میں ''بحری مملوک،، کی حکومت قائم ہوگئی تھی۔ حملۂ تاتار کے وقت اس خاندان کے پہلے فرمانروا معزالدین ایبک چاشنی گیر کے قتل ہوجانے کے بعد اُسکا نو عمر لڑکا الملک المنصور نورالدین علی تخت سلطنت پر بیٹھا اور جنرل سیف الدین محمود قطوزی، جو بعد میں الملک المظفر سیف الدین کے لقب سے معروف ہوا، ملک منصور کا اتالیق ہوا۔ تاتاریوں کے سیل بلا سے گھبرا کر امرائے مصر نے ۶۵۸ھ (۱۲۶۰ء) میں اسے بادشاہ بنادیا۔ مصری فوج اور تاتاریوں کے مابین عین الجالوت (فلسطین) کے مقام پر جو جنگ ہوئی اس میں تاتاری کمانڈر کتبغا قتل ہوا اور مصری کمانڈر رکن الدین بیبرس بندوقدار کی فتح ہوئی، جس نے منگولوں کا تعاقب کرکے انہیں ملک شام کی سرحد سے باہر نکالدیا۔ اس کے بعد الملک المظفر سیف الدین محمود قطوزی اور رکن الدین بیبرس بندوقدار میں بگڑ گئی اور قطوزی قتل کردیا گیا۔ چنانچہ اکتوبر ۱۲۶۰ء (۶۵۸ھ) میں بیبرس ''الملک الظاہر،، کے لقب سے مصر کا بادشاہ ہوا۔ الملک الظاہر رکن الدین بیبرس بندوقدار کا عہد سلطنت مصر کی اسلامی تاریخ میں نہایت ممتاز ہے۔ سلطان بیبرس پہلے الملک المظفر سیف الدین محمود قطوزی کا چاؤش تھا۔ وہ نہایت بلند اخلاق، مدبر، بہترین سپہ سالار، پابند شرع، عدل گستر و رحمدل فرمانروا ہوا ہے۔ اگرچہ ھلاکو نے فرقۂ باطنیہ کا زور بالکل توڑ دیا تھا مگر ان کا خاتمہ نہیں ہوا تھا۔ الملک الظاہر کے عہد مین انھوں نے پھر سر اٹھایا اور شورش برپا کی۔ چانچہ اُس نے ان کا قتل عام کیا اور شام میں ان کے تمام قلعے اور پناہ گاهیں فتح کرلیں۔ آخرکار یہ موذی و منحوس طبقہ ہمیشہ

Marfat.com

کے لئے نیست و نابود ہوگیا۔ اس کے علاوہ تاتاریوں نے شام پر پھر یورش کی، چنانچہ سلطان بیبرس نے ان کے مقابلے کے لئے امیر قلاؤن کو بھیجا جس نے منگول وحشیوں کو شکست دی اور شام سے نکال باہر کیا۔

۶۷۵ھ میں تاتاریوں نے ہلاکو کے لڑکے ابقا خاں کی قیادت میں عراق عجم پر پھر حملہ کیا۔ سلطان بیبرس خود مقابلہ کے لئے پہنچا۔ لڑائی سخت گھمسان اور خونریز ہوئی۔ آخرکار مسلمانوں کی فتح ہوئی اور تاتاری جان لیکر بھاگ نکلے — سلطان صلاح الدین یوسف اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) کے بعد صلیبیوں نے شام کے جن علاقوں پر قبضہ جمالیا تھا، ملک ظاہر (۶۶۳-۶۶۴ ھ میں) دو سال تک برابر ان کے ساتھ لڑتا رہا اور آخرکار شام کے ایک ایک شہر سے انھیں نکالکر دم لیا۔ پھر ۶۶۶ھ میں اس نے فلسطین کے صلیبیوں پر حملہ کیا اور انطاکیہ و مرقیہ تک تمام علاقہ فتح کرلیا۔ پھر اس نے تاتاریوں سے بغداد بھی چھین لیا، اس کے بعد قیساریہ کو منگولی تسلط سے آزاد کیا۔ یہ تمام فتوحات سلطان بیبرس نے ۶۷۵ ھ تک مکمل کیں۔ ملک ظاہر بیبرس کا عہد حکومت مسلمانوں کے لئے نہایت مبارک تھا اور دنیائے اسلام کی خوش نصیبی تھی کہ اسے ایسے نازک دور میں ایسا جامع الکمالات رہنما میسر آگیا، جس نے اپنی چھوٹی سی سلطنت اور محدود ذرایع کے باوجود تاتاری سیلاب کو روکا، صلیبیوں کی طاقت کو توڑا اور باطنی فرقہ کا مکمل استیصال کیا اور اس طرح اسلام کی وہ عظیم الشان خدمت کی جس کی تعریف ناممکن ہے۔ بیبرس کہنے کو غلام تھا مگر در حقیقت اس پر عباسی خاندان کے اکثر خلفاء قربان کئے جاسکتے ھیں*

۶۶۷ ھ میں جب سلطان بیبرس حج بیت اللہ سے مشرف ہوا تو تمام کعبہ کو اسنے خود اپنے ھاتھ سے عرق گلاب سے دھویا۔ پھر مدینۂ طیبہ پہنچکر روضۂ اقدس کی زیارت کی۔

*"مسلمانوں کا عروج و زوال" صفحات ۹۸-۱۱۰

Marfat.com

اُس نے مزار مبارک کے چاروں طرف ایک کٹھرا بنوایا جو آج تک موجود ہے۔ اُس نے محکمۂ عدالت میں یہ جدت کی کہ ائمۂ اربعہ میں سے ہر ایک امام کے مسلک کا الگ الگ ایک قاضی مقرر کیا ۔ وہ صدقات و خیرات بکثرت کرتا اور ماہ رمضان میں جگہ جگہ فقراء و مساکین کے لئے بڑے بڑے مطبخ کھلواتا جہاں اُن کے افطار و سحر کے لئے نوع بنوع کھانے تیار کئے جاتے تھے۔ اُس نے بڑی بڑی جائدادیں اس لئے وقف کی تھیں کہ ان سے غریبوں اور محتاجوں کی تکفین و تدفین کا انتظام ہو۔ یہ مبارک سلطان فتح قیساریہ کے بعد دمشق میں مقیم تھا کہ وہیں بیمار ہوکر محرم ٦٧٦ ھ میں فوت ہوگیا۔

الملک الظاہر بیبرس کے بعد بھی تاتاریوں کی شورشیں برابر جاری رہیں۔ چنانچہ ٦٨٠ ھ میں ہلاکو کے دو بیٹوں ابقا خاں اور منگو تیمور نے پھر شام پر بڑے زور شور سے لشکر کشی کی۔ اس وقت "بحری مملوک" سلسلے کا پانچواں فرمانروا الملک المنصور سیف‌الدین قلاؤن مصر کا بادشاہ تھا۔ اُس نے حمص کے قریب ۱۴ رجب کو تاتاریوں کا مقابلہ کیا۔ غضب کا رن پڑا، جس میں مسلمانوں کی فتح ہوئی، منگو تیمور مارا گیا اور ابقا خاں شکست کھاکر ہمدان چلا گیا۔ یہاں اس کے بھائی نیکو دار خاں اوغلان نے اسے زہر دیکر مار ڈالا اور خود تخت حکومت پر بیٹھا۔ اس نے اسلام قبول کیا اور اپنا نام احمد خاں رکھا۔ مسلمان ہونے کے بعد تاتاریوں نے مصریوں سے بھائی چارہ قایم کیا اور عہد نامۂ صلح پر دستخط کئے۔ اب بادشاہ احمد خاں کی ترغیب سے تاتاری جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے، حتیٰ کہ قوبیلائی قاآن کے پوتے اننده سلطان نے بھی، جو خطا کا حاکم تھا، اپنی ڈیڑھ لاکھ تاتاری فوج کے ساتھ اسلام قبول کرلیا۔ خدا کی عجیب و غریب شان ہے کہ جو تاتاری پچاس سال تک

Marfat.com

اسلام اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کرتے رہے، وہ اب خود اسلام کے حلقہ بگوش ہوکر دینی سرفرازی میں کوشاں ہوئے۔*

جس طرح دو صدی بعد ۸۵۷ھ میں محمد فاتح کے حملے کے وقت قسطنطنیہ میں رومی اور یونانی اس بحث میں مصروف تھے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے فلاں وقت جو کھانا حواریوں کی معیت میں کھایا تھا اس میں روٹی خمیری تھی یا فطیری، اور اسی بحث نے محمد فاتح کے لئے قسطنطنیہ کی فتح کے دروازے کھولدئے، اسی طرح حملۂ تاتار کے وقت شیعہ اور سنی مسئلۂ خلافت و امامت پر باہم طاقت آزمائی کررہے تھے۔ خلافت کے اختلاف کو پانچ صدیاں گذر چکی تھیں، لیکن شیعوں اور سنیوں کی باہمی تلخیاں امتداد زمانہ کے ساتھ برابر ترقی کرتی جاتی تھیں۔ ایام عشرہ میں شیعہ اگر امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ماتم میں مجالس کرتے تھے، تو سنی حضرت مصعب بن زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ماتم میں انھی تاریخوں میں یوم غم مناتے تھے۔ شیعہ ''عید غدیر'' مناتے تھے، تو سنیوں نے بھی ۳۸۹ھ سے ''یوم غار'' کی عید منانی شروع کردی تھی۔ خلیفہ مستعصم کا وزیر مویدالدین ابن علقمی شیعہ تھا اور شیعوں کی جا و بیجا طرفداری کرتا تھا۔ ادھر خلیفہ کا بیٹا، شہزادہ ابوبکر، سنیوں کی جماعت میں پیش پیش رہتا تھا۔ شیعوں نے ایک مرتبہ بغداد کے اندر شارع ابن ابی عوف کو لوٹا، سنی عورتوں کی بیحرمتی کی اور سیکڑوں سنیوں کو مارڈالا، تو سنیوں نے بھی انتقاماً کرخ کو تباہ کرڈالا، جس میں ترک سپاہیوں تک نے حصہ لیا۔ مویدالدین ابن علقمی جو پہلے ہی سے ہلاکو خاں سے خلیفہ کے خلاف سازش و سازباز میں مصروف تھا، اس واقعہ سے بے حد برافروختہ ہوا اور ہلاکو کو دارالخلافہ پر جلد حملہ کرنے

---

*''مسلمانوں کا عروج اور زوال'' صفحات ۱۰۹-۱۱۰

Marfat.com

کی دعوت دی ۔ اسی بد بخت غدار نے خلیفہ کو بہو رہ ایک لاکھ ترک سپاہیوں کے لشکر کو موقوف کرایا تھا۔ ہلاکو کے واپس جانے کے بعد اسے مسلمانوں نے پکڑ کر مار ڈالا ۔

شیخ نصیرالدین طوسی ، مصنف " اخلاق ناصری " جیسا محقق و عالم بھی تاتاریوں کے ہاتھ سے دنیائے اسلام کی تباہی میں برابر کا شریک تھا ۔ اُس نے بھی ابن علقمی کے خلاف اپنی ذاتی رنجش کی بنا پر ہلاکو خاں کو بغداد پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کیا ۔ نصیرالدین طوسی نے ، جس زمانے میں وہ ابو منصور محتشم ، حاکم قہستان (گورنر منجانب شاہان اسماعیلیہ) کی ملازمت میں تھا ، المستعصم باللہ کی شان میں قصیدہ لکھکر بغداد بھیجا تھا ۔ مگر وزیراعظم سلطنت مویدالدین محمد ابن علقمی نے اسے از راہ رقابت امیر موصوف کے پاس اپنے خط کے ساتھ واپس کردیا تھا ۔ جس پر امیر موصوف نے ناراض ہوکر شیخ کو قید کرکے قہستان سے قزوین کو بھیجدیا ، جہاں علاؤالدین محمد باطنی اسماعیلی فرقے کا بادشاہ حکمران تھا ۔ جب اسماعیلی باطنیوں کے آخری بادشاہ رکن‌الدین نے ہلاکو خاں کی اطاعت قبول کرلی تو نصیرالدین طوسی نے ہلاکو خاں کو بغداد پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کیا ——

مؤرخ اسلام کی حیثیت سے علامہ ابن خلدون کا مرتبہ کتنا بلند ہے ، لیکن خاص اُس وقت جبکہ دمشق کی سرزمین مسلمانوں کے خون سے لالہ زار بنی ہوئی تھی اس بیباک و حق گو مؤرخ کی غیرت و خودداری نے تیمور لنگ کے دربار میں ، جو اُس نے فتح دمشق کی خوشی میں آراستہ کیا تھا ، جا کر اس کے سامنے تحائف پیش کرنے اور سجدۂ تعظیمی ادا کرنے کو گوارا کرلیا —— سلطان سلیم شاہ سوری کے عہد میں شیخ مخدوم الملک تمام ہندوستان کا شیخ الاسلام تھا ۔

Marfat.com

لیکن اُس نے اپنے استبداد وجور سے مردان حق کی زندگی تنگ کر رکھی تھی --- تیرھویں صدی میں ترکی میں سلطان سلیم نے جب اپنی افواج کو مغربی آلات حرب سے مسلح کرنا شروع کیا تو اسی طرح کے ایک اور شیخ الاسلام عطاءُاللہ آفندی نامی نے اس کے اس فعل کی سخت مخالفت کی اور اس کو بدعت قرار دیا۔ جدید فوجی تنظیم اور مغربی آلات حرب کو ''تشبہ بالنصاریٰ'' سے تعبیر کیا گیا۔ آخرکار اسی جرم کی پاداش میں سلطان سلیم کو معزول ہونا پڑا۔ مصطفیٰ کمال نے اسی قسم کے علماءِ سؤ کے خلاف جہاد کیا تھا۔ انھیں حالات کے پیش نظر ''فوزالکبیر'' میں شاہ ولی اللہ صاحب نے صحیح فرمایا ہے کہ ''اگر احبار یہود کی حالت دیکھنی چاہتے ہو تو آجکل کے مسلمان علماءُ کو دیکھ لو، اور اگر عیسائیوں کا نقشہ کھینچنا چاہتے ہو، تو آجکل کے مشائخ کے سامنے بیٹھکر کھینچ لو۔''

شیخ سعدی کے ممدوح ابوبکر بن سعد زنگی کی اسلام دشمنی ملاحظہ ہو کہ وہ خلیفۂ مستعصم کے خلاف ہلاکو خاں کی مدد کے لئے اپنے بیٹے کی سرکردگی میں بغداد کو فوج روانہ کرتا ہے اور پھر بغداد کی تباہی اور خلیفہ کی شہادت کے بعد ہلاکو خاں کے پاس مبارکباد کے لئے سفارت بھیجتا ہے۔ شیخ سعدی بغداد کی تباہی اور خلیفہ مستعصم کی شہادت کے حادثۂ جانکاہ پر تو بیحد متاثر و مغموم ہوتے ہیں۔ ع

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں
بر زوال ملک مستعصم امیر المومنیں

لیکن حیرت ہے کہ آن جیسا حق گو بزرگ ابو بکر بن سعد کی اسلام دشمنی پر ایک لفظ لکھنے کی بھی جرأت نہیں کرتا، بلکہ اسی مرثیۂ بغداد میں آپ اُس کے متعلق توصیفی اشعار رقم فرماتے ہیں اور اس کو ''خسرو صاحبقراں'' اور ''غوث زماں''

Marfat.com

کے القاب سے یاد فرماتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ شیخ نے جانشین ہلاکو خاں کے مقرر کردہ گورنر انکیانو تک کی مدح میں قصیدہ لکھا۔ ع

خسرو عادل امیر نامور انکیانو خسرو عالی تبار

آخر زمانے میں علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) نے ایسے علما اور انکے جمود و پست اخلاق کی مذمت کی ہے۔ *

*"تاریخ افکار و سیاسیات اسلامی" صفحات ۵۱۱-۵۲۳، ۵۷۹-۵۸۱

Marfat.com

(۱۰)

تبصرہ بر خلافت عباسیہ، بغداد

عباسیوں کے انحطاط و فقدان اقتدار اور ان کے وجوہات پر کافی لکھا جاچکا ہے۔ اس دور کا سب سے بڑا قابل فخر کارنامہ یہ ہے کہ اس میں مسلمانوں نے اسلامی علوم و فنون کی تدوین کی اور دوسری زبانوں سے علوم فلسفہ و حکمت کے تراجم کئے، نہ صرف تراجم بلکہ ان علوم کے مسائل پر روشن دماغی کے ساتھ غور و خوض کرکے ان پر تنقید کی، ان کے معائب و اسقام کو طشت از بام کیا، اور مختلف علوم و فنون کی تدریس و اشاعت کے لئے مکاتب و مدارس بلکہ یونیورسٹیاں قایم کیں، نیز علماء کے گرانقدر وظائف اور مشاھرے مقرر کئے۔ علمی کاموں کے علاوہ صنعت و حرفت، فن تعمیر اور شعر و ادب کو بھی بہت ترقی ہوئی۔ مرد تو مرد عورتیں بلکہ باندیاں تک اس زمانے میں شعر و ادب کا بہت ستھرا اور شستہ مذاق رکھتی تھیں۔ علوم و فنون کی یہ ترقی، اور شعر و ادب کی گرم بازاری مسلمانوں میں ان کی دماغی بلند پروازی اور ذھنی ثقافت و عروج کا سبب تو ضرور ہوئی، لیکن اس سے اسلامی عقائد کی سادگی و راسخ العقیدتی کو صدمہء عظیم پہنچا، اور یونانی علوم و فنون کی گرم بازاری نے خالص اسلامی افکار کو ایسی کاری ضرب لگائی کہ مسلمان عقیدہ و خیال کی وحدت سے کٹ کر ایک نہایت خطرناک قسم کی دماغی لامرکزیت میں مبتلا ہوگئے۔ فلسفہ اور دوسرے یونانی علوم کے مطالعہ سے مسلمانوں کے دینی عقاید میں تذبذب پیدا ہوا اور لا دینی کو ترقی ہوئی۔ نیز شرعی اور الہیاتی مسائل کے متعلق مسلمانوں کا طریق فکر بدل گیا اور وہ ایک نئے انداز سے اسلامی عقائد و افکار پر غور کرنے لگے۔ یہ نیا انداز فکر اس

Marfat.com

طریق فکر سے مغائر تھا جو قرآن مجید نے اپنے مخصوص اسلوب بیان اور طریق استدلال کے ذریعہ مسلمانوں میں پیدا کیا تھا اور جسکی وجہ سے ان میں ما بعدالطبیعیاتی حقائق کا اذعان اس درجہ پختہ ھوگیا تھا کہ اس کو کوئی طاقت متزلزل نہیں کر سکتی تھی ۔ مثلاً قرآن انسان کے ضمیر و وجدان کو بیدار کرکے خدا کے وجود اور اسکی صفات کا یقین پیدا کرتا ھے اور فلسفیانہ دلائل کی مو شگافیوں میں نہیں آلجھاتا ۔ وہ انسان کو خدا کے وجود اور آس کی صفات کا جو یقین دلاتا ھے اس کے لئے وہ وھی طریق استدلال اختیار کرتا ھے جس سے ایک معصوم بچہ اپنے ماں باپ کے ماں باپ ھونے کا یقین رکھتا ھے، محض ان کی شیفتگی و گرویدگی، شفقت و رافت کے باعث، حالانکہ اسے اپنے والدین کے تعلقات زنا شوئی کا علم نہیں ھوتا ۔ یہی طریقہ فطری ھے اور اس راہ سے انسان جس چیز کا یقین پیدا کرے گا اس پر اعمال صالحہ کی بنیاد قائم ھو سکیگی، جن کے بغیر کوئی مدنیت مدنیت کاملہ نہیں بن سکتی ۔ یہی وجہ ھے کہ قرآن نے جہاں کہیں منکروں اور کافروں کی جہالت کا ذکر کیا ھے، ان کے متعلق یہ نہیں کہا کہ ان لوگوں کے دماغوں میں عقل نہیں ھے، بلکہ ان کے قلوب کے سر بمہر ھونے کا ماتم کیا ھے ۔ بہر حال، یہ ھے وہ طریق فکر جو قران نے مسلمانوں میں پیدا کیا اور جس سے ان میں عقیدہ و عمل کی استواری پیدا ھوئی ۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ عہد صحابہ و تابعین میں مسلمان خدا کی نسبت صرف اسقدر جانتے اور اسپر ایمان کامل رکھتے تھے کہ خدا خالق کائنات ھے، ازلی و ابدی ھے، اور اس کی ذات تمام صفات حسنہ کا مجموعہ ھے ۔ لیکن عہد بنی عباس میں جب یونانی فلسفہ کا زور ھوا تو مسلمانوں نے خدا کے وجود کی نسبت بھی ایک دوسرے زاویہ سے سوچنا اور غور کرنا شروع کردیا ۔ وجود کی طرح خدا کی صفات کی

Marfat.com

نسبت بھی بڑی بڑی مو شگافیاں کی گئیں، مثلاً صفات خداوندی کی حقیقت کیا ہے؟ یعنی اگر علم بغیر معلوم کے نہیں ہوسکتا، تو جب خدا کے سوا کوئی شے بھی موجود نہ تھی، اس وقت خدا کیونکر علیم ہوگا؟ پھر خدا کی ذات و صفات سے قطع نظر دیگر مسائل میں بھی اسی طرح کی نکتہ سنجی و دقیقہ رسی کی گئی۔ مثلاً یہ کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے یا نہیں؟ انسان مجبور محض ہے یا مختار مطلق؟ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟ اگر مخلوق ہے تو پھر وہ اللہ کا کلام کیونکر ہوا؟ اور اگر غیر مخلوق ہے تو اس میں شان حدوث کیوں پائی جاتی ہے؟ وحی کیونکر نازل ہوئی؟ خدا کے بولنے کی حقیقت کیا ہے؟ اس کا دیدار ممکن ہے یا نہیں؟ دوزخ کا عذاب ابدی ہے یا غیر ابدی؟ رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی معراج جسمانی تھی یا روحانی؟ غرضیکہ شریعت اسلام کا کوئی نظری یا عملی مسئلہ ایسا نہیں تھا جسکو اس عہد میں فلسفہ و عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش نہ کی گئی ہو۔ آخر نتیجہ یہی ہوا کہ مسلمانوں میں دماغی پراگندگی و ذہنی انتشار پیدا ہوگیا، افکار و آراء کے مختلف اسکول قایم ہوگئے بلکہ صحیح معنی میں مسلمان ایک نوع کے بحران دماغی میں مبتلا ہوکر عقیدہ و خیال کی کمزوری و ابتری کا مکمل طور پر شکار ہوگئے۔

فلسفہ و علم کلام

فلسفہ و مذہب کے امتزاج سے علم کلام کی بنیاد پڑی، جس کے معنی یہ تھے کہ کسی شرعی حقیقت پر ایمان لانے کے لئے صرف قرآن و حدیث کا بیان کافی نہیں بلکہ اس کی صحت کا فتویٰ فلسفہ کی بارگاہ سے بھی ملنا چاہئے۔ اس بناء پر شروع شروع میں علماء اسلام نے علم کلام کی شدید مخالفت کی، جن

Marfat.com

میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ وغیرہ پیش پیش تھے ۔ مگر جب انہوں نے دیکھا کہ دربار خلافت کی سرپرستی کے باعث یہ سیلاب نہیں رکتا اور اسلامی عقائد و افکار کی بنیادیں متزلزل ہونے لگیں، تو مجبوراً انہیں بھی اسطرف رخ کرنا پڑا ۔ عارف رومی رحمت اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ۔ ع

"پائے استدلالیاں چوبیں بود"

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرمایا کرتے تھے کہ "اگر دین کا دار و مدار قیاس (عقل) پر ہوتا تو باطن خف (چرمی موزہ) پر مسح کرنا ظاہر خف پر مسح کرنے سے اولیٰ ہوتا۔" خلافتِ عباسیہ میں جو گمراہیاں پھیلیں ان کا سر چشمہ یہی امر تھا کہ اس دور میں علوم عقلیہ کی گرم بازاری کے باعث دین کو عقل کے مطابق کرنے کی کوشش کی گئی، حالانکہ ، بقول مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ، اصل یہ ہے کہ "عقل کی کوئی بات دین کے خلاف نہیں ہونی چاہئے۔" گویا یہ پہلے ھی تسلیم کرلیا گیا کہ عقل سراسر بے قصور، بے خطا و مکمل ہے ۔ امام غزالی ، ابن رشد ، امام ابن تیمیہ اور امام رازی وغیرہ ایسے اجلہ علماء نے اپنے مضبوط دلائل و براہین کے ذریعہ فلسفہ کے ان فاسد اثرات کا تدارک کیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں جو گمراہیاں پیدا ہوئیں ان کا سرچشمہ دو چیزیں تھیں۔ ایک حکومت و سلطنت کا فاسد نظام ، شخصی بادشاہت ، آمریت و ملوکیت، جسکی داغ بیل بنو امیہ کے ہاتھوں پڑی ، دوسری علوم و فنون عقلیہ کی گرم بازاری ، جسکی سر پرستی کا شرف بنو عباس کو حاصل ہے *

جہاز رانی

دجلہ ، فرات اور خلیج فارس کے قرب کے باعث، عہد عباسیہ

---

*"مسلمانوں کا عروج اور زوال" صفحات ۲۰۸-۲۰۹

Marfat.com

میں مشرق کی بحری تجارت اور آمد و رفت کو بہت فروغ ہوا ۔ ۱۵۲ھ میں منصور نے دجلہ کے ساحل پر بغداد آباد کیا ، تو اس شہر کا ہر قصر و محل ایک نہر بن گیا۔ بغداد دجلہ و فرات کے درمیان گویا ایک جزیرہ ہے ۔ اس کے مشرق میں دجلہ اور اس کے مغرب میں فرات ساری دنیا کے گھاٹ ہیں ۔ عہد عباسیہ میں عربوں میں تجارتی ذوق و شوق پہلے سے زیادہ ترقی کر گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عربوں کو بنو امیہ کی حکومت میں جو کشوری و لشکری مناصب حاصل تھے، وہ بنو عباس کے عہد میں ان سے چھنتے گئے ۔ پہلے کشوری عہدوں پر ۱۳۳ھ سے اہل فارس نے قبضہ کیا ، اور عربوں کے ہاتھوں میں صرف لشکری خدمات رہ گئیں۔ بعد کو، معتصم کے عہد میں، ۲۱۸ھ کے بعد لشکری مناصب ترکوں کو منتقل ہو گئے ۔ اس لئے تجارت کے سوا حصول دولت کا کوئی اور معزز راستہ ان کے لئے نہ رہا ۔

بنو امیہ کے جانشین کی حیثیت سے سندھ پر عباسیوں نے قبضہ کیا اور سندھ اور بصرے کے درمیان بدستور بحری آمد و رفت لگی رہی ۔ ۱۶۰-۱۵۹ھ میں، خلیفہ مہدی عباسی کے زمانے میں، عربوں نے گجرات کے سواحل پر بحری حملہ کیا ۔ خلیفۂ بغداد کا سندھ سے تعلق اس کے سو برس بعد تک بھی رہا ، مگر کوئی نئی بحری فتح انھوں نے نہ کی ، بلکہ عرب رفتہ رفتہ ان علاقوں میں صرف بحری تاجر کی حیثیت سے رہ گئے ۔ عراق و عرب کے بندرگاہوں سے ان کے جہازات خلیج فارس ، بحر ہند ، بحر چین ، بحر احمر اور بحر حبشہ میں آتے جاتے تھے ۔ بحر روم میں ٹیونس، جو بنیٔ امیہ کے زمانے سے بحری جنگی جہازوں کا مرکز تھا ، بنو عباس نے بھی اس کو قائم رکھا ، کہ رومیوں کی روک تھام کے لئے اس کی بیحد ضرورت تھی ۔ یہیں سے ان کے بیڑے بحر روم کے جزیروں اور فرانس اور اٹلی کے بندرگاہوں پر حملے کرتے تھے اور آخر ۲۱۲ھ میں جب بنو اغلب شمالی افریقہ میں بنو عباس کی نیابت کر رہے تھے، تو قاضی اسد بن فرات نے انھی

Marfat.com

جنگی جہازوں کو لیکر سسلی (صقلیہ) پر کامیاب فوج کشی کی، اور سنہ ۴۶۴ھ تک عرب صقلیہ پر حکمران رہے۔ اس زمانے میں صقلیہ اور شمالی افریقہ کے سواحل عرب جہازوں کی بازی گاہ تھے، اور اسکندریہ تک جہازوں کی قطار لگی رہتی تھی، مگر بحر ہند وحبش وچین میں وہ صرف تاجر رہ گئے تھے۔ اس زمانے کے مشہور اسلامی بندرگاہ بصرہ، ابلہ، عدن، بحرین، ہرمز، جدہ، جار اور قلزم تھے۔

مجمع الجزایر شرق الہند میں عربوں کی جہازی آمد و رفت صدیوں تک اتنی رہی کہ ان میں سے اکثر جزیروں میں ان کی مستقل آبادیاں قایم ہوگئیں اور ان کی بدولت یہاں اسلام کی بڑی اشاعت ہوئی۔ مالدیپ سے لیکر جاوا، سماترا تک اور وہاں سے فلپائن تک ان کا اثر پھیلا۔ ان جزیروں کی تہذیب، تمدن و ترقی میں عرب جہاز رانوں اور بحری عرب تاجروں کا بڑا حصہ ہے۔ یہاں تک کہ چند صدیوں کے بعد یہاں اسلامی ریاستیں قایم ہو گئیں۔ خصوصیت کے ساتھ حضر موتی عربوں کے یہ مرکز بن گئے اور آج بھی حضارمہ کی ابادی یہاں اچھی خاصی ہے۔ ہند میں عرب تاجروں اور سیاحوں کے اصلی مرکز گجرات اور سندھ کے علاقے تھے۔ چیمور، کھمبائت اور بھروچ میں ان کی آبادیاں تھیں۔

عرب جہاز ران شمالی و شرقی افریقی سواحل میں جنوبی افریقہ تک گردش کرتے تھے اور جزیرۂ زنجبار اور مدغاسکر میں چوتھی صدی هجری کے شروع میں عربوں کی نو آبادیاں قایم تھیں۔ یہی وہ سواحل ہیں جہاں پرتگالی جہاز رانوں اور واسکوڈی گاما کی ملاقات دسویں صدی هجری میں عرب جہاز رانوں سے ہوئی اور ان سے ان کو هندوستان کا پتہ ملا——عمان کے عربوں کی آمد و رفت اور بحری اقتدار نویں صدی هجری میں ان سواحل میں اتنا ترقی کر گیا تھا کہ وہ عمان کی سلطنت کے اجزاء بن گئے اور زنجبار مدت تک سلاطین عمان کے زیر حکومت رہا، حتیٰ کہ اهل یورپ نے انہیں وہاں سے بے دخل کردیا۔

Marfat.com

بنو عباس کی حکومت بحر روم میں شام کے سواحل سے لیکر شمالی افریقہ میں جبل الطارق تک تھی - رومیوں کے حملوں کا خطرہ انکو برابر لگا رہتا تھا ، اس لئے بنو امیہ نے شام کے سواحل پر صور میں جہاز سازی کا جو کارخانہ قایم کیا تھا ، اس کو انھوں نے بھی قائم رکھا ، لیکن متوکل باللہ نے ۲۴۷ھ میں اسے صور سے عکہ کو منتقل کر دیا -

۲۹۶ھ میں شمالی افریقہ میں عبیدی فاطمیوں کی زور دار حکومت قائم ہوئی ، جو صقلیہ ، مصر اور شام سب پر رفتہ رفتہ چھا گئی - اس حکومت کے قیام کے لئے بحری ترقی ضروری تھی - چنانچہ فاطمیوں نے ٹیونس کے قدیم کارخانۂ جہاز سازی کو بہت ترقی دی - شمالی افریقہ اور صقلیہ کے مشہور اسلامی بندرگاہ مسینا ، بجایہ ، سبتہ ، مہدیہ اور دمیاطہ تھے -*

اقتدار خلافت

حجاج ثقفی کے زمانے سے شامی عرب سلطنت کے تمام اعلیٰ مناصب کے گویا اجارے دار بن بیٹھے تھے ، مگر جب بنی امیہ کا زوال ہوا تو ان کا یہ اجارہ ٹوٹ گیا اور ان کی جگہ آہستہ آہستہ غیر عرب مسلمانوں ، بالخصوص ایرانیوں اور پھر ترکوں نے لے لی - بین الاقوامی و نسلی مساوات نے اسلام اور اسلامی سلطنت کو بیحد تقویت بخشی - اسی کا نتیجہ تھا کہ خلفاء عباسیہ کا دنیائے اسلام پر روحانی تسلط اور عباسی خلافت کا کم و بیش اقتدار پانچ صدیوں سے بھی زیادہ عرصے تک قائم رہا - خلیفہ منصور اس خلافت کا موسس حقیقی تھا - اسی نے عباسی خلافت کی سیاسی مشینری ڈھالی تھی - مامون کے زمانے میں حکومت شخصی سے بڑی حد تک دستوری شکل میں تبدیل ہو گئی ، جبکہ ایک مجلس شوریٰ کے قیام سے اجماع الامت کے نظریے پر عمل کیا گیا - یہ مجلس شوریٰ فرمانروایان بنی بویہ ،

---

*" عربوں کی جہازرانی " صفحات ۶۳-۸۹

Marfat.com

سامانیوں، سلجوقیوں اور ایوبیوں کے زمانوں میں قایم رہی اور سلطان صلاح الدین نے بھی اسے بر قرار رکھا۔ امین کو چھوڑ کر بنی عباس کے ابتدائی آٹھ خلفاء نہایت کامیاب حکمران تھے۔ خلفاء مہدی، رشید، مامون، معتصم اور آخر میں ناصر لدین اللہ بڑے لایق و باخبر فرمانروا ہوئے۔ مگر اقتدار خلافت کے زوال کے ساتھ صوبجاتی گورنر اپنے اپنے مقام پر خود مختار و مطلق العنان ہو بیٹھے، اور ان کے درباروں میں صرف سفراء خلافت رہ گئے۔ نیشاپور، مرو، موصل اور دمشق وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔ الپ ارسلان، ملک شاہ، نورالدین محمود اور صلاح الدین وغیرہ سلاطین کے ہاں یہ سفراء موجود تھے۔ اس کے جواب میں ہر سلطان و آزاد حکمران کا ایک ایلچی یا نمائندہ "شحنہ" کے نام سے دربار خلافت میں متعین تھا۔

ابتدائی عباسی خلفاء جدید فتوحات و لشکر کشی کے مقابلے میں اپنی سلطنت کے استحکام اور اندرونی نظام کی طرف زیادہ مائل تھے۔ بالائی مصر، دیلم اور کابل وغیرہ ممالک پر لشکر کشی وہاں کے سرکش قبائل کی بیخ کنی کے لئے، اور بازنطینی عیسائیوں سے مسلسل لڑائیاں ان کی اسلامی علاقے پر متواتر تاخت و تاراج و عہد شکنی کے باعث کی گئی تھیں۔ اس وقت کے عباسی نظام سلطنت اور موجودہ زمانے کے کسی متمدن و مہذب ملک کے نظام حکومت میں زیادہ فرق نہیں ہے۔ ترکی سلطنت کی طرح عباسی سلطنت میں بھی تمام لشکری و کشوری (سول) مناصب مسلمان، یہودی، عیسائی، مجوسی اور ہندو سب کے لئے یکساں طور پر کھلے ہوئے تھے۔

صوبہ جات

خلیفہ منصور کے زمانے میں مختلف صوبوں کے گورنر محض ملازم سمجھے جاتے تھے، نہ کہ ان صوبوں کے مالک و جاگیردار۔
(۱) صحرائے لیبیا کے اس پار مغربی افریقہ مع جزیرۂ صقلیہ کے

Marfat.com

ایک صوبہ تھا ، اور پہلے عباسی خلیفہ سفاح کے عہد میں اسکا گورنر عبدالرحمان بن حبیب تھا ۔ (۲) صوبۂ مصر کا گورنر اس وقت ابو اعیون تھا ۔ ان کے علاوہ حسب ذیل صوبے تھے :—
(۳) جزیرہ (میسو پٹیمیا) ، آذربائجان اور آرمینیا ، (۴) مدینۂ منورہ ، مکۂ معظمہ اور یمامہ (یعنی مغربی و وسطی عرب) ، (۵) یمن یا جنوبی عرب ، (۶) کوفہ اور اس کے مضافات (یعنی دریائے فرات کی وادی سواد نامی) ، (۷) بصرہ مع دجلہ و فرات کے ڈیلٹا کے ، بحرین اور عمان ، (۸) عراق عجم ، خراسان اور ماوراء لنہر ، (۹) سندھ اور پنجاب ، (۱۰) اھواز اور جنوبی ایران ، (۱۱) علاقۂ موصل ، اور (۱۲) شام مع فونیقی ساحلی علاقہ کے — بعد ازاں سفاح نے فلسطین کو شام سے جدا کر کے ایک علیحدہ صوبہ بنادیا ۔ خلیفہ ھارون رشید نے شام اور سلیسیا کے شمالی کوھستانی سرحدی علاقہ کو میسو پٹیمیا اور قنیسیرین کی گورنری سے جدا کر کے عواصم کے نام سے ایک علیحدہ صوبہ بنادیا ۔ طرسوس (سلیسیا میں) اس اھم صوبے کا صدر مقام تھا ، جسکی تعمیر و قلعہ بندی خلیفہ ھارون رشید نے کروائی تھی ۔ اپنے دادا منصور کی طرح ھارون رشید کو بھی نئے شہر بنانے اور بسانے کا بہت شوق تھا اور اس نے طرسوس کے علاوہ اڈانہ ، مرائش وغیرہ جدید شہر آباد کئے تھے ، ۔ اور انھیں قلعہ بند کیا تھا ۔

رئیس الرؤسا

وزیر سلطنت سیاہ و سپید کا مالک ھوتا تھا، مگر جب خلافت کو زوال ھوا تو وزارت کی اھمیت بھی جاتی رھی، اور اسکی جگہ ''امیرالامراء'' نے لیلی۔ ابوسلمہ عباسی سلطنت کا پہلا اور سفاح کا وزیر تھا۔ آل بویہ کے عروج کے زمانے میں 'وزیر' بھی انھیں کے زیر تسلط آگیا تھا، اور خلیفہ کے ماتحت صرف ایک سیکریٹری رہ گیا تھا، جسے ''رئیس الرؤساء'' کہا جاتا تھا۔

Marfat.com

پھر جب سلجوقی سلاطین کے زمانے میں خلافت کے اچھے دن واپس آنے لگے تو وزارت بھی خلیفہ کے ماتحت آگئی اور ''رئیس الرؤسا،، کا منصب بھی وزیر ھی کے لئے مخصوص ھو گیا۔ خلیفه القائم کے زمانے میں وزیر علی بن احمد بن مسلمه کا خطاب ''رئیس الرؤسا،، تھا۔ ایک اھم منصب ''استادآلدار،، کا تھا، جو محل کا محافظ و منتظم ھوتا تھا۔ کمزور خلفاء کے زمانوں میں امیرالامراءٔ ھی ''استادآلدار،، بھی ھوتا تھا۔ خلیفه المستنجد کے زمانے میں اعضدالدین عبدالله ابن المظفر اور اسکے بعد اسکا بیٹا عمادالدین عبدالفارغ محمد، ''رئیس الرؤسا،، کا ''پوتا، ''استادالدار،، تھے۔

سلطان

''سلطان،، کا خطاب پہلے پہل خلیفه واثق نے اشناس کو عطا کیا تھا۔ جو ترک عساکر کا کمانڈر تھا۔ یه لقب آل بویه کے زمانے تک پھر نه سنا گیا، حتیٰ که ان کا عروج ھوا اور انھیں ''سلطان،، کے نام سے پکارا گیا۔ مگر اس معاملے میں بنی بویه کی کوئی خصوصیت نه تھی۔ یه خطاب بڑے بڑے مجاھد و فاتحین اسلام مثلاً محمود غزنوی،' ، طغرل، الپ ارسلان، ملک شاہ، صلاح الدین (رحمت الله علیه) وغیرہ کو بھی ملا ھے۔ ''سلطان،، کے علاوہ ''ملک،، کا لقب بھی خلیفه کی جانب سے عطا ھوتا تھا اور سب سے پہلے یه سلطان نورالدین محمود بن زنگی کو دیا گیا تھا (یعنی ''الملک العادل،،) ۔

وزارت

عہد عباسیه میں وزارتیں دو قسم کی ھوئیں، ایک تو 'وزارت التفویض، جسکے اختیارات غیر محدود تھے، دوسری 'وزارت التنفیض، جسکے اختیارات محدود تھے۔ خلفاء السفاح، منصور اور مہدی کے زمانوں میں ثانی الذکر وزارت قائم تھی،

Marfat.com

لیکن ہارون الرشید اور مامون کے وزیر جعفر برمکی اور فضل بن سہل اول الذکر قسم کے وزیر تھے۔ عباسی خلفاء کے بعض وزیر غیر مسلم بھی ہوئے ہیں۔ بنی بویہ میں اعضدالدولہ وزیر نضر بن ہارون تھا۔ فاطمی خلفائے مصر کے متعدد وزراء یہودی اور نصرانی ہوئے۔ عہد عباسیہ کے بعض نہایت معروف وزراء حسب ذیل تھے :۔

منصور کے وزراء ابوایوب المریانی اور ربیع بن یونس، الرشید کا وزیر جعفر برمکی، مامون کے وزیر فضل اور حسن، مقتدی اور القائم کا وزیر فخرالدولہ بن طاہر، المقتدی کا وزیر رداوری، مستنجد کا وزیر ابن حبیرہ، طغرل بیگ کا وزیر العامد الکندوری، الپ ارسلان اور ملک شاہ کا وزیر نظام الملک، اور سلطان صلاح الدین اعظم (رحمت اللہ علیہ) کا وزیر القاضی الفاضل۔

محکمہ جات

جسطرح عثمانی سلطنت ترکی کی حکومت 'الباب العالی' کہلاتی تھی، اسی طرح عباسی خلیفہ کی حکومت ''الدیوان العزیز'' کے نام سے مشہور تھی، جسکے ماتحت حسب ذیل محکمے قائم تھے :۔

''دیوان الخراج'' - ''دیوان الداعیہ'' - دیوان الذمام'' - ''دیوان الجند'' - ''دیوان الموالی و الغلمان'' - ''دیوان البرید'' - دیوان الذمام النفقات'' - ''دیوان الرسائل'' - ''دیوان التوقیہ'' - ''دیوان النظر فی المظالم'' - ''دیوان الاحداث والشرط'' - اور دیوان العطاء'' - غیر مسلموں کی نگرانی کیلئے علیحدہ محکمہ قائم تھا، جسکا افسر ''کاتب الجحبازیہ'' کہلاتا تھا۔ اسلامی اسپین میں اسی منصب کا نام ''کاتب الذمام'' تھا۔ انکے علاوہ کچھ اور محکمے بھی تھے، مثلاً ''دیوان المقاطعات'' اور دیوان الاکریحہ'' وغیرہ عباسی خلفاء کی محکمہ زراعت پر خاص توجہ تھی اور مزارعین کی فلاح ہمیشہ آنکے پیش نظر رہتی تھی۔ سلطنت میں

Marfat.com

آبپاشی کیلئے جابجا نہریں، تالاب اور کنویں بنائے گئے تھے۔ ملک میں ہر جگہ مقامی حکومت خود اختیاری قائم تھی۔ تجارت، صنعت و حرفت کو فروغ دینے کی کوشش جاری تھی۔ بڑے دریاؤں میں تجارتی جہازوں کی کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ اور مجموعی حیثیت سے رعایا خوش حال و فارغ البال تھی۔ سامان باربرداری و رسل رسائل بیشتر اونٹوں پر جاتا تھا، اور پیغامبری کیلئے، خصوصاً جنگوں میں، کبوتر استعمال کئے جاتے تھے۔ درجات کے لحاظ سے سب سے اونچا منصب وزیر کا تھا، پھر 'حاجب، کا، پھر محمکوں کے حکام اعلیٰ کا، پھر قاضی القضاۃ کا، پھر محافظ فوج کے کمانڈر کا، پھر سیکریٹریوں کا وغیرہ وغیرہ۔ ''حاجب،، کا عہدہ نہایت بااثر تھا۔ خلیفہ مقتدی کے عہدمیں اس اہم منصب پر تاج الرؤسا ابو غالب الاسباغی فائز تھا۔ اسلامی اندلس میں حاجب کی حیثیت کسیطرح وزیر سے کم نہ تھی۔ اسکے بعد ایک اور نہایت با اثر عہدہ ''صاحب الشرط،، کا تھا۔ بغداد کا صاحب الشرط کسی طرح ایک صوبے کے گورنر سے رتبے میں کم نہ تھا۔ مامون کے زمانے میں جنرل طاہر خراسان کا گورنر مقرر ہونے سے پہلے بغداد کا صاحب الشرط تھا۔ پھر ''محتسب،، کا نمبر آتا ھے جسکے ماتحت میونسپل پولس ہوتی تھی، اور جسکا رونا رندان آزادہ رو ہمیشہ رویا کرتے تھے۔ خلیفہ مہدی نے اس غیر شاعرانہ منصب کی بنا رکھی تھی۔ اس زمانے میں تجار کا اپنا ایک ادارہ بھی تھا جسے ''دیوان الشوریٰ،، کہا جاتا تھا اور جو ''الرئیس التجار،، کے ماتحت تھا۔ سلطنت عباسیہ کے مشہور شہر قاہرہ، دمشق، حلب، موصل، بغداد، کوفہ، بصرہ، القدس، انطاکیہ، طرابلس، بیروت، عدیسہ، بلخ، سغد، سمر قند، ہرات، بخارا، خوارزم، رے، ہمدان اور نیشاپور تھے۔ سلطنت میں جا بجا کاروان سرائیں بنی ہوئی تھیں اور ہر سال بدویوں سے محفوظ رکھنے کیلئے حجاج کے ہر قافلہ کے ساتھ ایک امیرالحج مقرر ہوتا تھا۔ خانہ بدوش قبائل کی نگرانی کیلئے ایک ''امیرالعرب،، متعین تھا۔

Marfat.com

عدل کا محکمہ نہایت اہم سمجھا جاتا تھا جو بغداد کے قاضی القضاۃ کے ماتحت تھا۔ اس محکمہ کی آخری اپیل محکمہ "الدیوان عن نظرفی المظالم" میں ہوتی تھی جسکی صدارت خود خلیفہ یا سلطان کیا کرتا تھا۔ مگر باقاعدہ ہائی کورٹ پہلے پہل سلطان نورالدین محمود زنگی نے قایم کی، جسے "دارالعدل" کہا گیا۔

صنعت و حرفت

سلطنت کی معدنیات سے بھی فائدہ اُٹھایا جاتا تھا۔ اس زمانے میں لوہا خراسان کی کانوں سے حاصل کیا جاتا تھا، سیسہ اور چاندی کرمان کی کانوں سے، سنگ مر مر اور چینی مٹی تبریز سے اور نمک اور گندھک شمالی ایران سے۔ بصرہ میں شیشہ اور صابن کی صنعت ترقی پر تھی۔ خلیفہ معتصم نے متعدد کارخانے قائم کئیے تھے جنکی خاطر مصر سے کاریگر منگائے گئے تھے - زری، ریشم اور قالین سازی وغیرہ کا کام ایرانی شہروں میں ہوتا تھا - دراصل ایران، عراق اورشام کے ممالک اسلامی صنعت و حرفت کے مرکز تھے۔ کوفہ کا ریشم، خزستان کا سوتی کپڑا، تسطر اور کورکب کے قالین اور سوس کی ساٹن تمام دنیا میں مشہور تھی۔ سوسن گرد اونی اور دیگر مختلف قسم کے گرم اور روئی دار کپڑوں کی ساخت کے لئے معروف تھا - خراسان کے کمبل قزرون کی ململ، شامی آئنہ اور دھات کے برتن مشہور تھے۔ اھواز اور فارس کے علاقے شکر سازی کے لئے مخصوص تھے -

ذرایع آمدنی

سلطنت عباسیہ کے ذرایع آمدنی حسب تھے :- ارضی مالگزاری، عشر، زکٰوۃ، صدقات، کانوں اور چراگاھوں کی آمدنی کا پانچواں حصہ، جزیہ، چنگی، نمک اور مچھلی پر ٹیکس، بازار ٹیکس، کارخانوں پر ٹیکس، سواریوں اور اسباب نشاط پر ٹیکس اور

Marfat.com

درآمد پر ٹیکس۔ مالگزاری ⅖ تھی، جو تین حصوں میں منقسم تھی، محاسبہ، مقاسمہ اور مقاطعہ ۔ عربوں کا مالی سال ایرانی شمسی سال کے مطابق تھا، کیونکہ قمری سال سے موسموں کا حساب ٹھیک نہیں بیٹھتا تھا ۔ چنانچہ ملک شاہ سلجوقی نے یہ سال ۲۱ مارچ سے شروع کیا تھا ۔ سلطنت عباسیہ کے زمانے میں زراعت کی ترقی، تجارت، صنعت و حرفت کے فروغ، اور رعایا کی خوشحالی کے باعث آمدنی وافر تھی۔ ہارون رشید کے زمانے میں سلطنت کی آمدنی ۲۷ کروڑ ۲۰ لاکھ درہم اور ۴۵ لاکھ دینا، سالانہ تھی۔ مامون الرشید کا روزانہ خرچ چھ ہزار دینار تھا ۔

قلعہ جات

شمالی بازنطینی سرحد کی زبردست قلعہ بندی کی گئی تھی، جہاں طرسوس، ادانہ، مسیسیہ، مرائش، ملاشیا، حدات، زبطرہ، اور لاوڈیشیا میں حفاظتی افواج متعین کی گئی تھیں۔ ملکہ زبیدہ نے اسکندرون کی دو بارہ تعمیر کی تھی۔ یونانی بازنطینی حملہ آوروں اور کردوں اور ارمنیوں سے محفوظ رکھنے کیلئے سلیسیا 'فریجیا، کپادوسیہ، جارجیا، آرمینیا اور ماوراءلنہر وغیرہ سرحد ی علاقوں کو قلعہ بند کیا گیا تھا اور پورے پورے قبائل دور دراز مقامات سے لا کر یہاں بسائے گئے تھے۔ ایشیائے کوچک کا چپہ چپہ صدیوں کی مسلسل جنگ و خوں ریزی کے باعث انسانی خون سے سینچا ہوا ہے۔

اصطلاحات

اس زمانے میں ''السیفیہ،، کی اصطلاح سرحدی یورش کے لئے استعمال ہوتی تھی جو سالانہ تھی۔ ''رباط،، سرحدی قلعہ کو کہتے تھے۔ ''مرتضیکیہ،، مستقل باقاعدہ فوج کا نام تھا۔ اور ''متناویہ،، والنٹیر فوج کا۔ پیدل فوج ''حربیہ،، کہلاتی تھی۔ اور تیر انداز ''رامیہ،،۔ آگ لگانیوالی فوج ''نفاتین،، کے نام سے

Marfat.com

پکاری جاتی تھی۔ دس ہزار فوج کا سردار ''امیر،، کہلاتا تھا۔ آسکے نیچے ایک ہزار کا افسر ''قائد،، تھا، سو سپاھیوں پر ''نقیب،، مامور تھا۔ اور دس سپاھیوں کا ذمہ دار ''عارف،، کہلاتا تھا۔ فوج کی وردی ھلکی خاکی رنگ کی ھوتی تھی۔ عرب لوگ تلوار کندھے پر لٹکاتے تھے اور ایرانی کمر سے باندھتے تھے۔ خلیفه یا سلطان کی باڈی گارڈ فوج ''الرجال المسافیات،، کہلتی تھی۔ اور محل کی محافظ فوج ''المنوات،،۔ عباسی خلفاء کے ایڈی کانگ ''الغلمان الحجاریه،، کے نام سے موسوم تھے۔ فاطمی خلفاء کے یہاں انھیں ''سبیان ألحجار،، کہا جاتا تھا۔ انجینیر ''منجنیقین،، کہلاتے تھے۔ چیف انجینیر کا لقب ''امیرالمنجنیقین،، تھا۔ یعقوب بن صابر المنجنیقی عہد عباسیه کا نہایت مشہور انجینیر ھوا ھے، وہ ''عمدۃ المسالک فی سیاست الممالک،، کا مصنف تھا۔ سلطنت عباسیه کے تمام بڑے شہروں میں ''دارالشفا،، اور ''دارالصنع،، موجود تھے۔ مئوخرالذکر ھی سے انگریز لفظ ''آرسینل،، بنا ھے۔ باقاعدہ مستقل فوج کا مجموعی نام ''جند،، تھا۔

سلطنت عباسیه میں ھر جگه جاگیردارانه نظام قائم تھا، جو سلاجقه سلاطین کے ماتحت عسکری ترقی کے باعث زیادہ زور پکڑ گیا۔ حکمران سلطان کا خاندان اور دیگر طاقتور ترک امراء مختلف شہروں اور علاقوں پر قابض تھے۔ تمام عراق ترک اور تاتاری جاگیر بن گیا تھا جسمیں عربوں کا حصه برائے نام تھا۔

عسکری طاقت

خلیفه منصور عباسی کے عہد میں اسلامی عساکر تین حصوں میں منقسم تھیں :-

(۱) مضاری (۲) ھمیاری، اور (۳) ایرانی—

خلیفه معتصم نے اسمیں ایک اور حصه کا اضافه کیا، جو

Marfat.com

ترکمانوں اور افریقیوں پر مشتمل تھا۔ اسلامی فوج کی ترتیب لڑائی کے وقت اسطرح ہوتی تھی :—

پہلے ہراول فوج، جسے ”طالیہ“ کہا جاتا تھا، پھر ”قلب“، یعنی وسطی فوج، ”میسرہ“ یعنی دائیں ہاتھ کی فوج، اور ”میمنہ“ یعنی بائیں جانب کی فوج، اور سب سے پیچھے ”ساکیہ“۔ اسلامی لشکر پیدل فوج، سوار فوج، تیرانداز اور منجنیقی چار قسم کے جنگ آزماؤں پر مبنی تھا۔تیر اندازوں کا رسالہ بھی ہوتا تھا، جو صبارفتار اونٹنیوں پر سوار ہوتا تھا۔ قادر اندازی، حوصلہ مندی، ثبات حواس اور جرأت و بسالت کے لئے عرب سپاہی ضرب المثل تھے۔ اور اپنے ہمسایہ ممالک کے بالمقابل ان عسکری خصایص کے باعث ممتاز و ممیز تھے۔ غالباً تیرھویں صدی عیسوی کے وسط میں عربوں نے لڑائی میں بارود کا استعمال متعارف کیا، اور مشہور سلطان بیبرس نے اسکے ذریعہ سے ”عین جالوت“ کی جنگ میں وحشی تاتاریوں کو سخت شکست دی۔ عرب ملاح جہازرانی اور بحری جنگوں میں بھی ماہر تھے۔ انھوں نے ۲۸ ہجری ہی میں جزیرۂ قبرص فتح کرلیا تھا اور ۳۴ ہجری میں مصری گورنر نے دوسو جہازوں کی مدد سے بازنطینی بحری فوج کو سخت شکست دی تھی۔ شام و مصر کے تقریباً تمام بندرگاہوں، خصوصاً آبلہ اور بوشہر کے مقامات، پر جہاز سازی کے کارخانے قائم تھے۔ ہر بندرگاہ کے سامنے سمندر میں روشنی کا مینارہ ہوتا تھا، جسے ”خشاب“ کہتے تھے۔ جہاز کا کپتان ”قاید“ یا ”مقدم“ کہلاتا تھا۔ بحری بیڑے کا رئیس ”امیرالماء“ یا ”امیرالبحر“ کہلاتا تھا، جو انگریزی 'ایڈمرل' کا ماخذ ہے*

سلطنت عباسیہ میں جگہ جگہ ہسپتال اور دارالشفا قایم تھے جن کا حاکم ”دبیر“ کہلاتا تھا۔ خلیفہ مکتفی کے زمانے میں مشہور عالم طبیب ابو بکر الرازی اس منصب پر فائز تھا۔ حکیم رازی کا انتقال ۹۲۳ء میں ہوا۔

---

* ”عربوں کی مختصر تاریخ“ (انگریزی) صفحات ۲۰۴-۲۰۳

جامع العلوم

"نظامیہ کالج" کی بنیاد نظام الملک نے بغداد میں ۱۰۷۶ء میں ڈالی تھی، اور خلیفہ المستنصر باللہ نے اپنا "مستنصریہ کالج" ۶۲۳ھ (۱۲۲۶ء) میں قایم کیا تھا۔ نظام الملک نے ھرات اور نیشاپور میں بھی نظامیہ کالج کھولے تھے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیت المقدس میں "ناصریہ" کے نام سے ایک کالج قایم کیا تھا۔ ایسے کالج دمشق میں کئی تھے، مثلاً "رواحیہ"، اور "مدرستہ الستہ الشام"، جس کی بنیاد صلاح الدین اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بہن نے ڈالی تھی۔ علاوہ ازیں موصل میں "نوریہ"، "عزیہ"، "زینیہ"، "وفیصہ" اور "علیہ" نامی کلیے تھے۔

خواتین

عورتوں کے پردے میں رہنے اور حرم سرا کا رواج خلیفہ قادر باللہ کے عہد سے شروع ہوا۔ اس سے پیشتر عرب خواتین مردوں کے دوش بدوش، سفر و حضر، جلوت و خلوت، رزم و بزم میں ہمیشہ برابر کی شریک و سہیم نظر آتی تھیں۔ خلیفہ منصور عباسی کی دو عمزاد بہنیں اپنے بھائی کی لشکر کشی میں بازنطینی یونانی عیسائیوں کے خلاف ہمیشہ سرگرم پیکار رہتی تھیں۔ خلیفہ ھارون الرشید کی فوج کے ساتھ بھی بہادر عرب خواتین اپنے مرد اعزا کے دوش بدوش کفار کے خلاف معرکوں میں حصہ لیتی تھیں۔ عرب خواتین مشہور شہسوار و قادر انداز تھیں۔ وہ زرہ و بکتر و خود میں آراستہ و مسلح ہوکر شمشیرزنی کرتیں اور اسلامی لشکر کے دستوں کی کمان کرتی تھیں۔ خلیفہ مقتدر کی ماں اپنے عہد کی زبردست مدبر خاتون ہوئی ہے۔ وہ ملک کی آخری عدالت کی صدارت کرتی اور اپیلیں سنا کرتی تھی۔ خلیفہ متوکل کے زمانے تک عرب خواتین کی یہ آزاد زندگی قایم رہی۔ خلفاء ھارون الرشید و مامون الرشید کے زمانے اس باب میں مخصوص و ممتاز تھے۔

Marfat.com

ملکہ زبیدہ اپنے عہد کی نہایت لائق خاتون اور عمدہ عرب شاعرہ تھی ۔ ملکہ بوران کا ذکر پیشتر ہو چکا ہے ۔ خلیفہ معتصم کے زمانے میں ایک نہایت مشہور شاعرہ و پاکباز مغنیہ عبیدہ نامی تھی ، جو اپنے حسن و جمال ، فضل و کمال و عفت مآبی کیلئے معروف تھی ۔ خلیفہ متوکل کے عہد کی مشہور عرب شاعرہ فضل نامی تھی ۔ مشہور مقننہ و فقیہہ خاتون شیخہ شہدہ نامی ، جو چھٹی صدی ھجری میں گذری ہے ، بغداد میں تاریخ ، ثقافت و ادب پر لکچر دیا کرتی تھی ۔ چھٹی صدی ھجری کے وسط اور بارھویں صدی عیسوی کے آغاز میں زینب اُم الموید نامی عرب خاتون اپنے زمانے کی زبردست محدثہ و فقیہہ ہوئی ہے ۔ وہ ۵۲۴ھ مطابق (۱۱۳۰ء) میں پیدا اور ۶۱۵ھ مطابق (۱۲۱۸ء) میں فوت ہوئی تھی ۔ سلطان صلاح الدین اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں تقیہ بنت ابو الفرج نامی مشہور عرب شاعرہ اور حدیث ، قانون و فقہ کی عالمہ تھی ۔ خلیفہ ھارون‌الرشید کی سوتیلی بہن شہزادی علیہ نامی علم موسیقی کی بڑی ماہر تھی ۔ خلیفہ واثق خود اپنے عہد کا ماہر شعر و موسیقی ہوا ہے ۔

اشغال دلچسپی

عربوں میں نبیذ کا ، جو کھجور یا کشمش سے تیار کی جاتی تھی ، استعمال عام تھا ، اور بعض تو شراب سے بھی محترز نہ تھے ۔ میخواری کی ان محفلوں میں وزراء ، قاضی اور فقیہہ تک حصہ لیا کرتے تھے ۔ قہوہ کی دریافت ۶۵۶ھ میں ایک صوفی شیخ عمر نامی نے ، جو موخا کے قریب مقیم تھے ، کی تھی ، لیکن اس کا عام استعمال آٹھویں صدی ھجری سے شروع ہوا ۔ شطرنج ، تیر اندازی ، شکار ، چوگان (پولو) ، سلجان (ھاکی) ، جرید (بھالا پھینکنا) ، گھوڑ دوڑ ، کشتی ، لب الکرہ (ٹینس) اور رقص وغیرہ عربوں کی خاص دلچسپی کے اشغال تھے ۔ خلفاء ھارون الرشید و مامون الرشید ، سلطان ملک شاہ سلجوق ، سلطان نور الدین محمود

Marfat.com

زنگی ، نجم الدین ایوب اور سلطان صلاح الدین اعظم وغیرہ چوگان (پولو) کے مشہور کھلاڑی ہوئے ہیں۔

علوم وفنون

عہد عباسیہ علوم و فنون، ادب و سائنس، صنعت و حرفت کی ترقی کے ساتھ ساتھ مذہبی مناظروں اور فلسفہ و علم الکلام کے مباحثوں کا گہوارہ تھا۔ معتزلی و اشعری عقاید کے تصادم عام و شدید تھے۔

دور عباسیہ کے طویل زمانے میں بے شمار علماء و فضلا نے علوم و فنون، اورسائنس کے ہر شعبہ یعنی قواعدزبان، ادب، عروض، علم الالسنہ، فن شعر، جغرافیہ، سیاحت اور تاریخ پر قابل قدر کتابیں لکھیں ۔ آنھوں نے سوانح نگاری اور لغت پر قاموسی تصانیف مرتب کیں اور سائنس اور فلسفہ پر سیر حاصل مقالے لکھے۔ آٹھویں اور تیرھویں صدی کے درمیان عربوں نے علم طبیعیات، علم الکیمیا، علم نباتات، علم طبقات الارض اور دیگر علوم پر تحقیقاتی کتب تحریر کیں۔ کوفہ کا ابو موسیٰ جعفر (جسے عیسائی مصنف ''گبر،، لکھتے ہیں) جدید علم الکیمیا کا ابوالآبا تھا۔ طب اور جراحی اور دواسازی کے فن میں عربوں کا کوئی قوم مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔ علم نباتات اور جڑی بوٹی کےعلم کی ترقی کیلئے بغداد اور دیگر مقامات پر بڑے بڑے باغات موجود تھے۔ مسلم بن حمیر (۸۴۵ء)، ابن خردادبہ (خلیفہ معتضد کے عہد میں موجود تھا۔ متوفی ۹۱۲ء)، جعفر بن احمدالمروزی (مرو کا باشندہ)، ابن فضلان، جیہانی، مسعودی، الاصطخری (۹۵۱ء)، ابن حوقل (متوفی ۹۷٦ء)، ابو ریحان محمد بن احمد البیرونی (متوفی در غزنی ۱۰۳۸ء)، یاقوت (''معجم البلدان،، کا مصنف، پیدائش ۱۱۷۵ء وفات ۱۲۲۹ء)، البقری، ابو عبید عبداللہ (ھسپانیہ کا باشندہ متوفی ۱۰۹۴ء)، المقدسی اور ادریسی (متوفی ۱۱٦۴ء) مشہور سیاح اور جغرافیین تھے۔

Marfat.com

شعراء

عرب شعراء میں، ابونواس (جو ۷٦۳ء میں پیدا ہوا تھا) خلیفہ امین الرشید کے زمانے میں موجود تھا، اور قبل از اسلام کے زبردست عرب شاعر امراء القیس کے مثل سمجھا جاتا ہے۔ شاعر عتبی (متوفی ۸۴۲ء) اور ابو تمام حبیب (متوفی ۸۴۵ء) کا زمانہ ابونواس کے بعد آیا۔ البحتری نویں صدی عیسوی میں گذرا ہے۔ متنبی نہایت مشہور شاعر گذرا ہے۔ وہ ڈاکوؤں سے لڑ کر ۹٦۵ء میں جاں بحق ہوا تھا۔ موصل کا ایک ہمدانی امیر سیف الدولہ اسکا مربی تھا۔ انکے علاوہ شاعرالنامی حلب میں ۱۰۰۸ء میں فوت ہوا۔

اس عہد کے ایرانی شعراء میں زیادہ مشہور دقیقی اور فردوسی تھے۔ جو سلطان محمود غزنوی رحمت اللہ علیہ کے زمانے میں ہوئے۔ عنصری سلطان مسعود غزنوی کے دور میں، انوری سلطان سنجر کے دربار میں، فریدالدین عطار، جو تاتاریوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے، جلال الدین رومی رحمت اللہ علیہ سلطان علاؤالدین شاہ قونیہ کی زیر سرپرستی اور حکیم سنائی سلطان ابراہیم غزنوی کے ماتحت تھے۔

کتابت

عربی کتابت کا آغاز قبیلہ قریش میں قبل از اسلام ہو چکا تھا۔ اسکا بانی مرامیر بن مراسا باشندہ انبار (متصل ھیرا) کہا جاتا ہے۔ انبار سے یہ فن ھیرا پہنچا۔ امیر معاویہ کے والد ابو سفیان کے باپ حرب نے یہ فن بنی منذر کے دارالحکومت میں اسلم بن سدرہ سے سیکھا تھا اور پھر حرب نے اسے اہالیان مکہ میں متعارف کیا۔ یمن کے حمیاری قبائل کا رسم الخط جداگانہ تھا جسے وہ ''المسند'' کہتے تھے۔ حکومت اموی کے آخر زمانے میں کوفی طرز تحریر کی زیادہ مشہور شق ''نسخ'' واقع تھی۔ اس کوفی کتابت کی اصلاح دو عرب ادیبوں ابن مقلہ اور بواب

اور ابو طالب المبارک نے چوتھی اور پانچویں صدی ھجری مطابق آخری دسویں اور ابتدائی گیارھویں صدی عیسوی میں کی۔ سلطان صلاح الدین اعظم رحمت اللہ علیہ کے زمانے میں نسخی طرز سے ایک بڑا مدور طرز تحریر رایج ھوا تھا جسے ''ثلث،، کہا جاتا تھا، اور جو ایران کی نستعلیق سے ملتا جلتا تھا۔

مذھبی فرقے

عہد عباسیہ میں بہت سے مذھبی فرقے پیدا ھوگئے، مگر سرکاری مذھب ''حنفیت،، ھی رھا جسے اُس زمانے میں ''اشعریت،، کہا جاتا تھا۔ مذھب ''اشعریت،، کے بانی امام ابوالحسن الاشعری رحمت اللہ علیہ تھے جو بغداد میں ۳۳۱ھ یا ۳۴۰ھ (مطابق ۹۴۱ء یا ۹۵۲ء) میں فوت ھوئے۔ مگر حنفیت پر حنبلیت کا زیادہ غلبہ رھا، جو نہایت سخت گیر تھا۔ ''شافعیت،، بھی ترقی کرتی رھی۔ شامی شہروں اور قصبوں میں اور فونیقیہ کے ساحلی مقامات پر ''شیعیت،، کا اثر تھا۔ چوتھی صدی ھجری مطابق دسوین صدی عیسوی میں ایک فرقہ رونما ھوا جسنے مذھب کو فلسفہ کے چربے پر ڈھالنا چاھا۔ اسے ''معتزلہ،، کہا گیا۔ یہ فرقہ دراصل مسعودی اور زمخشری جیسے مفکرین اور الکندی اور الفارابی جیسے فلسفیوں کی تصانیف کے باعث وجود میں آیا۔ ایک اورمذھبی شیعی فرقہ ''اخوان الصفا،، نامی بصرے میں وجود میں آیا۔ اس جماعت کا سردار زید بن رفاعہ تھا۔ اسکے ''رسائل،، مشہور ھیں جنمیں علم الحساب، ھیئت، طبعی جغرافیہ، موسیقی، میکانکس، علم موجودات الارض، علم الکیمیا، علم اجرام فلکی، علم طبقات الارض، علم تشریح الاعضاء، طب، نباتات، جمادات، منطق، علم الالسنہ و قواعد زبان، علم مابعدالطبیعیات، علم الاخلاق وغیرہ جملہ علوم پر خامہ فرسائی کی گئی ھے۔

عہد عباسیہ کے آلات موسیقی میں مضمار، شبابہ (بانسری نما)، رباب (ایک قسم کا ستار)، بربط، قانون، عود، طنبور، اور زمور

Marfat.com

زیادہ مستعمل تھے *

عہد وسطیٰ میں صلیبی جنگوں کے باعث جب یورپی اقوام کو مسلمانوں سے ملنے کا موقع ملا تو انہوں نے اسلامی تہذیب و تمدن کا قریب سے مشاہدہ کیا اور اسطرح انہیں اپنی جہالت و بر بریت کا صحیح اندازہ ہوا۔ علاوہ ازیں یورپی طلبا نے مسلمان عرب اساتذہ کے سامنے، اسلامی یونیورسٹیوں میں، زانوئے ادب تہ کیا اور اسطرح یوروپ میں علوم و فنون، تہذیب و تمدن کی شمع روشن ہوئی۔

میسو پٹیمیا کے اکثر صوبوں کی عام زبان اسلامی فتوحات سے پیشتر ارامی تھی۔ ایشیائے کوچک کے یونانی صوبے مسلمانوں کے ہاتھ میں مکمل طور پر سلجوقی فتوحات کے باعث آخر پانچویں صدی ھجری مطابق گیارھویں صدی عیسوی میں آئے تھے۔

---

* ''عربوں کی مختصر تاریخ'' صفحات ۴۴۹ — ۴۷۲

نوٹ: اس کتاب کے ابتدائی آٹھ ابواب میں سیٹن لایڈ کی مشہور تصنیف ''ٹوئن روورز'' (لندن ۱۹۴۷ء) سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اسکے متعلقہ صفحات ایک سے لیکر ۱۶۰ ھیں۔

Marfat.com

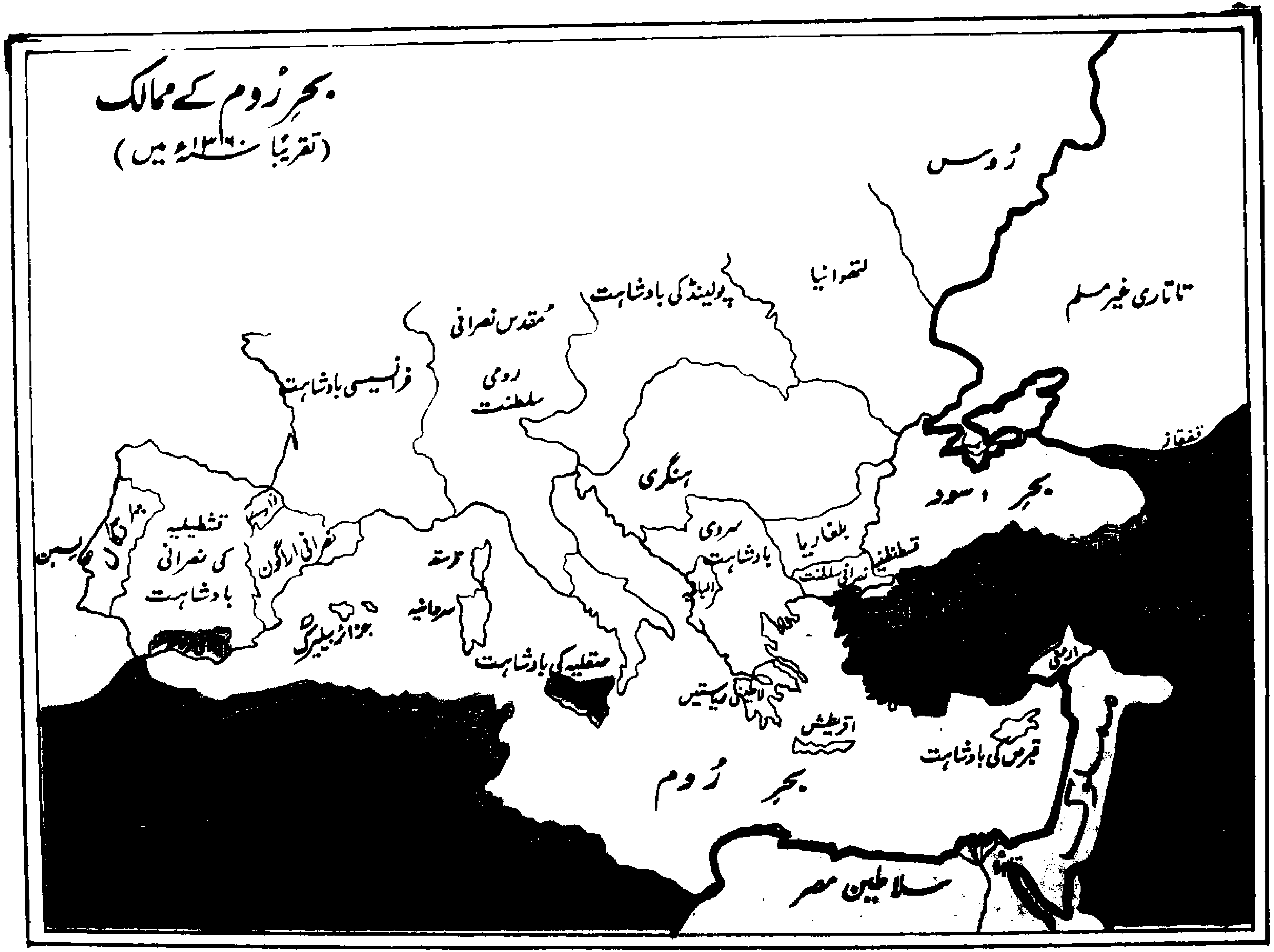

بحر روم کے ممالک
(تقریباً ۱۳۰۰ء میں)
روس
تاتاری غیر مسلم
لتھوانیا
پولینڈ کی بادشاہت
مقدس نصرانی
رومی
سلطنت
فرانسیسی بادشاہت
ہنگری
قفقاز
بحر اسود
بلغاریا
سروی
بادشاہت
قسطنطنیہ
نصرانی سلطنت
البانیہ
تشلیبیہ
کی نصرانی
بادشاہت
پرتگال
لزبن
نصرانی اراگون
کورسیکا
سردانیہ
جزائر بیلیرک
صقلیہ کی بادشاہت
لاطینی ریاستیں
اقریطش
قبرص کی بادشاہت
ارمنی
بحر روم
سلاطین مصر

Marfat.com

تیسرا باب

عراق کا دور انتشار

(۱۱)

تاتاری، صفوی ایرانی اور عثمانی ترک

۱۲۵۸ء — ۱۹۰۰ء
۶۵۶ھ — ۱۳۱۶ھ

اپنی عالمگیر فتوحات و منتہائے عروج کے بعد عرب سلطنت جلد زوال پذیر ہوگئی - پھر بھی اس سیلاب کا ٹھہراؤ کئی صدیوں تک قایم رہا اور اس دوران میں اس کے مد و جزر نے یورپ اور ایشیا کے نسلی نظام کو بدل ڈالا۔ جونہی کہ لشکر کشی و ملک گیری کا زمانہ ختم ہوا اور اسلامی پرچم لپیٹ کر رکھے گئے، نظام حکومت کی ذمہ داری غیر عرب مسلمانوں نے عربوں کے ہاتھ سے لینی شروع کر دی - خلافت عباسیہ کے زوال کے بعد عالمگیر اسلامی طاقت کی شمع کی لو تھر تھرانے لگی اور اس کے بعد دو صدیوں کے دوران میں وہ نہایت دھیمی پڑ گئی - عثمانی ترکوں کے عہد میں اس طاقت میں از سر نو تازگی پیدا ہوئی، لیکن ملک عرب سے اس کا تعلق اب محض مذہبی و روحانی رہ گیا تھا - اور الف لیلہ کا شہر بغداد دارالاسلام نہ رہا تھا -

عراق میں مرکزی اسلامی سلطنت کے زوال کو بتدریج تین صدیاں درکار ہوئیں - بارھویں صدی عیسوی کے اختتام پر بھی عراق ویسا ھی زرخیز و شاداب ملک تھا جیسا کہ وہ حمورابی اور ھردوط کے زمانوں میں تھا - اس کے آباد و بارونق شہر علم و روشن خیالی کے مرکز تھے، اس کی شاہ راہیں مسافروں

Marfat.com

اور راہ گیروں کے لئے بے خطر تھیں، اس کے کاشتکار خوشحال و مطمئن تھے اور اس کے دونوں بڑے دریاؤں کا پانی لاکھوں نہروں میں تقسیم ہوکر آبپاشی کا زبردست ذریعہ تھا۔ اس طرح تمام عراق گویا ایک عظیم الشان چمن یا مرغزار بنا ہوا تھا۔ لیکن تین صدیوں کے بعد اسلامی دنیا کا یہ کھلیان اجڑ گیا اور اس کی حیثیت جدید عثمانی ترکی حکومت کے ایک مفلوک الحال، افلاس زدہ اور بے وقعت سرحدی صوبے کی ہوکر رہ گئی۔

اس زمانے کو جو ہلاکو کے قبضۂ بغداد اور ترکی سلطان سلیمان اعظم کے فتح بغداد کے درمیان گذرا، چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:- (۱) اسی (۸۰) سال تک بغداد الخانی شہنشاہوں کے قبضے میں رہا۔ (۲) مزید ستر سال تک وہ آسی سلطنت کے دیگر حکمرانوں کے ہاتھ میں رہا۔ (۳) ازاں بعد وہ نیم مہذب ترکمانوں کی دو نسلوں کے تسلط میں رہا اور (۴) آخر میں اس پر ایرانیوں نے غلبہ کر لیا۔

ہلاکو کے نیم وحشی تاتاریوں نے عراق خوشحالی کو جو مستقل صدمہ پہنچایا وہ عراق کے قدیم و مکمل طریق آبیاری و آبپاشی کو برباد کرنا تھا۔ آبپاشی کے بغیر عراق بہت جلد ویران و غیر آباد ہوگیا اور آج تک اسی سبب سے اس کی زرخیزی مفقود ہے۔ ہلاکو کی تباہ کاریوں سے جو بچا کھچا تھا اسے تیمور لنگ کے تاتاری یلغار نے صاف کر دیا اور عراق قطعی نیم جاں حالت میں سسکتا ہوا چھوڑ دیا گیا۔ ۱۳۹۳ء مطابق ۷۹۳ ھجری میں تیمور نے بغداد کو فتح یعنی برباد کیا۔ ہزاروں بیگناہ تاتاریوں کی بربریت کی نذر ہو گئے اور بے شمار مساجد، خانقاہیں، شفاخانے، مدارس و عمارات منہدم کر دی گئیں۔ تیمور کے بعد جس فاتح نے عراق کو فتح کیا وہ (سیاہ بھیڑ کی) ترکمانی بادشاہت کا حکمران قرایوسف نامی تھا، جسکا علاقہ اناطولیا میں وان پر واقع تھا۔ مگر اسکے بعد ہی ایک اور رقیب (سفید بھیڑ کی) ترکمان نسل نے عراق کو بزور شمشیر زیر نگیں کر لیا، جس کی حکومت کا صدر مقام دیاربکر

تھا ۔ اس ترکمانی حکومت کا خاتمہ ایرانی شہنشاہ شیخ صفی کے جنرل لالہ حسین نے کیا اور عراق ایرانی سلطنت کے ماتحت آ گیا۔ ہر چند کہ عراق میں ترکمانی حکومت کا زمانہ کم رہا مگر اسکا مستقل اثر ترکمانی آبادیوں کی شکل میں باقی رہ گیا جو آج تک تیل انار اور کرکک کے علاقوں میں موجود ھیں۔

عراقی قوم مسلسل بدامنی، افلاس اور غیر مختتم غارتگری سے اس قدر عاجز آگئی تھی کہ اس نے ایک طاقتور ایرانی حکومت کا خیر مقدم کیا اور لالہ حسین کو بغداد میں خوش آمدید کہا ۔ ایران میں جدید صفوی نسل کی حکومت کا بانی شاہ اسمعیل ساتویں شیعی امام کی اولاد میں تھا ۔ اسطرح ڈھائی سو سال کی نیم وحشی حکومت کے ماتحت رھنے کے بعد عراق دوبارہ اسلامی نظام میں منسلک ھوا ۔ صفوی سلطنت کا آغاز دراصل ایرانی قومیت و مذھب کا احیا تھا ۔ اسی سلطنت نے جدید ایران کو پیدا کیا ۔ اس کی بنیاد غالی شیعیت پر رکھی گئی تھی ۔ یہ عظیم الشان سلطنت نو نسلوں تک قایم رھی ۔ اگر ایک ھی زمانے میں صفوی اور عثمانی ترکی سلطنتیں واقع نہ ھوئی ھوتیں تو عراق غالباً آج تک ایرانی حکومت کے ماتحت ھوتا ۔

عراق کے فتح ھوتے ھی شاہ اسمعیل بغداد پہنچا ، جہاں اس نے متعدد سنی بزرگوں کے مزارات کو شہید کروایا اور بااثر سنی رہنماؤں کو بے گناہ مروا ڈالا۔ وہ نجف اور کربلا کی زیارت کر کے اور ابراھیم خاں کو عراق کا گورنر مقرر کر کے واپس ایران چلا گیا ۔ صفوی حکومت کے ماتحت سنی عراق روز بروز شیعہ ھوتا چلا گیا ۔ یہی وجہ ھے کہ آج عراق میں، ایران کی طرح، شیعیت کا غلبہ ھے۔ مگر صفوی حکومت عراق میں کبھی مضبوط نہ رھی ۔ اور عثمانی ترکوں نے، یورپ میں مضبوطی سے اپنے قدم جما چکنے کے بعد، عراق کی طرف توجہ کی، کیونکہ ایک تو اپنے پڑوس میں انہیں صفویوں کی انتہائی متعصب شیعی حکومت یوں بھی گوارا نہ تھی، دوسرے بغداد

Marfat.com

پر قبضہ کرتے ہی شیعی بادشاہ اور اس کے حکام نے جو مظالم بے گناہ سنیوں پر کئے ان سے ترک مزید مشتعل ہوگئے ۔

سلطان سلیمان نے پہلے تو شمالی ایران کی سرحد پر ترکی افواج کا مظاہرہ کیا اور پھر کردستان کے دشوار گذار راستے سے جنوب کی طرف اپنے وزیر ابراھم پاشا سے ملنے کے لئے روانہ ہوا ، جو موصل پر حملہ کی تیاری کر رہا تھا ۔ اس لشکر کشی میں ترکوں کے پاس توپخانہ بھی تھا ۔ چونکہ بغداد کے اندر شیعہ اور سنی مخاصمت شدید تھی ، ایرانی گورنر بغداد ترکوں کی آمد کی خبر سنکر وہاں سے فرار ہوگیا اور خانقین میں ایرانی شاہ کی فوج سے جا ملا ۔ اس طرح ابراھیم پاشا نے بلا کسی مزاحمت کے بغداد پر قبضہ کرلیا ۔ دو روز کے بعد سلطان سلیمان بغداد میں داخل ہوا ۔ سلطان اور اس کے وزیر ابراھیم پاشا نے بغداد کے سنی اور شیعہ دونوں فرقوں کو راضی کرنے کی پوری کوشش کی ۔ سلطان سلیمان نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمت‌اللہ علیہ، حضرت شیخ معروف الکرخی رحمت‌اللہ علیہ اور کاظمین کے شیعی مزارات کی زیارت کی ۔ اس نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمت‌اللہ علیہ کی مسجد کو ،جسے ایرانی شیعوں نے شہید کر دیا تھا، دوبارہ تعمیر کروایا اور اس پر ایک زبردست گنبد بنوایا ۔ ترکی سلطان نے عراق کی شکستہ نہروں کی مرمت کروائی اور زراعت و تجارت کو فروغ دینے کی سعی کی ۔ اس کے بعد سلطان سلیمان بغداد میں پہلا ترکی گورنر مامور کرکے استنبول کو واپس چلا گیا ۔ اب عراق ایک ترکی صوبہ بن گیا ، اور اس کی یہ حیثیت ، ایک استثنأ کے ماسوا ، چار صدیوں تک قایم رہی ۔

اس طویل ترکی دور فرماں روائی کو ، سترھویں صدی عیسوی کے اوایل میں، ایرانی حکومت کے مختصر سے زمانۂ تسلط نے دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا ۔ ترکی حکومت کا پہلا دور نوے سال تک عراق میں قایم رہا ، جس کے دوران میں بیس

Marfat.com

ترکی پاشاؤں نے بغداد میں حکومت کی۔ ایرانی حکومت کے چند روزہ قیام کےبعد عراق پر ترکی تسلط کا دوسرا دور سلطان مراد کی فتح عراق سے شروع ہوا۔ اسی زمانے سے تہذیب مغربی عراق میں متعارف ہوئی شروع ہوئی۔ اب دارالاسلام بغداد سے استنبول کو منتقل ہوگیا تھا اور بغداد کی حیثیت ایک غیر معروف صوبائی مستقر کی رہ گئی تھی، جسکا اثر اب اطراف کے اضلاع پر بھی نہ رہا تھا۔ ترکی پاشا مقامی حکومت کا حاکم اعلیٰ تھا، قاضی محکمۂ عدل کا نگراں، اور دفتردار محصولات کا ذمہ دار۔ ان سب عہدوں پر ترک فایز تھے اور انکے اختیارات ترکی شاہی افواج (جنیسری لشکر) اور ایک مستقل مقامی جند کے ذریعہ سے عمل میں لائے جاتے تھے۔ ایک بے قاعدہ سا 'دیوان، یا دارالامراء' بھی بغداد میں قائم تھا جو ترکی حکومت کو انداز فرمانروائی میں مشورے دیا کرتا تھا۔ عراقی قبایل میں شیعی عنصر کافی تھا۔ شیعی قبایل اور شیعی مقامات مقدسہ (نجف اور کربلا، نیز کوفہ) کی آبادی ترکی حکومت کی ہمیشہ مزاحم رہی۔ سرکیشین خواجہ سرا یوسف پاشا کے زمانۂ گورنری میں کربلا کی شیعی آبادی نے بغاوت کی تھی۔ عراق میں ترکی حکومت کے پہلے دور میں نسطوری عیسائی فرقے کے دو حصے ہو گئے، جن میں سے ایک نے رومی پوپ کی روحانی قیادت تسلیم کرلی اور اسطرح کلدانی عیسائی فرقہ وجود میں آیا۔ اسپر رومی پوپ نے ''بابل کے بشپ،، کے نام سے ایک اسقف مقرر کیا۔

١٦٢١ء میں ایرانی شاہ عباس صفوی نے بغداد پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ ترکوں نے اپنے قبضۂ بغداد کے وقت وہاں کی شیعی آبادی کو خوش کرنے کی کوشش کی تھی، مگر ایرانیوں نے اپنے شدید تعصب مذہبی کا دوبارہ مظاہرہ کیا، جنہوں نے قلعۂ بغداد شہر کے غدار شیعوں کی سازش کے باعث بہ آسانی فتح کرلیا۔ ایرانی شیعی فوجیوں نے بغداد کی سنی آبادی کو تہ تیغ کرڈالا اور اس وقت تک جبکہ شاہ عباس، بغداد میں

Marfat.com

ایک ایرانی گورنر چھوڑ کے ، واپس ایران روانہ ہوا ، شہر میں عہد عباسیہ کی ایک عمارت بھی سلامت نہ رہی تھی - جتبی کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات تک کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی تھی - اس کے بعد ہی بغداد میں متعدد یوروپی سیاح وارد ہوئے تھے -

بدقسمتی سے عراق دو زبردست ہمسایہ سلطنتوں کے درمیان باعث نزاع بن گیا تھا- بغداد کی مادی قیمت اتنی نہ تھی جتنی کہ ان دونوں باہمدگر حریف سلطنتوں کی باہمی رقابت و ذاتی وقار کا مسئلہ تھا- پھر شاہ عباس نے جو غیر انسانی مظالم بغداد کے معصوم سنیوں پر روا رکھے تھے وہ ترکوں کو پکار پکار کے انتقام کی دعوت دے رہے تھے - پہلے تو کئی ترکی جنرلوں نے بغداد پر قبضہ کرنے کی ناکام کوششیں کیں - پھر ۱۶۳۸ء میں سلطان مراد چہارم استنبول سے فتح بغداد کی مہم پر روانہ ہوا- آدھے راستے تک پہنچکر ترکی عساکر نے حلب میں سولہ روز تک قیام کیا- مشہور فرانسیسی سیاح تیورنیر نے اس عظیم الشان ترکی لشکر کی روانگی کا تماشہ وہاں دیکھا تھا- پھر موصل کے مقام پر ایک ہندوستانی ایلچی نے سلطان مراد کی خدمت میں بیش بہا تحائف پیش کئے تھے - وہاں سے دریائے دجلہ کے ذریعہ سے ترکی توپ خانہ بغداد کی جانب روانہ کیا گیا تھا- سلطان کرکک ہو کر بغداد پہنچا - ایک ترکی سلطان کا عراق کی سرزمین میں یہ آخری داخلہ تھا - چالیس دن کے سخت محاصرے اور بڑے کشت و خون کے بعد ترکوں نے بغداد فتح کرلیا - سلطان مراد نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزار اور دیگر سنی مزارات و مساجد کو ، جنہیں شیعوں نے برباد کر دیا تھا ، از سر نو تعمیر کروایا اور بغداد کی فصیلوں کی مرمت کروائی - شاہ ایران اپنی سرحد پر سے بغداد کی فتح کی خبریں سنتا رہا اور ترکوں کے مقابلے کی جرأت نہ کرسکا- اس کے بعد سلطان مراد جنیسری

Marfat.com

افواج کے ایک البانی سردار حسن پاشا کوچک کو بغداد کا گورنر بنا کے واپس استنبول چلا گیا۔ اس کے بعد تیس ترکی گورنر یکے بعد دیگرے بغداد پر حکمران ہوئے۔ گورنر حسن پاشا نے بغداد میں سرکیشین ممالیک (غلاموں) کی حکومت کو متعارف کیا۔ اور اس زمانے سے استنبول سے ترکی گورنروں کا مقرر ہو کے عراق آنا مسدود ہوا۔ عراق میں ان مملوک گورنروں کی نسل نے مسلسل ایک سو تیس سال تک حکومت کی۔ بغداد کے یہ گورنر قطعی خود مختار و مطلق العنان تھے اور استنبول سے ان کا تعلق نہایت رسمی اور برائے نام تھا۔ ان مملوک گورنروں میں سب سے زیادہ طاقتور اور نیک نام گورنر حسن پاشا کا بیٹا احمد پاشا تھا۔

احمد پاشا نے بغداد میں چوبیس سال تک نہایت کامیابی کے ساتھ حکومت کی۔ اسنے تمام عراق کو زیر نگیں کر لیا تھا، جسکی حدود موجودہ عراق سے کہیں زیادہ وسیع تھیں۔ بصرے، موصل، کرکک اور مریدین تک کی ولایتیں اسکی حکومت میں شامل تھیں۔ احمد پاشا ہی نے بغداد میں مملوک حکومت کو تقویت دی۔ اسی نے اپنی زیر نگرانی سرکیشین غلاموں کی تعلیم وتربیت کا بندوبست کیا، جنکی اوایل عالم طفلی سے پرداخت کی جاتی تھی' اور جنھیں بعد ازاں حکومت کے مختلف شعبوں پر مامور کیا جاتا تھا۔ احمد پاشا کے باپ حسن پاشا نے ایک گرجستانی غلام سلیمان نامی کی اسی طرح پرورش کی تھی اور پھر اسے آزاد کردیا تھا۔ اسکی شادی احمد پاشا نے اپنی بیٹی عادلہ سے کردی تھی۔ احمد پاشا کے انتقال کے بعد یہی سلیمان "پاشا" کے لقب کے ساتھ بغداد کا پہلا مملوک گورنر ہوا۔

سلیمان پاشا نے بارہ سال تک اپنے خسر احمد پاشا کی طرح نہایت کامیابی و نیک نامی کے ساتھ بغداد میں گورنری کی۔ اسی کے زمانے میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے بصرے کے دفتر نے اپنی ایک شاخ "برطانی تجارتی ایجنسی" کے نام سے بغداد میں بڑی کھولی

Marfat.com

اور اسپر ایک انگریز کو مامور کیا۔ اس سلیمان پاشا کے بعد، اسی مملوک سلسلہ میں، اسکے دو اور ہمنام گورنر ہوئے یعنی سلیمان پاشا بیوک (اعظم) اور سلیمان پاشا کوچک (چھوٹا)۔ بیوک سلیمان کے عہد حکومت میں وہابیوں کو عروج ہوا۔ ایک نوجوان نجدی عرب محمد عبدالوہاب نامی نے بغداد اور دمشق میں تعلیم پائی تھی۔ اسنے نجد کو واپس جاکر وہابی فرقے کی بنیاد ڈالی، جسکا مقصد دنیائے اسلام کو عہد سعادت کی سادگی و مذہبی پاکیزگی کی طرف واپس لیجانا اور اسلامی زندگی میں سے عیش کوشی و ضلالت کو دور کرنا تھا۔ وہابی نقطۂ نظر سے شیعہ فرقہ سخت گمراہ تھا، جسنے عقیدۂ امامت کے توسل سے اسلام میں شرک و انسان پرستی کو رواج دیا تھا۔

عبدالوہاب کی تعلیمات عرب بدویوں میں بہت مقبول ہوئیں اور دیکھتے دیکھتے وہابی تحریک ایک خوفناک دھمکی کی صورت میں تبدیل ہوگئی۔ وہابی لشکر نے کربلائے معلیٰ پر چھاپہ مار کے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک کو نقصان پہنچایا اور اسکے اندر کے تمام قیمتی ساز و سامان کو لوٹ کر اسکی بے حرمتی کی۔ شاہ ایران اور سلطان ترکی دونوں اس خبر کو سنکر سخت متوحش ہوئے مگر اسوقت کوئی انتقام لینے کی ہمت نہ رکھتا تھا۔ کوچک سلیمان پاشا نے عراق میں انیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ اپنی گورنری کی ابتدا کی۔ اسکا کل زمانہ وہابی حملہ کے اعادے کے خوف و خطر ہی میں بسر ہوا۔ اسی کے دور حکومت میں انگریزوں کو بغداد میں عروج حاصل ہوا اور بغداد کا برطانی قونصل خانہ عراقی حکومت کے خلاف مستقل و مسلسل سازشوں کا مرکز بن گیا۔

آخری عراقی مملوک گورنر داؤد پاشا نے اپنا لڑکپن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمت اللہ علیہ کی خانقاہ کی درسگاہ میں بطور ایک مذہبی طالبعلم کے گزارا تھا۔ اسکے بعد اسنے قلم کو چھوڑ کر تلوار ہاتھ میں لی اور کردوں کو شکستوں پر شکستیں

Marfat.com

دیں۔ وہ مملوک سلسلے کا بہترین گورنر تھا۔ اُسے ایرانیوں کا بھی مقابلہ کرنا پڑا۔ فتح علی‌شاہ، والئی ایران، کربلائے معلیٰ کی تباھی و بیحرمتی کو بھولا نہ تھا اور وھابیوں کے خلاف حکومت بغداد کی بیچارگی پر سخت ناراض تھا۔چنانچہ اُسنے عراق پر حملہ کردیا اور بغداد تک جا پہنچا۔ مگر بغداد کی فصیلوں کے نیچے پہنچکر ایرانی لشکر میں ھیضہ کی وبا پھیل گئی اور اُسے وھاں سے واپس آنا پڑا۔ داؤد پاشا نے اس کا تعاقب کیا اور قزل رباط کے مقام پر اُس سے ایک نامکمل جھڑپ بھی ھوئی۔ داؤد پاشا کی مملوک فوج، توپخانہ اور قلعۂ بغداد کا نگراں اُسوقت ایک فرانسیسی فوجی ماھر تھا۔

سلطان محمود دویم نے تکلیف دہ جنیسری فوج کا خاتمہ کر کے ترکی افواج کو یوروپی طرز پر ترتیب دیا۔ اُسنے داؤد پاشا کو معزول کر کے عراق سے ممالیک کے مستقل تسلط کو مٹانا چاھا مگر داؤد پاشا نے پہلے تو سلطانی سفیر کو دھو کے سے مروا ڈالا اور جب اُسکا دوسرا جانشین علی رضا، مع ترکی فوج کے استنبول سے بغداد پہنچا تو اُسوقت عراق کی حالت سخت ابتر تھی ۱۸۳۱ء کے ابتدائی مہینوں میں بغداد میں سخت طاعون پھیلا۔ اسکے ساتھ ھی دجلہ میں سیلاب آیا جسنے تمام شہر بغداد کو تہ آب کردیا۔ ھزاروں انسان طاعون میں اور ڈوبکر مر گئے۔ سات ھزار سے زاید مکانات زمین پر گر گئے۔ اور جب یہ دونوں بلائیں کم ھوئیں تو ڈیڑھ لاکھ کی آبادی میں سے صرف پچاس ھزار نفوس باقی بچے تھے اور معدودے چند عمارات سلامت رہ گئی تھیں۔ اس زمانے میں داؤد پاشا خود طاعون کے مرض میں مبتلا رھا اُسکی دیکھ بھال کےلئے محل میں صرف ایک بڑھیا باقی رہ گئی تھی اور اُسے دونوں وقت کھانا ایک مچھیرے کی مہربانی سے میسر آ جایا کرتا تھا۔

ایسے عالم میں علی رضا اپنی ترکی فوج کے ساتھ بغداد میں نمودار ھوا۔ مگر داؤد پاشا نے اطاعت قبول نہ کی۔ جنگ ھوئی

Marfat.com

جسمیں ترکی فوج کے ایک حصہ کو مملوکوں نے کاٹ کے رکھدیا۔ مگر ''سرائے،، (مملوک محل) نذر آتش ہوگیا۔ آخر کار داؤد پاشہ نے ہار مان لی اور وہ بغداد کی حکومت علی رضا کو سونپ کر استنبول کو روانہ ہوگیا۔ سلطان ترکی نے نہ صرف آسکی جان بخشی کی بلکہ آسے مدینتہ‌النبوی صلے اللہ علیہ وسلم کا محافظ مقرر کردیا اور وہیں وہ فوت ہوا۔ لیکن بغداد میں علی رضا نے تمام ممالیک کو چن چن کر قتل کروادیا۔ ۱۸۶۹ء میں ترکی گورنر مدحت پاشا نے بغداد و عراق میں اصلاح حالات کی کوشش بلیغ کی۔ مگر انگریزوں کی پیہم مداخلت اور سازشوں نے ملک کی حالت سخت ابتر کردی۔ انھیں حالات میں عراق نے آنیسویں صدی عیسوی کو گذرتے اور بیسویں کو نمودار ہونے دیکھا۔*

---

* ۱۔ ''دی مڈل ایسٹ'' ۔ یوروپا پبلیکیشنز ۔ لندن ۔ ۱۹۴۸ء ۔ صفحات ۱۴۹ - ۱۵۶

۲۔ ''ٹوئن روورز'' از سیٹن لایڈ ۔ لندن ۔ ۱۹۴۷ء صفحات ۱۸۳-۲۰۲

Marfat.com

ہز مجسٹی شاہ فیصل ثانی
والئی عراق

Marfat.com

Marfat.com

چوتھا باب

(۱۲)

عراق کی آزادی

بیسویں صدی عیسوی

چودھویں صدی ھجری

	سن عیسوی	سن ھجری
۱ - احمد فیضی پاشا	۱۹۰۲	۱۳۱۸
۲ - عبدالوھاب پاشا	۱۹۰۲	۱۳۱۸
۳ - عبدالمجید آفندی		
۴ - حازم بے		
۵ - ناظم پاشا	۱۹۰۷	۱۳۲۳
۶ - محمد فضل پاشا داغستانی	۱۹۰۸	۱۳۲۴
۷ - نجم الدین پاشا		
۸ - محمد شوکت پاشا		
۹ - ناظم پاشا	۱۹۱۰	۱۳۲۷
۱۰ - یوسف پاشا	۱۹۱۱	۱۳۲۸
۱۱ - جمال پاشا		
۱۲ - زکی پاشا		
۱۳ - حسین جلال بے		
۱۴ - جواد پاشا	۱۹۱۴	۱۳۳۱

جنگ عظیم اول کا آغاز

۱۵ - ڈاکٹر رشید بے

Marfat.com

	سنه عیسوی	سنه هجری
١٦- سلیمان نازش بے		
١٧- نورالدین بے		
١٨- خلیل پاشا	١٩١٦	١٣٣٣
انگریزی اور هندوستانی افواج کا بغداد فتح کرنا	١٩١٧	١٣٣٤
بغداد میں برطانی کشوری نظام کا افتتاح	١٩١٩	١٣٣٦
بغاوت	١٩٢٠	١٣٣٨
١٩- شاہ فیصل اول — عراق بادشاهت کا قیام	١٩٢١	١٣٣٩
پہلے برطانی عراق صلحنامه کا نفاذ	١٩٢٤	١٣٤٣
دوسرا صلحنامه	١٩٢٦	١٣٤٥
تیسرا صلحنامه	١٩٢٧	١٣٤٦
برطانی انتداب کا خاتمه — مجلس اقوام میں عراق کا داخله	١٩٣٢	١٣٥٢
٢٠- شاہ غازی	١٩٣٣	١٣٥٣
٢١- شاہ فیصل ثانی—		
جنگ عظیم ثانی کا آغاز	١٩٣٩	١٣٥٩
رشید عالی گیلانی کی بغاوت	١٩٤١	١٣٦١
جنگ عظیم ثانی کا اختتام	١٩٤٥	١٣٦٥
یہودیوں کے خلاف فلسطینی جنگ میں شرکت	١٩٤٩	١٣٦٩

انیسویں صدی عیسوی سے مشرق دنیا مفلس و پس مانده اور مغربی دنیا دولت مند و ترقی یافته هوتی گئی - بیسویں صدی عیسوی کے آغاز سے هی مغربی علوم ، نظام حکومت ، سیاست و

Marfat.com

سائنس، تمدن و معاشرت عراق اور دیگر اسلامی ممالک پر چھا گئے۔ اس طرح اسلامی بین الاقوامی اخوت کے علی الرغم مغربی قوم پرستی عثمانی ترکی سلطنت میں قبول کر لی گئی، جسنے سلطنت مذکور کی بنیادیں ہلادیں اور مردہ عرب قومیت کو زندہ کر دیا۔ عراق میں مغربی سیاست و معاشرت تجارت کے پیچھے پیچھے داخل ہوئی۔ سترھویں صدی عیسوی میں خلیج ایران کی بحری تجارت کے اجارے دار تین یوروپی طاقتیں، برطانیہ، پرتگال اور ڈچ، تھیں۔ ترکوں کو اس سے کبھی دلچسپی نہ ہوئی۔ بصرے میں برطانی ایسٹ انڈیا کمپنی کی ایک ایجنسی کے کھل جانے سے برطانیہ کو عراق میں مزید اہمیت حاصل ہوئی اور برطانی شاہ ولیم چہارم کے ذاتی دلچسپی لینے کے باعث چھوٹے چھوٹے برطانی تجارتی جہازوں کو عراقی دریاؤں میں بھی جہاز رانی کی اجازت مل گئی۔ انیسویں صدی کے وسط میں انگریزوں نے تار کی لائن سے خلیج ایران اور بحر روم کو متحد کر دیا۔ نہر سویز کے افتتاح کے بعد تو گویا یورپ مشرق بعید کے دروازے پر آکھڑا ہوا۔ اس کے علاوہ ایک اور تجویز بھی سوچی گئی، یعنی بحرروم کے کنارے سے لیکر دریائے فرات تک ریل کی لائن ڈالی جائے اور پھر وھاں سے تیز رفتار جہاز دریائے فرات کے طول کو پار کرکے خلیج ایران میں داخل ہوا کریں۔ لیکن یہ تجویز عمل میں نہ آسکی۔ اس طرح مشرقی، بالخصوص اسلامی، ممالک یکے بعد دیگرے مغربی طاقتوں کے اسیر ہوتے چلے گئے۔ بیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں ترکی نے جرمنی کو استنبول سے لیکر بصرے تک ریلوے لائن ڈالنے کا ٹھیکہ دیا۔ اس ٹھیکہ نے برطانیہ کو سخت متوحش کر دیا اور اسے خلیج ایران میں اپنے تیل کے چشمے معرض خطر میں نظر آنے لگے۔ چنانچہ برطانیہ نے عرب ممالک کو ترکوں کے خلاف ابھارا اور عربوں نے اس موقع کو اپنی مکمل آزادی کا پیش خیمہ سمجھا۔

Marfat.com

عرب قوم پرستی محض انگریزوں کے دماغ کی اپچ تھی ورنہ عرب قوم بجائے خود ترکی حکومت کی اس درجہ مخالف نہ تھی کہ وہ اسے ہر قیمت پر دور کرنیکے لئے تیار ہو جاتی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عرب ممالک پر جو ترکی گورنر ماسور ہوا کرتے تھے وہ ہمیشہ ترکی نژاد ہی نہیں ہوا کرتے تھے بلکہ عراق میں جتنے ترکی گورنر ماسور ہوئے ان میں شامی عرب، کرد بلکہ اقریطشی تک تھے۔ اس لئے اگر برطانیہ عربوں کو ترکوں کے خلاف مشتعل نہ کرتا اور اسے مکمل آزادی کے سبز باغ نہ دکھاتا تو عربوں کو ترکوں سے چنداں وجہ مخاصمت نہ تھی۔ اور اگر عرب قبایل کو ترکوں سے مخاصمت شروع بھی ہوئی تو وہ اسوقت اور محض اس وجہ سے کہ ترکوں نے قدیم طرز حکومت ترک کرکے مغربی سیاست کے انداز پر اپنا نظام حکومت ڈھالنا شروع کیا۔ اسلامی ممالک، بلکہ خود عراق میں، ترکی کے خلاف جذبات محض مختصر سے تعلیم یافتہ طبقہ ہی میں بیدار ہو سکے، ورنہ عرب فلاحین اور بدوی قبایل ان سے نا واقف و بیحس تھے۔ مزید برآں عرب قوم پرست خفیہ انجمنیں عرصے سے مصر اور شام کے ممالک میں قایم ہو کر عرب آزادی کا پروپگنڈا کر رہی تھیں۔ ۱۹۱۲ء میں ایک ایسی ہی خفیہ سوسائٹی ''العہد،، نامی نے اپنی تحریکات استنبول سے لیکر عراق تک وسیع کر دیں۔ اور بغداد کا نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ ترکی حکومت کا جوا اپنے کندھے پر سے اتار پھینکنے پر آمادہ ہو گیا۔

میسوپٹیمیا میں انگریزوں اور ترکوں کے درمیان، پہلی جنگ عظیم میں، دو زبردست لڑائیاں ہوئیں، اور اسی کے بعد عراق میں ترکوں کے خلاف عرب بغاوت نمودار ہوئی۔ ۷ نومبر ۱۹۱۴ء کو برطانیہ نے ترکی کے خلاف اعلان جنگ کیا، اور انگریزی اور ہندوستانی فوجیں شط العرب کے راستے سے عراق پر حملہ آور ہو گئیں۔ ۱۹۱۵ء میں ترکوں نے عراق میں

Marfat.com

انگریزوں کے دانت کھٹے کر دیئے مگر پھر کرایہ کے ہندوستانی سپاھیوں کی کثرت تعداد کے باعث عراق خالی کرنے پر مجبور ہو گئے۔ خلیل پاشا گورنر بغداد نے خاموشی کے ساتھ بغداد چھوڑ دیا جس پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد انگریزوں نے شمالی عراق میں کرکک پر قبضہ کر لیا اور موصل کی جانب بڑھ رہے تھے کہ برطانیہ اور ترکی کے درمیان التوائے جنگ کا اعلان ہو گیا۔

عراق سے ترکوں کے خلاف عرب بغاوت میں خصوصیت کے ساتھ جعفرالعسکری ، نوری السعید اور جمیل المدفعی شامل ہوئے۔ نوری السعید ''العہد،، پارٹی کا رہنما تھا ۔ عربوں نے ترکوں کی مخالفت کر کے انگریزوں کا قبضہ آسانی کے ساتھ فلسطین اور بیت المقدس پر کروا دیا ۔ اس کے بعد انگریزوں نے عربوں کے ساتھ بد عہدی و بیوفائی کی اور آپس میں شام ، عراق اور فلسطین کے حصے بخرے کر لئے، اور جب انہیں ان ممالک کو مجبوراً چھوڑنا پڑا تو فلسطین پر عربوں کے خلاف یہودیوں کو مسلط کر گئے ۔

۱۹۱۴ء کے موسم بہار میں امیر عبداللہ نے ، جو آج کل شرق اردن کے بادشاہ ھیں اور اسوقت ایک عرب قوم پرست خفیہ سوسائٹی کے ایک رکن تھے ، کچنر کو بلوا بھیجا ، کچنر اس زمانے میں قاھرہ میں برطانی ایجنٹ تھا۔ امیر عبداللہ نے کچنر کو بتایا کہ انکے والد شاہ حسین ، شریف مکہ ، اور ترکی حکومت کے مابین تعلقات ناخوشگوار ھیں۔ امیر موصوف نے یہ معلوم کرنا چاھا کہ حجازی عربوں اور ترکوں کے درمیان اگر جنگ چھڑ گئی تو برطانیہ کا رویہ کیا ھوگا ۔ لیکن برطانیہ اور ترکوں کی قدیم باھمی دوستانہ روایات کے پیش نظر نہ تو کچنر اور نہ رونالڈ اسٹارس اسوقت امیر عبداللہ سے کوئی امید افزا وعدہ کر سکے۔ لیکن جنگ عالمگیر اول کے شروع ھوتے ھی، جبکہ کچنر لندن کو واپس جا چکا تھا ، اسنے رونالڈ اسٹارس کو ایک برقیہ یہ معلوم کرنے کے لئے قاھرہ

Marfat.com

بھیجا کہ ترکی کے جرمنی کی طرف سے جنگ میں شامل ہو چانے کی صورت میں عربوں کا طرز عمل کیا ہوگا۔ اسٹارس کی جانب سے اسی مضمون کا ایک استفہامیہ خط لیکر ایک مصری علی آفندی نامی، مکہ پہنچا اور وہاں سے امیر عبداللہ کا جواب لایا، جو اسوقت کے بعد سے اپنے باپ کے گویا سیاسی نمایندے بن گئے تھے۔ اس جواب میں صاف طور پر اس امر کا اشارہ تھا کہ اگر برطانیہ کی عملی امداد کا یقین ہو جائے تو شریف حسین ترکوں کے خلاف حجازی عربوں کی بغاوت کی سر کردگی کرنے کو تیار ہیں۔ اس کے بعد کی مراسلت میں امیر عبداللہ نے اس سے بھی زیادہ واضح طور پر انگلستان کے ساتھ معاہدے کے لئے اپنے باپ کی آمادگی کا اظہار کیا۔

جنگ میں شامل ہونے کے چند روز کے بعد ھی سلطان ترکی نے اتحادی طاقتوں کے خلاف اعلان جہاد کر دیا اور تمام دنیائے اسلام کو اس میں شامل ہونیکی دعوت دی۔ عرب ممالک میں خصوصیت کے ساتھ بڑا پروپگنڈا کیا گیا۔ اس پروپگنڈے کا لٹریچر مرتب کرنیکے لئے نامی گرامی جرمن مستشرقین دمشق اور بیت المقدس پہنچے۔ اس جہاد کی کامیابی کے لئے سب سے پہلی چیز شریف مکہ کا فتویٰ تھا۔ چنانچہ سلطان ترکی نے اس کے اجرا کے لئے شریف حسین کو لکھا۔ مگر شریف مکروفن کا استاد تھا۔ اسنے نصاریٰ کے خلاف جہاد کو لبیک کہا مگر فتوے کے اجرا سے یہ عذر کرکے معذوری ظاھر کی کہ اس سے انگریز مشتعل ہو جائینگے اور حجاز خطرے میں پڑ جائیگا۔ اسی کے ساتھ اسنے رسول مقبول (صلی اللہ علیہ و سلم) کے پرچم مبارک کو دمشق روانہ کرنے میں رکاوٹ نہ ڈالی کیونکہ اسے یقین تھا کہ اگر وہ خود یا اسکا کوئی بیٹا اسکے ساتھ نہ جائے گا تو عوام اس پرچم کے اصلی ہونے کا یقین نہ کرینگے۔ اور شریف حسین کا اندازہ صحیح نکلا۔

اس اثناء میں شریف حسین دمشق اور دیگر مقامات کے

Marfat.com

عربوں سے تبادلۂ خیال کی متواتر کوشش کرتا رہا۔ اس نے اسی زمانے میں اپنے دوسرے بیٹے فیصل کو (جو بعد ازاں شاہ عراق ہوئے) محض اس لئے استنبول کو روانہ کیا کہ اسے واپسی میں دمشق میں قیام کرنے کا بہانہ مل جائے۔ دمشق کے قیام کے دوران میں فیصل نے خفیہ طور پر دو قوم پرست عرب ۔ ماعتوں ''العہد،، اور ''الفتات،، کا حلف وفاداری لیا اور ان دونوں کو ترکوں کے خلاف اپنے باپ کی سازشوں سے آگاہ کیا۔ ان سب نے مل کر ایک مشترک عہد نامہ مرتب کیا جسکی بنا پر عرب قوم ترکوں کے خلاف انگریزوں کے ساتھ تعاون کرنے کو آمادہ ہوئی۔ ان کا اہم ترین مطالبہ یہ تھا کہ برطانیہ تمام عرب ممالک کی آزادی کو تسلیم کرے اور اس آزاد عرب دنیا کی حدود واضح طور پر معین کر دی جائیں۔ عربوں نے جو حدود قایم کیں وہ حسب ذیل تھیں:— مرسین، عدانہ، بریجک، عدیسہ، مردین، جزیرۃ ابن عمر اور عمادیہ، خلیج ایران تک، پھر خلیج ایران اور بحرہند کے عرب سواحل (عدن کے سوا) اور ساحل بحر متوسط، واپس مرسین تک۔

فیصل اس عہد نامہ کی ایک نقل لیکر مکہ کو واپس آیا، جسکو اسنے اپنے ایک ملازم کے جوتے کے تلوں کے درمیان سلوا دیا تھا۔ اس دوران میں سر ہنری میک مہون (جنوری ۱۹۱۵ء میں) مصر میں برطانی ہائی کمشنر مقرر ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ شریف حسین کی مشہور مراسلت شروع ہوئی۔ شریف حسین نے اس کو اپنا پہلا خط جولائی ۱۹۱۵ء میں لکھا۔ اس میں بھی وہی شرائط درج تھیں جو دمشقی معاھدے کے مطابق طے کی گئی تھیں، لیکن اس میں ایک مزید قلم کا اضافہ کیا گیا تھا۔ وہ یہ کہ برطانیہ ایک عرب خلیفۂ اسلام کو بھی تسلیم کرے، جسکو دنیائے عرب نام زد کریگی۔ اب تک برطانیہ کو ترکوں کے خلاف ذرا بھی کامیابی نہ ہوئی

Marfat.com

تھی۔ گیلی پولی میں برطانی افواج کو ترکوں نے سخت شکست دی تھی اور میسوپٹیمیا میں بھی کوئی شاندار کامیابی نصیب نہ ہوئی تھی۔ میک مہون نے اپنے پہلے جواب میں شریف حسین کو پرچانیکی کوشش کی اور لکھا کہ ایک آزاد عرب دنیا کی حدود ابھی سے قایم کرنا قبل از وقت ہے۔

شریف حسین کے دوسرے خط کے آنے تک فاروقی نامی عراقی عرب، جو گیلی پولی میں ترکی فوج میں شامل اور ''العہد،، نامی خفیہ سوسائٹی کا ایک رکن تھا، انگریزوں سے جا ملا۔ اسنے میک مہون کو ترکوں کے خلاف شامی اور عراقی قوم پرست عربوں کی خفیہ تحریک کا حال بتایا۔ چنانچہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۱۵ء کو میک مہون نے اپنے دوسرے جواب میں شریف حسین کو یقین دلایا کہ برطانیہ، ترکوں کے خلاف اتحادیوں کو مدد دینے کے صلے میں، شریف حسین کے بتائے ہوئے حدود میں عرب آزادی کو تسلیم کریگی۔ شریف حسین کو یہ بھی بتایا گیا کہ میک مہون جو وعدہ عربوں سے کر رہا ہے وہ برطانی حکومت کے ایما سے کر رہا ہے۔ لیکن میک مہون نے چند مستثنیات کا بھی ذکر کیا، جن میں سے ایک حسب ذیل تھا، یعنی ''مرسین اور اسکندرونہ کے اضلاع اور شام کے وہ حصے جو دمشق، حمص، حاما اور حلب کے اضلاع کے مغرب میں واقع ھیں سو فیصدی عرب علاقے نہیں کہے جاسکتے، اس لئے انہیں محولہ حدود سے خارج کر دینا چاہئیے،،۔ دوسرا استثنیٰ بغداد اور بصرے کی ولایتوں کے بارے میں تھا، جنہیں برطانیہ ''مشترک اقتصادی مفادات،، کے پیش نظر مخصوص نظام کے ماتحت رکھنا چاہتا تھا۔ آخر کار برطانیہ نے اپنے وعدے محض ان علاقوں تک محدود کر لئے جن میں وہ خود عمل در آمد کرنیکی اہلیت رکھتا تھا اور اپنے حلیف فرانس کے حلقہ جات اثر میں مداخلت کرنے سے انکار کیا۔ لیکن برطانیہ نے یہ وعدہ کیا کہ وہ آزاد عرب ممالک میں مفید نظام حکومت کے قیام کی

Marfat.com

خاطر ساعی ہوگا۔ اس کے بعد دو مراسلات اور تبدیل کئے گئے۔ میک مہون کے شریف حسین کو آخری مراسلہ کی تاریخ ۱۶ جنوری ۱۹۱۶ء تھی۔ حسین مطمئن ہو گیا اور اس کے بعد ہی ترکوں کے خلاف عرب بغاوت کا آغاز ہوا۔

میک مہون۔ شریف حسین خط و کتابت ۱۹۱۵ء کے دوسرے نصف حصے میں تقریباً چھ ماہ تک جاری رہی تھی۔ اسی وقت یورپ میں اتحادی طاقتیں ترکی سلطنت اور اسکے وسیع مقبوضات کے آپس میں حصے بخرے کرنیکی تجویزیں کر رہی تھیں۔ اس طرح ایک طرف تو اتحادیوں، بالخصوص برطانیہ، نے میک مہون کے ذریعہ سے، عربوں سے جھوٹے وعدے کرکے، ترکوں کے خلاف، عرب بغاوت کا آغاز کروایا، اور دوسری طرف ان وعدوں کا ذرا سا بھی پاس نہ کرتے ہوئے، ترکی کے عرب مقبوضات آپس میں تقسیم کر لئے۔

ترکی سلطنت کی یہ تقسیم برطانیہ، فرانس اور روس کے مابین ہوئی تھی اور جو معاہدہ اسوقت مرتب ہوا تھا اسکو ''سائکس پکاٹ عہد نامہ،، کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسے بالکل خفیہ رکھا گیا تھا۔ مگر چونکہ قدرت کو ترکی حکومت کو زندہ رکھنا منظور تھا، ۱۹۱۷ء میں روسی بغاوت نمودار ہو گئی، اور بالشویکوں نے سائکس پکاٹ معاہدے کا بھانڈا پھوڑ کے اس سے اپنی بے تعلقی و بیزاری کا اعلان کیا۔ اس طرح انگریزوں اور فرانسیسیوں کے ساز باز کا دنیا کو علم ہوا اور بچارے سادہ لوح عرب انگریزوں کی مکاری و فریب دھی کے مظاہرے سے ھکا بکا رہ گئے۔ دنیا جانتی ھے کہ اگر عربوں کی مدد حاصل نہوتی اور شریف حسین کے تینوں بیٹے علی، فیصل اور عبداللہ ترکوں کے خلاف عرب بغاوت کی رہبری نہ کرتے تو جنرل ایلنبی اتنی آسانی سے بیت المقدس اور فلسطین پر قابض نہ ہو سکتا۔

ترکوں کے خلاف اس عرب بغاوت میں برطانی جاسوس کرنل ٹی۔ ای۔ لارنس نے جو کار ھائے نمایاں کئے ان پر مبسوط کتابیں

Marfat.com

لکھی جا چکی ہیں۔ ان سے ایک اخلاقی سبق یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ مسلم اقوام اغیار کے فریب میں کتنی آسانی سے آجاتی ہیں۔ لارنس نے عرب میں بدوی افواج کو منظم کیا اور عرب بغاوت میں برطانی رقوم کے صحیح مصرف پر نظر رکھی۔ عرب بغاوت میں ، لارنس کے علاوہ، چند دیگر انگریزوں اور عربوں کے نام کافی مشہور نہیں ہو سکے ہیں۔ وہ نام یہ ہیں :- کرنل ایس۔ ایف۔ نیو کونب، میجر پی۔ سی۔ جوائس، جعفرالعسکری اور نوری السعید، جو عرب باغی افواج کا چیف آف جنرل اسٹاف رہا۔

جون ۱۹۱۷ء میں جنرل ایلنبی نے جنرل مرے سے اتحادی افواج کی کمان حاصل کرلی۔ مرے اسوقت تک ترکوں کو جزیرہ نمائے سینائی کے پار تک ڈھکیل چکا تھا اور فلسطین کی سر حد تک پہنچ گیا تھا۔ اسوقت تک سوائے مدینہ کے تمام ملک عرب سے ترک خارج کئے جا چکے تھے، اور جب بحر احمر کا بندرگاہ عقبہ بھی فیصل کی عرب فوج نے ترکوں سے چھین لیا تو مزید پیش قدمی آسان تر ہو گئی۔ دسمبر ۱۹۱۷ء میں بیت المقدس ترکوں کے ہاتھ سے نکل گیا اور مارچ ۱۹۱۸ء میں مدینہ بھی ان سے خالی ہو گیا۔ اس کے چھ ماہ کے بعد برطانی اور عرب افواج نے دمشق کا محاصرہ کیا۔ ۳ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو جنرل ایلنبی اپنی کار میں اور فیصل گھوڑے پر سوار شامی دارالحکومت میں داخل ہوئے۔ شامی فتح کی آخری لڑائی حلب کی بالائی پہاڑیوں پر لڑی گئی۔ اس کے بعد ترکوں نے ”مد روز“ کے التوائے جنگ کے معاہدے پر دستخط کر دئے۔ شامی جنگ کی یہ آخری لڑائی ترکوں کی جانب سے ایک نوجوان ترک افسر مصطفیٰ کمال پاشا نامی نے لڑی تھی۔ مصطفیٰ کمال نے ایک مسلمان قوم (ترک) کے خلاف عربوں کی غداری اور غیر مسلموں (انگریزوں) سے ان کی غیر معمولی عقیدت کا جو مشاہدہ اسوقت کیا تھا اسکے ہی تاثرات نفرت و

Marfat.com

حقارت کا مظاهره انهوں نے بعد ازاں قیام و ترقیٔ جمهوریهٔ ترکی کے دوران میں کیا جسکے ذمه دار سراسر خود عرب هیں اور ان کی جبلی خود غرضی -

پہلی جنگ عظیم کے اختتام کے بعد، جنوری ۱۹۱۹ء میں امیر فیصل صلح کانفرنس میں حجازی وفد کے رہ نما کی حیثیت سے پیرس پہنچے- التوائے جنگ سے چندروز قبل ایک برطانی فرانسیسی اعلان نے سرکاری طور پر مشتہر کیا تھا که اتحادی طاقتیں عرب ممالک میں قومی حکومتیں قایم کرنے کا عزم رکھتی هیں - ان عرب ممالک میں ان عرب علاقوں کو بھی شامل کر لیا گیا تھا جو عرب بغاوت کی امداد کے بغیر فتح هوئے تھے، مثلاً عراق - لیکن اسوقت مغربی عرب صوبجات کو '' دشمن کے مقبوضه علاقه کے نظام،، (او- ای- ٹی- اے) کے ماتحت رکھا گیا تھا، مثلاً جنوبی او- ای- ٹی- اے فلسطین تھا، مشرقی او- ای- ٹی- اے شام اور شرق اردن تھے، اور مغربی او- ای- ٹی- اے لبنان، اسکندرونه اور سلیسیا- عراق کو ایک برطانی کشوری کمشنر کے ماتحت رکھا گیا تھا- ملک عرب آزاد عرب ریاستوں کا ایک گروپ تھا- شریف حسین کو حجاز کا بادشاه تسلیم کر لیا گیا تھا، اور ابن سعود کو نجد کا سلطان، جن کا دارالحکومت ریاض تھا- امام یحیٰ یمن کا حاکم تھا، اور ابن راشد، عراق کی سر حد پر، علاقهٔ شمار کا والی تھا، جسنے عرب بغاوت کے خلاف ترکوں کو عملی مدد دی تھی -

صلح کانفرنس میں، عرب ملکوں کو آزاد کرنیکے بجائے، ان پر یورپی ممالک کا انتداب قایم کرنا طے پایا تاکه مندوبی طاقتیں ان کو '' حکومت خود اختیاری کا اهل بنا سکیں،،- مگر جب امیر فیصل نے اس پر سخت احتجاج کیا تو کانفرنس مذکور نے تفتیش حالات کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا، جسے '' کنگ کرین کمیشن،، کہا گیا - اس کمیشن نے امریکه کے صدر ولسن

Marfat.com

کے سامنے اپنی رپورٹ اگست ۱۹۱۹ء میں پیش کی ، جسکی رو سے یہ بات واضح کی گئی تھی کہ شامی فرانسیسیوں پر امریکنوں اور انگریزوں کو ترجیح دیتے ھیں۔ لیکن فرانسیسی کلیمنسو نے ''سائکس پکاٹ معاھدے،، پر زور دیا اور کامیاب ھوگیا، سوائے اس امر کے کہ لایڈ جارج کی فہمایش کے بعد موصل عراق میں شامل کر دیا گیا۔

مسئلۂ عراق پر، ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو برطانیہ نے اس ملک کے ساتھ ایک صلحنامہ کیا، جسکی مدت بیس سال مقرر کی گئی ۔ مگر اس میں ۳۰ اپریل ۱۹۲۳ء کو ترمیم کی گئی، جس میں یہ طے پایا کہ یہ صلحنامہ عراق کے مجلس اقوام میں داخل ھونے پر منسوخ ھو جائیگا۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۴ء کو مجلس اقوام بھی اس پر راضی ھوگئی۔ ۳۰ مارچ ۱۹۲٦ء کو برطانیہ اور عراق کے مابین ایک اور صلحنامہ ھوا۔ عراق مجلس اقوام میں ۴ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو داخل ھوا۔

امیر فیصل جب پیرس کی صلح کانفرنس سے واپس آیا تو اسنے دمشق کو سیاسی اشتعال کا ایک بھڑکتا ھوا کوہ آتش فشاں پایا۔ اسنے فرانسیسیوں کے مطالبۂ لبنان کو تسلیم کر لیا مگر دمشق میں ایک عرب حکومت کے قیام پر اصرار کیا۔ جب فرانسیسیوں نے اسے نہ مانا تو شامی کانگریس نے دمشق کو ایک آزاد بادشاھت مشتہر کرکے امیر فیصل کو بادشاہ منتخب کر لیا، مگر برطانیہ اور فرانس نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ۔ اپریل ۱۹۲۰ء میں سان ریمو کانفرنس ھوئی جس میں عرب ممالک کے انتداب تقسیم ھو گئے۔ شام اور لبنان فرانس کو ملے اور فلسطین و عراق برطانیہ کو۔ جب عربوں کو اس تقسیم کا علم ھوا تو سخت ھیجان بپا ھو گیا۔ اس پر جولائی ۱۹۲۰ء میں فرانسیسیوں نے امیر فیصل کو بزور دمشق سے نکال دیا۔ مگر حکومت برطانیہ نے اس کو لندن بلایا اور اس کی دلجوئی کی۔

Marfat.com

عرب قوم پرستی کی تحریک کے سلسلے میں فلسطین کا بیان عمداً نظر انداز کر دیا گیا ہے، کہ اس پر حال میں متعدد عمدہ کتب لکھی جا چکی ہیں۔ اعلان بالفور، برطانیہ کی یہودیوں کے ہاتھ فلسطین کو فروخت کرنیکی مساعی، امیر فیصل اور یہودی لیڈر ڈاکٹر ہیم کی مراسلت، فلسطین میں "اسرائیل" کے نام سے یہودیوں کی جبریہ حکومت کا قیام، ان کے خلاف متحدہ عرب افواج کی شکست اور امریکہ کی کھلی ہوئی یہود نوازی وہ امور ہیں جن سے آج سیاست کا مبتدی بھی آگاہ ہے۔

جولائی ۱۹۲۰ء میں عراق شامیوں کی مدد کے لئے ہتھیار سنبھالکے اٹھ کھڑا ہوا۔ شام و عراق دونوں ملکوں میں طریق انتداب کو ٹھکرا دیا گیا۔ عراقی بغاوت جولائی سے اکتوبر ۱۹۲۰ء تک شدت کے ساتھ جنوبی حصۂ ملک میں قایم رہی اور برطانی افواج نے تقریباً دس ہزار عراقی قوم پرست شہید کئے۔ چار سو انگریز اور تقریباً دو ہزار دیگر غیر ملکی مارے گئے۔ اور چار کروڑ قیمتی برطانی پونڈ اس کی نذر ہو گئے۔ تمام عرب بغاوت میں، شروع سے آخر تک، برطانیہ کے مشکل سے سوا کروڑ پونڈ خرچ ہوئے تھے۔

سر پرسی کاکس، سول کمشنر، نے عراق کو سیاسی اصلاحات دینے کا فیصلہ کیا۔ اسنے عراقی وزراء کی ایک عارضی حکومت کے قایم کرنیکی تجویز پیش کی جسکی نگرانی انگریز مشیروں کے ذمے تھی۔ اور جو برطانی ھائی کمشنر کو جواب دہ تھی۔ سید عبدالرحمان الگیلانی، نقیب الاشراف، بغداد، نے اس کونسل کی صدارت قبول کرلی۔ تمام قوم پرست عراقی جلا وطنی سے واپس بغداد پہنچ گئے، جن میں نوری السعید پاشا بھی تھا۔ جعفر پاشا العسکری پہلا وزیر دفاع مقرر ہوا۔ اس حکومت کے ایک حکمراں کی ضرورت جلد ھی محسوس ہونے لگی، جس کے لئے نقیب الاشراف کے علاوہ، بصرے کے سید طالب پاشا،

Marfat.com

پہلے وزیر داخلہ، شیخ محمرہ، ابن السعود، سر آغاخان، اور والیٔ پشت کوہ کے نام تجویز کئے گئے، لیکن کثرت آراء شریف حسین کے خاندان کے بارے میں معلوم ہوئی۔

اس وقت مسٹر ونسٹن چرچل کی تحریک سے قاہرہ میں ایک کانفرنس بلائی گئی، جسکی کارروائی کا ذکر ٹی۔ ای۔ لارنس نے اپنے خطوط میں کیا ہے۔ اس کانفرنس میں عراق عقدہ کا حل امیر فیصل کی بادشاھت کی صورت میں تجویز ہوا۔ مسٹر چرچل نے اس موقع پر برطانی مصری معاھدے کے مطابق ایک برطانی عراق معاھدہ کا مشورہ دیا۔ ۱۷ دسمبر ۱۹۲۰ء کو کرنل کناھن کارنوالس (جو بعد ازاں شاہ فیصل کا سیکریٹری ہوا) نے لندن میں امیر فیصل کو تخت و تاج عراق کے مدعی ہونیکی دعوت دی۔ ۱۹۲۱ء کے موسم گرما میں فیصل عراق پہنچا اور ۲۳ اگست ۱۹۲۱ء کو انگریزوں کی مدد سے عراق کا بادشاہ بنایا گیا۔

شاہ فیصل کا بارہ سال کا دور حکومت بہت سی دشواریوں کا آماجگاہ رھا۔ اس کے دوران میں چار اھم صلحنامے ہوئے، جن کی تاریخیں علی الترتیب حسب ذیل ھیں :۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء، جنوری ۱۹۲۶ء، دسمبر ۱۹۲۷ء اور جون ۱۹۳۰ء — موخرالذکر صلحنامہ کی رو سے برطانیہ نے مجلس اقوام میں عراق کے داخلے کی سفارش کی (عراق ۳ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو مجلس اقوام کا رکن ھوا) اور عراق کے ساتھ پچیس سال کے لئے دوستی کا معاھدہ کیا۔ اس طرح عراق پر سے برطانی انتداب ختم ھوا۔ شمال میں ولایت موصل جنوری ۱۹۲۶ء کے صلحنامہ کی رو سے عراق میں شامل کر دی گئی تھی اور جون ۱۹۲۶ء میں ترکی نے بھی اسے تسلیم کر لیا تھا۔ مشرق میں ایران کے ساتھ قدیم سرحدی انتظام بدستور جاری تھا۔ اور جنوب میں سعودی عرب سے بھی سرحدی فیصلہ ھو گیا تھا۔ ۱۹۳۰ء میں ابن سعود اور شاہ فیصل کی باھمی ملاقات ھوئی اور ۱۹۳۶ء

Marfat.com

میں، برطانیہ کی تحریک سے، سعودی عرب اور عراق کے درمیان ایک صلحنامۂ آشتی پر دستخط ہوگئے۔ ۱۹۳۲ء میں ہی عراق پٹرول سے حکومت عراق کو قریباً دس لاکھ پونڈ سالانہ وصول ہوتے تھے۔ اب یہ رقم عراق کی مجموعی آمدنی کا تقریباً ایک تہائی حصہ ہے۔ شاہ فیصل اول کا انتقال ۱۹۳۳ء میں ہوا۔ اسکے بعد شاہ غازی ابن فیصل چھ سال کی مختصر حکومت کے بعد ۱۹۳۹ء کے موسم بہار میں موٹر کے حادثہ سے فوت ہوگیا۔ اس کا بیٹا فیصل ثانی عراق کا موجودہ بادشاہ ہے، مگر ہنوز انگلستان میں زیر تعلیم ہے۔ اس کی جگہ اس کے چچا امیر عبدالالٰہ عراق کے ریجنٹ ہیں۔ جنگ عظیم ثانی (از ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء) میں عراق برطانیہ کے دوش بدوش رہا۔ البتہ دوران جنگ (۱۹۴۱ء) میں رشید عالی گیلانی نے زبردستی بغداد پر قبضہ کرکے حکومت عراق کا جرمنی کے ساتھ تعاون کرنا چاھا مگر ناکام رہا۔ آج کل رشید عالی شاہ ابن سعود کی پناہ میں ہے۔*

عراق کے پیٹرول کے قیمتی ذخایر کرکک کے مقام پر واقع ہیں جو موصل کے علاقے میں ہے۔ اسی علاقے کے قریب تقریباً پانچ لاکھ کرد آباد ہیں، جو حکومت بغداد کو ہمیشہ چوکنا اور تیار رکھتے ہیں۔ ۱۹۲۴ء میں شاہ فیصل اول نے جو دستور حکومت مرتب کیا تھا، اسکی رو سے عراقی پارلیمان میں ۱۰۰ ارکان رکھے گئے تھے اور 'سینیٹ' میں بیس۔ اول الذکر پبلک کی طرف سے منتخب کئے جاتے ہیں اور ثانی الذکر بادشاہ کی جانب سے نام زد۔ اکثر آزمودہ کار عراقی مدبر برطانیہ کے ہوا خواہ ہیں۔ اس باب میں نوری السعید پاشا بہت مشہور ہیں۔ اور شہزادہ عبدالالٰہ کے متعلق تو کہا جاتا ہے کہ ان کی

*(۱) "ٹوئن رورز" از سیٹن لایڈ۔ لندن۔ ۱۹۴۷ء۔ صفحات ۲۰۳—۲۲۶
(۲) "دی مڈل ایسٹ" یوروپا پبلکیشنز۔ لندن۔ ۱۹۴۸ء۔ صفحات ۱۴۵—۱۷۷ (۳) "دی عرب اویکننگ" از جارج انطونیو۔ لندن۔ ۱۹۴۵ء۔ صفحات ۲۷۶—۳۱۲

Marfat.com

انگریز پرستی اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ وہ غور و فکر بھی انگریزی انداز میں کرتے ہیں۔ عراق اور شرق اردن کے ہاشمی حکمران خاندان تمام عرب خاندانوں میں سب سے زیادہ انگریز دوست واقع ہوئے ہیں۔ ۱۹۴۱ء میں انگریزوں کے خلاف عراقی بغاوت اور ۱۹۴۹ء میں یہودیوں کے خلاف متحدہ عرب افواج کی ناکامی نے یہ بات ثابت کر دی کہ عرب قوم کو اغیار کی امداد کی اتنی عادت پڑ چکی ہے کہ وہ اہم ترین قومی مسایل میں بھی نہ تو متحدالخیال ہو سکتی ہے اور نہ بطور خود کسی مہم کو سر کر سکتی ہے۔ اسی انتہائی برطانیہ دوستی کے باعث ہاشمی خاندان عرب قوم پرستوں میں ہر دلعزیز نہیں رہا۔

جن لوگوں نے الف لیلہ کا مطالعہ کیا ہے اور موجودہ بغداد کی سیر نہیں کی، وہ اس شہر کو اب بھی عیش و عشرت، رومان و جنسی رجحان کا مرکز سمجھتے ہیں۔ لیکن آج کے سیاح کو اس بارے میں سخت نا امیدی ہوگی، کیونکہ موجودہ بغداد کی سیر سے کوئی غیر معمولی ہیجان پیدا نہیں ہوتا۔ یہ سچ ہے کہ وہاں وہی قدیم دریا بہتا ہے، کاظمین کے وہید سنہرے گنبد موجود ہیں، سندباد ہوٹل بھی ہے اور ہارون الرشی کے نام پر مشہور شاہراہ بھی۔ مگر شہر گرم، بے رونق اور گرد آلود ہے، اور اس کی آب و ہوا انتہائی صبر آزما۔ بہ ایں ہمہ، بغداد میں بعض غیر معمولی دلچسپیاں بھی ہیں۔ اسکی مجلسی زندگی، قاہرہ کی سوسائٹی کے بر عکس، زود آمیز و بے تکلف ہے۔ علاوہ ازیں، بغداد عرب سیاست اور پیٹرول کی عالمگیر سیاست دونوں میں مشرق وسطیٰ کے اندر دل کی سی مرکزی حیثیت رکھتا ہے، اور ایسا نظر آتا ہے کہ مشرق و مغرب کی سیاسی کشاکش کے مابین وہ طہران کی جگہ لے لیگا۔

چند سال قبل تک عراق عرب لیگ کے قیام اور فلسطین کے مسایل میں عرب دنیا کی رہ نمائی کر رہا تھا، لیکن حال ہی میں مصر نے اپنی توجہ ان امور کی جانب منعطف کر کے

Marfat.com

عراق کی اہمیت کو صدمہ پہنچایا ہے۔ اس لئے عراق اب عرب ممالک سے باہر اپنے تعلقات کو دیگر غیر عرب اسلامی ممالک سے استوار کرنے میں منہمک ہے۔ اسنے ترکی، ایران، افغانستان اور بالخصوص پاکستان سے نہایت خوشگوار تجارتی و دوستانہ مراسم قایم کر لئے ہیں۔

جنوری ۱۹۴۸ء میں صالح جبر، وزیر اعظم، نے برطانیہ سے عراقی صلحنامہ کی تجدید کا اعلان کیا۔ لیکن عراقی قوم نے اسے قبول نہ کیا اور تمام ملک میں سخت ہنگامہ بپا ہوگیا، جسکے باعث صالح جبر کو اپنی جان بچاکر ہوائی جہاز کے ذریعہ سے بھاگ جانا پڑا۔ شاہ عبداللہ نے عمان میں اسے پناہ دی۔ ادھر عراقی ریجنٹ نے اس صلحنامہ کو رد کر دیا۔ قدیم برطانی عراقی معاہدہ ۱۹۵۰ء میں ختم ہوگا۔ جنگ فلسطین کے باعث عراقی تیل کی بر آمد بند ہو گئی، لیکن انگریز عراق میں بدستور جمے ہوئے ہیں۔ حبانیہ کے ہوائی اڈے پر برطانی فضائی فوج کے ہوائی جہاز موجود ہیں اور عراقی دفاتر کے برطانی مشیر ہنوز اپنے نا طلبیدہ مشوروں سے عراقی حکومت کو مستفیض کررہے ہیں۔

عراق میں متعدد سیاسی پارٹیاں ہیں مگر ان میں کوئی بھی غیر معمولی طور پر با اثر و ہر دلعزیز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عراقی سیاست قومی کی نسبت ذاتی زیادہ ہے۔ آزمودہ کار سیاست دانوں کی ایک مختصر جماعت ملک میں حقیقی حکومت کی اجارے دار ہے۔ اسی کا ایک ایک رکن باری باری سے عراق کا وزیر اعظم ہوا کرتا ہے، خصوصاً اس وجہ سے کہ وہ جماعت ہاشمی خاندان اور انگریزوں کی کاسہ لیسی کرتی رہی ہے۔*

جدید عراق کا رقبہ ایک لاکھ سولہ ہزار مربع میل ہے اور آبادی (۱۹۴۶ء کی مردم شماری کے مطابق) اڑتالیس لاکھ سے زاید۔

---

* "عرب، تیل اور تاریخ" از کرمٹ روز ویلٹ۔ لندن۔ ۱۹۴۹ء صفحات ۱۰۲—۱۱۶

Marfat.com

عراق کے مشہور دریا فرات اور دجلہ ھیں۔ فرات کی لمبائی ۱,۴۶۰ میل ھے اور وہ تین ملکوں ترکی، شام اور عراق میں بہتا ھے۔ دجلہ کی لمبائی ۱,۱۵۰ میل ھے اور وہ دو ملکوں ترکی اور عراق میں بہتا ھے۔ جس جگہ یہ دونوں دریا آپس میں مل جاتے ھیں، وھاں سے لیکر ان کے خلیج ایران میں گرنے تک کا فاصلہ ۱۱۵ میل لمبا ھے۔ اس مشترک دریا کا نام شطالعرب ھے، جس میں بڑے بڑے جہاز چل سکتے ھیں۔ عراق کا اھم ترین بندرگاہ بصرہ ھے، جو خلیج ایران پر واقع ھے۔ عراق میں آبپاشی نہروں کے ذریعہ سے ھوتی ھے۔ اگر پانی سے سیراب ھو تو عراق کی زمین بڑی زرخیز ھے۔

عراق باشندے چار بڑی نسلوں پر مشتمل ھیں، یعنی عرب، کرد، ایرانی اور ترک۔ عرب کل عراق آبادی کا اسی فیصدی حصہ ھیں، کرد ۱۵ فیصدی، ایرانی تین فیصدی اور ترک دو فیصدی۔ کرد عراق کے شمال و مشرق کوھستانی علاقے میں آباد ھیں۔ عراق کی قومی زبان عربی ھے مگر ترکی، کردی، ایرانی اور انگریزی زبانیں بھی سمجھی جاتی ھیں۔ آبادی کا ۳/۴ حصہ مسلمان عرب ھیں۔ تقریباً بیس لاکھ کرد (مسلمان) عراق، ایران اور ترکی تینوں ملکوں میں تقسیم ھیں۔ عراق کے تمام بڑے شہروں میں عیسائی آبادی موجود ھے، جسکی تعداد ڈیڑھ لاکھ کے قریب ھے۔ یہودیوں کی اکثریت بغداد میں رھتی تھی اور عراق میں ان کی مجموعی تعداد سوا لاکھ سے کچھ کم تھی لیکن تمام عراق یہودی آھستہ آھستہ فلسطین کی جدید یہودی حکومت ''اسرائیل،، میں آباد ھوتے جا رھے ھیں۔ عراق میں تقریباً اٹھارہ ھزار یزیدی آباد ھیں، جن کا امیر سعید بیگ ابن علی بیگ بیداری ھے۔ یہ لوگ موصل کے شمالی کوھستانی علاقے میں آباد ھیں اور عجیب عقاید مذھبی کے حامل ھیں۔ عراق میں قریباً چالیس ھزار صابئی بھی رھتے ھیں،

Marfat.com

جن کا مذہبی رہنما شیخ داخل ناصریہ ہے۔ ان کے علاوہ ملک میں کچھ ترکمان بھی کرکک کے علاقے میں بود و باش رکھتے ہیں۔

عراق پیداوار میں خصوصیت کے ساتھ گیہوں، جوار، چاول، باجرہ، روئی، کھجور اور تمباکو ہیں۔ عراق میں پٹرول بہت موجود ہے جسکے لئے آج کل ملک میں چار غیر ملکی کمپنیاں کام کر رہی ہیں۔ ۱۹۴۶-۴۷ء میں تیل کی برآمد پر عراق کو ستر لاکھ چونسٹھ ہزار دینار کی ''رایلٹی،، وصول ہوئی تھی۔

۱۹۴۹ء میں عراق بجٹ ڈھائی کروڑ عراق دینار کی متوازی آمد و خرچ پر مبنی تھا۔ ۱۹۴۸ء میں عراق قومی بنک قایم کیا گیا، جو عراق سکۂ رائج الوقت اور تبادلۂ زر کا ذمہ دار ہے۔ ایک عراق دینار کی شرح تبادلہ کم و بیش ایک انگریزی پونڈ (اسٹر لنگ) کے برابر ہوتی ہے۔ ایک دینار میں پانچ ریال اور بیس درہم ہوتے ہیں۔

عراق در آمد کی قابل ذکر اشیا کپڑا، آہنی اور فولادی آلات، مشینیں، شکر، چاء، موٹر گاڑیاں، سیمنٹ، لکڑی، بجلی کی مشینری، کاغذ، ادویہ، صابن، ربڑ کی چیزیں، مختلف اقسام کے تیل، چمڑا، قہوہ، مسالہ اور اسلحہ جات ہیں۔ عراق بر آمد کی اشیا کھجور، مویشی، اناج، خام روئی، خام اون، پٹرول اور چمڑا ہیں۔ ۱۹۴۳ء میں در آمد پر ایک کروڑ چھپن لاکھ عراق دینار خرچ اور بر آمد میں باون لاکھ اڑسٹھ ہزار دینار وصول ہوئے۔ اس سال بہتر ہزار ٹن کھجور بر آمد ہوئی تھی۔

تیل کی بر آمد کے علاوہ، دیگر عراق صنعتیں سیمنٹ، سوتی اور اونی کپڑا، قالینیں، کمبل اور صابن ہیں۔ تیل کے علاوہ عراق معدنیات کوئلہ، گندھک، نمک، اور سنگ مرمر پرمشتمل ہیں۔

عراق میں ۱,۰۰۰ میل لانبی ریلوے لائن ہے۔ سڑکیں ۲,۷۳۰ میل سے زاید ہیں۔ عراق ہوائی کمپنی کے جہاز بغداد

Marfat.com

اور بیروت کے درمیان ہفتہ میں پانچ بار آتے اور جاتے رہتے ہیں۔ بغداد میں ایک ریڈیو براڈ کاسٹنگ اسٹیشن ہے جو حکومت عراق کے زیر انتظام ہے۔ عراق ریلوے اور بندرگاہ بصرہ دونوں کے ڈائریکٹر انگریز ہیں۔

عراق میں سب سے بڑے شہر تین ہیں، یعنی۔ ۱۔ بغداد (آبادی تقریباً نو لاکھ)۔ ۲۔ موصل (تین لاکھ)، اور ۳۔ بصرہ (دو لاکھ)۔

عراق میں فی‌الحال کوئی یونیورسٹی نہیں ہے، لیکن قانونی کالج، طبی کالج، انجنیرنگ کالج، تربیت اساتذہ کا کالج، پولس کی تربیت کا کالج، الشریعہ کالج، تجارت و اقتصادیات کا کالج،، فنون لطیفہ کا کالج اور شاہی فوج کا کالج بغداد میں قایم ہیں۔ ان کے علاوہ سینکڑوں مدارس ملک میں جاری ہیں۔ تعلیم نسواں میں خاصی ترقی ہو رہی ہے۔ بغداد کی علمی سوسائٹیوں میں قابل ذکر القلم کلب اور الرابطہ سوسائٹی ہیں۔ نوادر خانوں میں عراقی میوزیم اور عباسی میوزیم مشہور ہیں۔ عراق کے تمام بڑے شہروں میں کتب خانے موجود ہیں۔

عراقی سیاسی پارٹیاں حسب ذیل ہیں:-

(۱) لبرل پارٹی، صدر، صالح سعد۔
(۲) استقلال (انڈپنڈینس) پارٹی،صدر، محمد مہدی قبہ۔
(۳) نیشنل ڈیما کریٹک پارٹی، صدر، کامل چادیرچی۔
(۴) کانسٹی ٹیوشنل یونین پارٹی۔
(۵) صالح جبر کا پارلیمنٹری بلاک۔

حکومت عراق کا دستور کم و بیش برطانی پارلیمنٹ کے انداز پر قایم کیا گیا ہے اور عراقی بادشاہ کی بلوغت اٹھارویں سال مقرر کی گئی ہے۔ موجودہ شاہ فیصل ثانی اپنی بلوغت کی عمر کو ۱۹۵۳ء میں پہنچیں گے۔ شاہ عراق حکومت کا حاکم اعلیٰ اور افواج کا سپہ سالار ہے۔ وہ وزیر اعظم کو منتخب و مقرر کرتا ہے، جو باقی کابینہ کو مکمل کرتا ہے۔

Marfat.com

عراق کی زمین کا چپہ چپہ اسلامی آثارالصنادید کا حامل ھے ۔ بغداد میں ، مسجد کاظمین کے اندر ، حضرت امام موسیٰ کاظم رحمت‌اللہ‌علیہ اور امام محمدالجواد رحمت‌اللہ علیہ کے مزارات مبارک ھیں ۔ بصرے میں حسب ذیل مقامات مقدسہ ھیں :۔ حضرات زبیر رضی‌اللہ تعالیٰ عنہ و طلحہ رضی‌اللہ تعالیٰ عنہ، عشرۂ مبشرہ شہدائے جنگ جمل کے مزارات ۔ مزار حسن البصری رحمت‌اللہ علیہ بصرہ مسجد، قواظ مسجد، سمرہ مسجد، جس میں حضرت امام حسن العسکری رضی‌اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک ھے ۔ امام مسجد، جس میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمت‌اللہ علیہ کا مزار مقدس ھے۔ الگیلانی مسجد، جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قطب ربانی رحمت‌اللہ علیہ کے نام پر تعمیر ھوئی ھے ۔ کربلا میں حضرت سیدنا امام‌حسین رضی‌اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عباس رضی‌اللہ تعالیٰ کے مزارات ھیں ۔ کوفہ‌کی مسجد میں مسلم بن عقیل کی قبر ھے۔ نجف میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کا مزار مبارک ھے۔ کرکک میں دانیال مسجد اور امام قاسم رحمت‌اللہ علیہ اور امام محمد رحمت‌اللہ علیہ کے مزارات ھیں ۔ اور موصل میں بنی جرجیس مسجد ، الحاج الاحمر، النوری مسجد اور اموی مسجد ھیں۔

بغداد کے اھم روز نامے حسب ذیل ھیں :۔ الاخبار ، البلاغ ، الحوادث، العراق، الاتحاد، الناس، الندا، الرائے العام، الشاب،، الیوم اور الزمان ۔ *

جنرل نوری‌السعید پاشا ، وزیر اعظم عراق، نے ۷ نومبر ۱۹۴۹ء کو استعفیٰ دیا ۔ مگر امیر عبداللہ، عراقی ریجنٹ، نے ۱۰ نومبر کو دوبارہ انہی کو وزیر اعظم نام زد کیا تاکہ وہ ایک جدید کابینہ مرتب کریں ۔ مگر وہ کامیاب نہوئے اور ۱۰ دسمبر ۱۹۴۹ء کو ''سینیٹر،، علی جودت‌الایوبی نے ایک نئی

---

* '' دی مڈل ایسٹ '' یوروپا پبلیکیشنز ۔ لندن ۔ ۱۹۴۸ء ۔ صفحات ۱۳۵—۱۷۷

وزارت مرتب کرنیکی سعی کی۔ الایوبی کی وزارت یکم فروری ۱۹۵۰ء کو ٹوٹ گئی۔ ۵ فروری کو توفیق السویدی نے وزارت عراق کی تشکیل کی۔ استقلال پارٹی نے اس کابینہ میں شرکت نہیں کی۔

موجودہ وزیراعظم عراق جنرل نوری السعید پاشا ہیں، مگر انکی وزارت کی حالت غیر مستحکم ہے۔ وزارتوں کی ناپایداری کے لحاظ سے عراق بد نام ہے۔

امیرعبدالالہ، ریجنٹ عراق، اوایل سال آئندہ (۱۹۵۱ء) میں پاکستان تشریف لانے والے ہیں۔ پاکستان اور عراق کے باھمی تعلقات نہایت خوشگوار ہیں اور دونوں ملکوں میں ایک دوسرے کے سفارت خانے قایم ہیں۔

(جنوری ۱۹۵۱ء)۔

Marfat.com

ضمیمہ

(۱)

موجودہ عراقی مشاہیر

سید کامل الخدائری ، صدر بغداد چیمبر آف کامرس ۔ سید جودت سامی سلیمان ۔ الحاج عبد العزیزی البغدادی ، مالک سیگریٹ فیکٹری بغداد ۔ سید انور جوہر ، چیمبر آف کامرس، ہلہ ۔ سید صادق شیخ الجواد ، ہلہ ۔ سید ابراہیم المطایری ، ہلہ ۔ سید عبدالسلام جابر الرمضان ، بصرہ ۔ سید عبدالقادر الگیلانی ، عراقی قونصل ، کراچی ۔ سید باقر حسین الحسنی ، وزارت تجارت و اقتصادیات ، بغداد ۔ الحاج محمد سلیمان العاقل ، بصرہ ۔ الحاج ابراہیم البجایری ، بصرہ ۔ سید عبدالقادر سواد ۔ سید ابراہیم محمد کمبر شسترلی ۔ ہز رایل ہائی نس امیر عبدالالہ ، ریجنٹ آف عراق ۔ سید علی جودت الایوبی ، موصل ۔ نوری پاشا السعید ۔ توفیق سویدی بے ۔ عباس مہدی ۔ نقیب صبیح العزی ۔ عبدالرزاق الحسنی ۔ رشید طہ الخوجہ ۔ محمد عبدالرزاق الکوبانجی، مغنی ۔ جمیل المدفعی ، مدبر ۔ سید ارشد العمری ، انجینیر ۔ مظاہم امین الپخاخی ، مدبر ۔ عبدالعزیز القصاب ، سیاست داں ۔ عبداللہ القصاب ، بیرسٹر ۔ عبدالمحسن الشیلاشی ، تاجر و مدبر ۔ ابراہیم ناجی السویدی ، سیاست داں ۔ مصطفیٰ محمد والعمری ، مدبر ۔ جمیل الوادی ، مقنن ۔ جنرل خالد الزہاوی ، امیرالجند ۔ عطا امین ، مدبر ۔ احمد مختار بابن ، صدر شاہی دیوان ۔ جلال بابن ، سیاست داں ۔ عبداللہ ابراہیم الباقر ، سیاست داں ۔ کامل الجادرجی ، مدبر ۔ سید رؤف الجادرجی ، مقنن ۔ محمد علی جلابی ، بینکر ۔ شیخ خادم الدوجایلی ، شاعر ، مقنن اور جرنلسٹ ۔ محمد بہجت العصری ، ایڈیٹر ۔ حمدی البجاجی ، مدبر ۔ ندیم البجاجی ، ماہرالاقتصادیات ۔ سید عبدالوہاب الصافی النجفی ،

Marfat.com

جج ۔ شاکر الوادی ، فوجی افسر ۔ یوسف رزق اللہ غنیمہ ، سیاست‌دان ۔ محمد حسین حدید ، ماہر اقتصادیات ۔ داؤد الحیدری پاشا ، مدبر ۔ جرنل طہ الہاشمی ، فوجی افسر ۔ عفیفہ اسکندر ، فلم ایکٹرس اور آرٹسٹ ۔ صالح جبر ، مدبر ۔ محمد فاضل الجمالی ، سیاست دان ۔ ضیاءالدین جعفر ، انجینیر اور انڈسٹریلسٹ ۔ جعفر حمندی ، مقنن ۔ ابراہیم صالح الکبیر ، ماہر مالیات ۔ سر تحسین قادری ، سیاست دان ۔ احمد عبدالرسول کاشف الغیطہ ، ماہر اقتصادیات ۔ داؤد کاسر ، ماہر تعلیم ۔ مجید خدوری ، ماہر تعلیم ۔ جبران ملکون ، صحافی ۔ سید عمر ندمی ، سیاست دان ۔ رشید عالی الگیلانی ، مدبر ۔ یحییٰ عونی صافی ، ماہر تعلیم ۔ نجدت فتحی صفوت کردار ، مدبر ۔ رحمین سلطون ، تاجر ۔ داؤد سمرہ ، وکیل ۔ سید محمد علی جست‌الدین الحسینی الشہرستانی ، اہل قلم ۔ حکمت سلیمان ، سیاست دان ۔ ہاشم الوتری ، ڈاکٹر ۔ محمد امین ذکی ، مدبر ۔

Marfat.com

ضمیمہ

(۲)

عرب مقامات کے انگریزی نام

عربی نام	انگریزی نام
عکہ	Acre
بحر اخضر	Aegean Sea
حلب	Aleppo
اسکندرونہ	Alexandretta
الجزایر	Algeria
انطاکیہ	Antioch
عقبہ	Aqaba
بحر ظلمات (بحر اوقیانوس)	Atlantic Ocean
آذر بائجان	Azerbaijan
ایشیائے کوچک	Asia Minor
اشوریا	Assyria
بابل	Babylon
بحر اسود	Black Sea
بازنطین (مشرق)	Byzantine
بحر خزر	Caspian Sea
قاہرہ	Cairo
کالدیا	Chaldea
قرطبہ	Cordova
قرسقہ	Corsica
قفقاز	Caucasia
قرطاجنہ	Carthage
قبرص	Cyprus
خطا	Cathay
صلیبی جنگ	Crusade
دمشق	Damascus
بحر لوط (بحر میت - بحر مردار)	Dead Sea
مصر	Egypt
حبش	Ethiopia
فرات	Euphrates
اقلیدس	Euclid
فسطاط	Fostat
جالینوس	Galen
غرناطہ	Granada

Marfat.com

Gibraltar	جبل‌الطارق
Germany	المان
Heraclius	هر قل
Herodotus	هردوط
Holland	ولندیز
Indian Ocean	بحر هند
Jaffa	یافا
Jaxartes	سیحون
Jerusalem	بیت‌المقدس (القدس)
Jordan	یردن (آردن)
Kuwait	قویت
Latakia	لتاکیه (لاذقیه)
Maridin	مریدین
Mediterranean Sea	بحر متوسط (بحرروم)
Mesopotamia	عراق عرب
Mocha	مخه
Morocco	مراکش
Mosul	موصل
Nubia	نوبه
Oxus	جیحون
Pacific Ocean	بحرالکاهل
Persian Gulf	خلیج ایران
Phoenicia	فونیقیه
Ptolemy	بطلیموس
Palestine	فلسطین
Qatar	قطر
Red Sea	بحر احمر
Seville	اشبیلیه
Sicily	صقلیه
Spain	هسپانیه (اندلس)
Saladin	صلاح‌الدین
Syria	شام
Tangier	طنجه
Tiflis	طفلس
Tigris	دجله
Tiberias	طبریه
Trebizon	طرابزون
Tripoli	طرابلس
Transjordan	شرق اردن

Marfat.com

ضمیمہ

(۳)

عراق پر

تاتاریوں، صفوی ایرانیوں اور عثمانی ترکوں کا تسلط

۱۲۵۸ء / ۶۵۶ھ — ۱۹۰۰ء / ۱۳۱۶ھ

تاتاری حکمراں:—

نمبر شمار		سنہ عیسوی	سنہ هجری
۱-	ہلاکو	۱۲۵۶ء	۶۵۴ھ
۲-	ابو خان	۱۲۶۵ء	۶۶۳ھ
۳-	سلطان احمد خان	۱۲۸۲ء	۶۷۸ھ
۴-	ارغون خان	۱۲۸۴ء	۶۸۰ھ
۵-		۱۲۹۰ء	۶۸۷ھ
۶-	غیکتوخان	۱۲۹۱ء	۶۸۸ھ
۷-		۱۲۹۵ء	۶۹۲ھ
۸-	بیدوخان	۱۲۹۵ء	۶۹۲ھ
۹-	محمود غزان خان	۱۲۹۶ء	۶۹۳ھ
۱۰-		۱۳۰۲ء	۶۹۹ھ
۱۱-	سلطان الجیتو	۱۳۰۵ء	۷۰۲ھ
۱۲-	ابوسعید خان	۱۳۱۶ء	۷۱۳ھ
۱۳-		۱۳۲۷ء	۷۲۵ھ
۱۴-	ارپاغون	۱۳۳۴ء	۷۳۲ھ

(دیکھئے صفحہ ۲۸۰)

Marfat.com

(بسلسلۂ صفحہ ۲۷۹)

۱۵- موسیٰ خان
۱۶- توغائی تیمور خان
۱۷- محمد شاہ خان
۱۸- تیمور تاش خان
۱۹- ستی بیگ خان
۲۰- سلیمان شاہ خان
۲۱- شاہ جہاں تیمور خان
۲۲- انو شیرواں خانِ عادل

ہلاکو الخان نسل کا خاتمہ —

۲۳ شیخ حسن جلیری کا شاہی خطاب 'خان' اختیار کر کے بغداد کو اپنا دارالحکومت بنانا

۲۴- شیخ اویس خان	۱۳۵۶ء	۷۵۵ھ
۲۵- شیخ حسین خان	۱۳۷۴ء	۷۷۳ھ
۲۶- شیخ علی خان		
۲۷- شیخ احمد خان		
۲۸- تیمور لنگ (بغداد فتح کرتا ہے۔)	۱۳۹۳ء	۷۹۳ھ
احمد خان کی وفات	۱۴۱۰ء	۸۱۰ھ

جلیری نسل کا خاتمہ اور (سیاہ بھیڑ) تاتاری حکومت کی تجدید

۲۹- سلطان قرایوسف		
۳۰- امیر اسپان	۱۴۳۴ء	۸۳۵ھ
۳۱- جہان شاہ	۱۴۴۴ء	۸۴۵ھ
۳۲-	۱۴۶۰ء	۸۶۱ھ

(دیکھئے صفحہ ۲۸۱)

Marfat.com

(بسلسلۂ صفحہ ۲۸۰)

۳۳-	حسن علی خان	۱۴۶۶ء	۸۶۷ھ

(سیاہ بھیڑ) تاتاری ایرانی حکومت کا خاتمہ

۳۴-	آزون حسن خان		
۳۵-	خلیل مرزا	۱۴۷۷ء	۸۷۸ھ
۳۶-	یعقوب مرزا	۱۴۷۸ء	۸۷۹ھ
۳۷-	بائے سونگور مرزا	۱۴۹۱ء	۸۹۲ھ
۳۸-	رستم مرزا	۱۴۹۲ء	۸۹۳ھ
۳۹-	احمد مرزا	۱۴۹۸ء	۸۹۹ھ
۴۰-	سلطان مراد	۱۵۰۰ء	۹۰۱ھ
۴۱-	محمد مرزا		
۴۲-	الوان مرزا		
۴۳-	یعقوب بیگ	۱۵۰۷ء	۹۰۸ھ

ایرانیوں کا بغداد پر قبضہ **۱۵۰۹ء** **۹۱۰ھ**

(سفید بھیڑ) تاتاری حکومت کا خاتمہ

عراق پر صفوی ایرانی حکومت کا آغاز

۴۴-	اسماعیل شاہ		
۴۵-	طہماسپ شاہ	۱۵۲۴ء	۹۳۰ھ

عثمانی ترکوں کا عراق پر حملہ اور ایرانیوں کی بے دخلی **۱۵۳۴ء** **۹۳۹ھ**

(دیکھئے صفحہ ۲۸۲)

Marfat.com

(بسلسلہ صفحہ ۲۸۱)

ترکی سلطان سلیمان کا بغداد پر قبضہ

۱۵۳۴ ء ۹۴۰ ھ

پہلے ایرانی دور حکومت کا خاتمہ

پہلے ترکی دور حکومت کا آغاز

۴۶-	سلیمان پاشا (بغداد کا پہلا والی)		
۴۷-	ایاز پاشا		
۴۸-	بلتاجی محمد پاشا	۱۵۵۲ء	۹۵۹ھ
۴۹-	درویش علی پاشا		
۵۰-	مراد پاشا	۱۵۶۶ء	۹۷۳ھ
۵۱-	الوندزادہ علی پاشا	۱۵۷۸ء	۹۸۵ھ
۵۲-	جغل زادہ پاشا	۱۵۸۹ء	۹۹۷ھ
۵۳-	سنان پاشا جغل زادہ	۱۵۹۰ء	۹۹۸ھ
۵۴-	حسن پاشا		
۵۵-	دیلی حسین پاشا		
۵۶-	وزیر حسن پاشا	۱۶۰۰ء	۱۰۰۸ھ
۵۷-	قاسم پاشا	۱۶۰۴ء	۱۰۱۲ھ
۵۸-	محمد پاشا	۱۶۰۷ء	۱۰۱۵ھ
۵۹-	محمود پاشا جغل زادہ (۱)	۱۶۰۹ء	۱۰۱۷ھ
۶۰-	علی پاشا قاضی زادہ		
۶۱-	دلاورپاشا		
۶۲-	مصطفیٰ پاشا		
۶۳-	حافظ احمد پاشا		
۶۴-	محمود پاشا جغل زادہ (۲)		

(دیکھئے صفحہ ۲۸۳)

Marfat.com

(بسلسلۂ صفحہ ۳۰۴)

۶۵-	یوسف پاشا	۱۶۱۸ء	۱۰۲۷ھ
۶۶-		۱۶۱۹ء	۱۰۲۸ھ
۶۷-	سلیمان پاشا	۱۶۲۱ء	۱۰۳۰ھ

پہلے ترکی دور حکومت کا خاتمہ

۶۸-	صوفی قلی خان		
۶۹-		۱۶۲۶ء	۱۰۳۵ھ
۷۰-		۱۶۲۹ء	۱۰۳۸ھ
۷۱-	بکتاش خان	۱۶۳۰ء	۱۰۳۹ھ

سلطان مراد چہارم کا بغداد کو جلانا

۱۶۳۸ء ۱۰۴۷ھ

دوسرے ایرانی دور حکومت کا خاتمہ

۷۲-	کوچک حسن پاشا(۱)		
۷۳-	درویش محمد پاشا	۱۶۳۹ء	۱۰۴۹ھ
۷۴-	کوچک حسن پاشا(۲)	۱۶۴۲ء	۱۰۵۲ھ
۷۵-	دیلی حسین پاشا	۱۶۴۴ء	۱۰۵۴ھ
۷۶-	حیدر آغازادہ محمد پاشا		
۷۷-	کوچک موسیٰ پاشا	۱۶۴۵ء	۱۰۵۵ھ
۷۸-	ابراھیم پاشا	۱۶۴۶ء	۱۰۵۶ھ
۷۹-	سیمیز موسیٰ پاشا	۱۶۴۷ء	۱۰۵۷ھ
۸۰-	ملک احمد پاشا	۱۶۴۹ء	۱۰۵۹ھ
۸۱-	نقی زادہ ارسلان پاشا		
۸۲-	شاطر حسین پاشا	۱۶۵۰ء	۱۰۶۰ھ
۸۳-	سلاحدار قرا مصطفیٰ پاشا (۱)	۱۶۵۱ء	۱۰۶۱ھ

(دیکھئے صفحہ ۳۰۶)

Marfat.com

(بسلسلهٔ صفحہ ۳۰۵)

۸۴-	سلاحدار مرتضیٰ پاشا (۱)	۱۶۵۳ء	۱۰۶۳ھ
۸۵-	آق محمد پاشا	۱۶۵۵ء	۱۰۶۵ھ
۸۶-	خاصاکی محمد پاشا	۱۶۵۶ء	۱۰۶۶ھ
۸۷-	سلاحدار مرتضیٰ پاشا (۲)	۱۶۵۹ء	۱۰۶۹ھ
۸۸-	مصطفیٰ پاشا (کبڑا)	۱۶۶۲ء	۱۰۷۲ھ
۸۹-	مصطفیٰ پاشا (روئی والا)	۱۶۶۳ء	۱۰۷۳ھ
۹۰-	سلاحدار قرامصطفیٰ پاشا (۲)	۱۶۶۴ء	۱۰۷۴ھ
۹۱-	آوزون ابراہیم پاشا	۱۶۶۵ء	۱۰۷۵ھ
۹۲-	سلاحدار قرامصطفیٰ پاشا (۳)	۱۶۶۷ء	۱۰۷۷ھ
۹۳-	سلاحدار حسین پاشا	۱۶۷۱ء	۱۰۸۲ھ
۹۴-	عبدالرحمان پاشا	۱۶۷۴ء	۰۸۵ھ
۹۵-	قپلان مصطفیٰ پاشا	۱۶۷۶ء	۱۰۸۷ھ
۹۶-	سلاحدار عمر پاشا (۱)	۱۶۷۷ء	۱۰۸۸ھ
۹۷-	ابراہیم پاشا	۱۶۸۱ء	۱۰۹۲ھ
۹۸-	سلاحدار عمر پاشا (۲)	۱۶۸۴ء	۱۰۹۵ھ
۹۹-	کتخدا احمد پاشا	۱۶۸۷ء	۱۰۹۸ھ
۱۰۰-	سلاحدار عمر پاشا (۳)	۱۶۸۸ء	۱۰۹۹ھ
۱۰۱-	بازرگان احمد پاشا	۱۶۹۱ء	۱۱۰۲ھ
۱۰۲-	احمد پاشا	۱۶۹۲ء	۱۱۰۳ھ
۱۰۳-	علی پاشا (۱)	۱۶۹۶ء	۱۱۰۷ھ
۱۰۴-	اسماعیل پاشا	۱۶۹۸ء	۱۱۱۰ھ
۱۰۵-	دلتبان مصطفیٰ پاشا	۱۶۹۹ء	۱۱۱۱ھ
۱۰۶-	یوسف پاشا	۱۷۰۲ء	۱۱۱۴ھ
۱۰۷-	علی پاشا (۲)	۱۷۰۳ء	۱۱۱۵ھ
۱۰۸-	حسن پاشا (اس نے بغداد میں طریقهٔ مملوک رائج کیا)	۱۷۰۴ء	۱۱۱۶ھ

(دیکھئے صفحہ ۳۰۷)

Marfat.com

(بسلسلۂ صفحہ ۳۰۶)

۱۰۹-	احمد پاشا (۱) (اس نے تمام عراق کو زیر نگیں کیا)	۱۷۲۳ء	۱۰۳۵ھ
۱۱۰-		۱۷۳۳ء	۱۱۴۵ھ
۱۱۱-	حاجی اسماعیل پاشا	۱۷۳۴ء	۱۱۴۷ھ
۱۱۲-	محمد پاشا (لنگڑا) صدر اسبوق	۱۷۳۵ء	۱۱۴۸ھ
۱۱۳-	احمد پاشا (۲)	۱۷۳۶ء	۱۱۴۹ھ
۱۱۴-		۱۷۴۳ء	۱۱۵۶ھ
۱۱۵-	حاجی احمد پاشا	۱۷۴۷ء	۱۱۶۱ھ
۱۱۶-	حاجی احمد پاشا قیصریالی	۱۷۴۸ء	۱۱۶۱ھ
۱۱۷-	تریاق محمد پاشا	۱۷۴۸ء	۱۱۶۲ھ
۱۱۸-	سلیمان پاشا ابو لیلیٰ	۱۷۴۹ء	۱۱۶۳ھ

بغداد میں برطانی ایجنسی کا قیام ۱۷۵۵ء ۱۱۶۹ھ

۱۱۹-	علی پاشا	۱۷۶۱ء	۱۱۷۵ھ
۱۲۰-	عدر پاشا	۱۷۶۴ء	۱۱۷۷ھ

ایک انگریز کا برطانی ایجنسی میں تقرر ۱۷۶۵ء ۱۱۷۹ھ

۱۲۱-	اسپنا کجی مصطفیٰ پاشا	۱۷۷۵ء	۱۱۸۹ھ
۱۲۲-	عابدی پاشا	۱۷۷۶ء	۱۱۹۱ھ
۱۲۳-	عبداللہ پاشا	۱۷۷۶ء	۱۱۹۲ھ
۱۲۴-	سلیم آفندی قائم مقام	۱۷۷۷ء	۱۱۹۲ھ

بغداد میں انتشار و بد امنی

۱۲۵-	حسن پاشا	۱۷۷۸ء	۱۱۹۳ھ
۱۲۶-	بیوک سلیمان پاشا اعظم	۱۷۸۰ء	۱۱۹۵ھ

(دیکھئے صفحہ ۳۰۸)

Marfat.com

(بسلسلۂ صفحہ ۳۰۷)

وھابیوں کا کربلائے معلیٰ کو جلانا

۱۲۷-	حافظ علی پاشا	۱۸۰۲ء	۱۲۱۷ھ
۱۲۸-	ترکی سلطان کا غالب پاشا کو مقرر کرنا		
۱۲۹-	کوچک سلیمان پاشا	۱۸۰۸ء	۱۲۲۲ھ
۱۳۰-	طوطون جی عبداللہ پاشا	۱۸۱۱ء	۱۲۲۵ھ
۱۳۱-	سعید پاشا	۱۸۱۳ء	۱۲۲۸ھ
۱۳۲-	داؤد پاشا (آخری مملوک گورنر عراق)	۱۸۱۷ء	۱۲۳۲ھ
	جنیسری فوج کا خاتمہ	**۱۸۲۶ء**	**۱۲۴۱ھ**
	طاعون اور سیلاب مملوک حکومت کے خاتمہ کے وقت	**۱۸۳۱ء**	**۱۲۴۶ھ**
۱۳۳-	علی رضا پاشا		
۱۳۴-	محمد نجیب پاشا	۱۸۴۲ء	۱۲۵۸ھ
۱۳۵-	عبدالکریم نادر پاشا	۱۸۴۹ء	۱۲۶۴ھ
۱۳۶-	وجیہی پاشا	۱۸۵۱ء	۱۲۶۶ھ
۱۳۷-	محمد نامق پاشا (۱)	۱۸۵۲ء	۱۲۶۷ھ
۱۳۸-	محمد راشد پاشا	۱۸۵۳ء	۱۲۶۸ھ
۱۳۹-	سدار اکرم عمر پاشا	۱۸۵۸ء	۱۲۷۴ھ
۱۴۰-	سیر کاتبی مصطفیٰ نوری پاشا	۱۸۵۹ء	۱۲۷۵ھ
۱۴۱-	احمد توفیق پاشا	۱۸۶۰ء	۱۶۷۷ھ
۱۴۲-	محمد نامق پاشا (۲)	۱۸۶۱ء	۱۲۷۸ھ
۱۴۳-	تقی الدین پاشا (۱)	۱۸۶۸ء	۱۲۸۴ھ
۱۴۴-	مدحت پاشا	۱۸۶۹ء	۱۲۸۵ھ

(دیکھئے صفحہ ۳۰۹)

Marfat.com

(بسلسلۂ صفحہ ۳۰۸)

۱۴۵-	رؤف پاشا	۱۸۷۲ء	۱۲۸۸ھ
۱۴۶-	ردیف پاشا	۱۸۷۳ء	۱۲۸۹ھ
۱۴۷-	عبدالرحمان پاشا (۱)	۱۸۷۵ء	۱۲۹۱ھ
۱۴۸-	عارف پاشا	۱۸۷۶ء	۱۲۹۳ھ
۱۴۹-	قادین پاشا	۱۸۷۸ء	۱۲۹۴ھ
۱۵۰-	عبدالرحمان پاشا (۲)	۱۸۷۸ء	۱۲۹۴ھ
۱۵۱-	تقی الدین پاشا (۲)	۱۸۸۰ء	۱۲۹۶ھ
۱۵۲-	مصطفیٰ عاصم پاشا	۱۸۸۷ء	۱۳۰۳ھ
۱۵۳-	سری پاشا	۱۸۸۹ء	۱۳۰۵ھ
۱۵۴-	حاجی حسن رفیق پاشا	۱۸۹۲ء	۱۳۰۷ھ
۱۵۵-	عطاءُ اللہ پاشا	۱۸۹۶ء	۱۳۱۲ھ
۱۵۶-	نامق پاشا	۱۸۹۹ء	۱۳۱۵ھ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

پروفیسر محمود بریلوی مصنف "تاریخ ملک عراق" ایک معروف
...ستانی ادیب اور مؤرخ ہیں۔ موصوف ایک ماہر تعلیم کی حیثیت
...سے ... افریقہ میں مقیم اور مشہور و ممتاز ہندوستانی
...ے "دون کالج" ڈیرہ دون میں شعبہ تاریخ و جغرافیہ
...صدر رہ چکے ہیں۔ آپ اسلامی تاریخ، ثقافت و
...موضوع پر متعدد انگریزی اور اردو معیاری کتب کے
...پروفیسر محمود بریلوی کی تازہ اردو تصانیف
..."فلسطین" اور "فیضانِ اسلام" (یعنی اسلام کی
...تاریخ) ہیں۔ حال ہی میں فیروز سنز نے آپ کی
...تصنیف "عرب اور افریقہ میں مسلمان"—
(Muslims In Arabia ...) شائع کی ہے۔ جو اس موضوع
...کتاب ہے۔

Marfat.com

فیسر محمود بریلوی مصنف "تاریخ ملکِ عراق" ایک معروف
انی ادیب اور مؤرخ ہیں۔ موصوف ایک ماہر تعلیم کی حیثیت
سے افریقہ میں مقیم اور مشہور و ممتاز ہندوستانی
ے "ڈون کالج" ڈیرہ ڈون میں شعبہ تاریخ و جغرافیہ
چکے ہیں۔ آپ اسلامی تاریخ، ثقافت و
متعدد انگریزی اور اردو معیاری کتب کے
پروفیسر محمود بریلوی کی تازہ اردو تصانیف
فلسطین" اور "فیضانِ اسلام" (یعنی اسلام کی
ہیں۔ حال ہی میں فیروز سنز [illegible] نے آپ کی
تصنیف "عرب اور افریقہ میں مسلمان" ——
(Muslims in Arabia شائع کی ہے۔ جو اس موضوع
کتاب ہے ۔

Marfat.com